بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تاریخ و عقائد

مؤلف: امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ

ترجمہ: عطاء اللہ ثاقب رحمہ اللہ

ادارہ ترجمان السنہ

رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہیدِ اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی یہ تصنیف بھی باقی تصانیف کی طرح قوت استدلال اور اسلامی حمیت و غیرت کا آئینہ دار ہے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ بریلوی تعلیمات کی نشر واشاعت اور مقبولیت میں اگرچہ بہت کمی آئی ہے مگر اس کا ایک نقصان یہ ہوا کہ جدید طبقہ مذہب سے دور ہوتا چلا گیا۔ جدید طبقے نے جب اسلام کے نام پر خرافات اور بدعات کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھا تو اس نے تحقیق کی بجائے یہ گمان کرلیا کہ شاید مذہب اسلام اسی کا نام ہے۔ چنانچہ بریلوی افکار نے نئی نسل کو اسلام سے دور کرکے الحاد ولادینیت کی آغوش میں پھینک دیا۔

ان حالات میں کسی ایسی کتاب کی اشد ضرورت تھی جو نئی نسل اور جدید تعلیم یافتہ طبقے کو یہ بتلاتی کہ وہ شرکیہ اموراور خرافات و بدعات' جنہیں وہ اپنے گرد دیکھ رہے ہیں' ان کا ارتکاب اگرچہ مذہب کے نام پر ہورہا ہے مگر کتاب وسنت کی پاکیزہ تعلیمات کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ علامہ صاحب رحمہ اللہ کی یہ کتاب اس ضرورت کو پورا کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

بہت دیر سے آپ کی تمام کتب کا اردو ترجمہ شائع کرنے کا مطالبہ ہورہا تھا' تاکہ دوسرے ملکوں کی طرح پاکستان کے عوام بھی ان کتب سے استفادہ کرسکیں۔ بالآخر ادارہ ترجمان السنہ نے آپ کی کتب کے اردو تراجم شائع کرانے کا فیصلہ کرلیا۔ اس سلسلے میں آپ کی تصانیف "البریلویہ" کا اردو ترجمہ قارئین کے پیش خدمت ہے۔ امید ان شاءاللہ العزیز اس کتاب کا مطالعہ بہت سے احباب کے لیے راہ راست پر آنے کا ذریعہ ہوگا' اور یہ بات مصنف مرحوم کے درجات کی بلندی کا باعث ہوگی۔

علامہ صاحب رحمہ اللہ اس کتاب میں ایسا باب بھی شامل کرنا چاہتے تھے جو رضا خانی فقہ کے چند ایسے مسائل پر مشتمل تھا' جو محض ذہنی تلذذ کے لیے فرض کیے گئے تھے۔مگر تہذیب وشائستگی کا تقاضا تھا کہ انہیں اس کتاب کا حصہ نہ بنایا جائے۔آپ فرماتے تھے کہ عربی زبان ان فحش مسائل کی متحمل نہیں ہے۔ وہ تمام حوالہ جات میرے پاس محفوظ ہیں۔

اردو ترجمہ کرتے وقت میں بھی اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان کے ذکر کی ضرورت محسوس ہوئی' تو اگلے ایڈیشن کے مقدمے میں انہیں ذکر کر دیا جائے گا۔ترجمہ کرتے وقت میں نے عربی عبارات کا ترجمہ کرنے کی بجائے بریلوی حضرات کی اصل کتابوں کی عبارتوں کو ہی نقل کر دیا ہے' تاکہ ترجمہ در ترجمہ سے مفہوم میں تبدیلی نہ آئے۔

چونکہ بہت ہی کم عرصہ میں اس کتاب کے ترجمہ اور طباعت کا کام مکمل ہوا ہے' اس لیے لازماً اس ایڈیشن میں علمی یا فنی کوتاہیاں قارئین کرام کو نظر آئیں گی۔ان شاء اللہ العزیز اگلے ایڈیشن میں انہیں دور کرنے کی مکمل کوشش کی جائے گی۔قارئین اپنی آراء سے آگاہ فرمائیں۔

قرآنِ مجید کی آیات کا ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن سے نقل کیا گیا ہے۔بعد میں اندازہ ہوا کہ اس میں قدرے ابہام ہے' اگلے ایڈیشن میں اس کی تلافی کی بھی کوشش کی جائے گی۔ان شاء اللہ!

عطاء الرحمٰن ثاقب

ادارہ ترجمان السنہ لاہور

14 رمضان المبارک 1408ھ

یکم مئی ۱۹۸۸ء

بسم الله الرحمن الرحیم

# تقدیم

## از فضیلۃ الشیخ عطیہ سالم

جج شرعی عدالت مدینہ منورہ ومدرس وخطیب مسجد نبوی شریف

حمد وصلاۃ کے بعد! مجھے فضیلۃ الاستاذ احسان الٰہی ظہیر (رحمہ اللہ) کی کتاب "البریلویت" پڑھنے کا موقع ملا۔ کتاب پڑھ کر مجھے اس بات پر شدید حیرت ہوئی کہ مسلمانوں میں اس قسم کا گروہ موجود ہے جو نہ صرف فروعات میں شریعت اسلامیہ اور کتاب وسنت کا مخالف ہے' بلکہ اس کے بنیادی عقائد ہی اسلام سے متصادم ہیں۔

اگر اس کتاب کے مصنف کی علمی دیانت پوری دنیا میں مسلم نہ ہوتی' تو ہمیں یقین نہ آتا کہ اس قسم کا گروہ پاکستان میں موجود ہے۔ اس کتاب کے جلیل القدر مصنف نے اس گروہ کے عقائد وافکار سے نقاب اٹھا کر یہ ثابت کیا ہے کہ کتاب وسنت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا اس فرقہ کو چاہئے کہ وہ ان عقائد سے توبہ کریں اور توحید ورسالت کے تصور سے آشنا ہو کر اپنی عاقبت سنوارنے کی طرف توجہ دیں۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہمیں اندازہ ہوا ہے کہ ان عقائد کی بنیاد قرآن وحدیث کے بجائے توہم پرستی اور خیالی وتصوراتی قسم کے قصے کہانیوں پر ہے۔ مصنف جلیل الشیخ احسان الٰہی ظہیر (رحمہ اللہ) نے اس گروہ کے پیروکاروں کو ہدایت وراہنمائی اور سیدھے راستے کی طرف دعوت دے کر حقیقی معنوں میں اس گروہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قابل قدر کوشش کو قبول فرمائے آمین!

جہاں تک مصنف (رحمہ اللہ) کے اسلوب تحریر کا تعلق ہے' تو وہ محتاج بیان نہیں۔ان کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے والا ہر قاری ان کے ادبی ذوق اور قوت دلیل سے اچھی طرح آگاہ ہے۔

اس کتاب کے مصنف کی اس موضوع پر خدمات و مساعی قابل تحسین ہیں۔جس طرح سے علمی' تحقیقی اور پرزور انداز کے ساتھ انہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے' اس کی بنا پر تصنیفات تعلیمی درسگاہوں اور تحقیقی مراکز میں حوالے اور سند کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔

مصنف (مرحوم) کی بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ انہیں اپنی مادری زبان کے علاوہ دوسری بہت سی زبانوں پر بھی دسترس حاصل ہے۔جس کی وجہ سے انہوں نے قادیانی' بابی' اسماعیلی' شیعہ' بہائی اور بریلوی فرقوں پر جو مواد پیش کیا ہے' وہ نہایت مستحسن اور اسلامی علمی و تحقیقی مکتوبات میں قابل قدر اضافہ ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد چند امور کی توضیح ضروری ہے:

اس فرقے کے مؤسس کے حالات زندگی سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی یہ تحریک علمی ہے' نہ فکری اور نہ ہی ادبی۔ان کی ساری سرگرمیوں سے صرف انگریزی استعمار کو فائدہ پہنچا۔اس تحریک کے علاوہ دوسری تحریک جو انگریز کے مفاد میں تھی؛ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک تھی۔

جناب احمد رضا بریلوی کا وہابیوں کی مخالفت کرنا' ان پر کفر کے فتوے لگانا' جہاد کو حرام قرار دینا' تحریک خلافت اور تحریک ترکِ موالات کی مخالفت کرنا' انگریز کے خلاف جدوجہد میں مصروف مسلم راہنماؤں کی تکفیر کرنا' اور اس قسم کی دوسری سرگرمیاں انگریزی استعمار کی خدمت اور اس کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے تھیں۔

اس ضمن میں یہ بات بھی اہم اور قابل توجہ ہے کہ جناب احمد رضا صاحب کا استاد مرزا غلام قادر بیگ مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا۔انگریز کی طرف سے اس قسم کی تحریکوں کے ساتھ تعاون کرنا بھی بعید از عقل نہیں۔اس لیے یہ کہنا کہ اس تحریک کے پیچھے استعمار کا خفیہ ہاتھ تھا' غیر منطقی بات نہیں ہے۔اور اگر

اس قسم کی تحریکوں کے بانیوں کو انگریزی حکومت کے زوال کا پہلے سے علم ہوتا تو وہ یقیناً اپنے موقف کو تبدیل کر لیتے۔لیکن ان کا خیال اس کے برعکس تھا!

اس فرقے کے پیروکار ایک طرف تو اس قدر افراط سے کام لیتے ہیں کہ ان کا اولیائے کرام اور نیک لوگوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ خدائی اختیارات کے مالک اور نفع ونقصان پر قدرت رکھنے والے ہیں' نیز دنیا وآخرت کے تمام خزانے انہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اور دوسری طرف تفریط کا شکار ہوتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو شخص اپنی زندگی میں نماز روزے کا تارک رہا ہو' اس کے مرنے کے بعد اس کے اعزاء واقارب اس کی نمازوں' روزوں کا فدیہ دے کر اور "حیلہ اسقاط" پر عمل کر کے گناہ معاف کروا کے اسے جنت میں داخل کروا سکتے ہیں۔

اس قسم کے عقائد کا دور جاہلیت میں بھی وجود نہ تھا۔ بریلوی حضرات نے اپنے سوا تمام پر کفار و مرتدین ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔حتّٰی کہ انہوں نے اپنے فقہی بھائی دیوبندیوں کو بھی معاف نہیں کیا۔اور ان کے نزدیک ہر وہ شخص کافر و مرتد ہے' جو ان کے امام و بانی کے نظریات سے متفق نہ ہو۔مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب کے ایک مستقل باب میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

جناب احمد رضا صاحب نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ پر کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ان کا جرم یہ تھا کہ وہ لوگوں کو کتاب وسنت کی دعوت اتباع' نیز بدعات وخرافات سے اجتناب کی دعوت دیتے تھے' غیر اللہ کی عبادت ایسے شرکیہ عقائد سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے اور پوری امت کو "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے پرچم تلے متحد کرنا چاہتے تھے۔

اس دور میں بھی اتحاد واتفاق کی صرف یہی صورت ہے کہ ہم ان تمام عقائد ونظریات کو ترک کر دیں جو قرآن وحدیث کے مخالف ہوں نیز جو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کے دور کے بعد کی ایجاد ہوں اور اسلامی قواعد وضوابط سے متصادم ہوں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا' نیک بندوں کو قادر مطلق سمجھنا یا انہیں اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں شریک کرنا' قبروں پر جا کر اپنی

حاجات طلب کرنا اور اس قسم کے باطل عقائد اسلام کے تصور توحید کے مخالف ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ان سے اجتناب کریں اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی تمام اختیارات کا مالک سمجھیں۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب وسنت پر غور کرنے اور سلف صالحین کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

**عطیہ محمد سالم**

قاضی شرعی عدالت مدینہ منورہ و مدرس مسجد نبوی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقدمہ

**الحمدللہ الّذی لاالٰہ الّا ھو وحدہ والصّلاۃ والسلام علی نبیہ محمّد خاتم الانبیاء لانبی بعدہ وعلٰی آلہ و اصحابہ ومن تبع مسلکھم واقتدی بھدیھم الی یوم الدّین و بعد!**

دوسرے بہت سے غیر اسلامی فرقوں پر کتب تصنیف کرنے کے بعد میں برصغیر پاک وہند میں کثیر تعداد میں پائے جانے والے گروہ "بریلویت" پر اپنی یہ تصنیف قارئین کے مطالعہ کے لیے پیش کررہا ہوں۔

اس گروہ کے عقائد بعض دوسرے اسلامی ملکوں میں تصوف کے نام پر رائج ہیں۔ غیر اللہ سے فریاد رسی اوران کے نام کی منتیں ماننا جیسے عقائد سابقہ دور میں بھی رائج ومنتشر رہے ہیں۔ بریلوی حضرات نے ان تمام مشرکانہ عقائداور غیر اسلامی رسوم وروایات کو منظّم شکل دے کر ایک گروہ کی صورت اختیار کرلی ہے۔

اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہ تمام عقائد اور رسمیں ہندو ثقافت اور دوسرے ادیان کے ذریعہ سے مسلمانوں میں داخل ہوئیں اور انگریزی استعمار کی وساطت سے پروان چڑھی ہیں۔

اسلام جدوجہد کا درس دیتا ہے مگر بریلوی افکار وتعلیمات نے اسلام کو رسم ورواج کا مجموعہ بنادیا ہے۔نماز روزے کی طرف دعوت کی بجائے ان کے مذہب میں عرس وقوالی' پیر پرستی اور نذر ونیاز دے کر گناہوں کی بخشش وغیرہ ایسے عقائد کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ میں بریلویت کے موضوع پر قلم نہیں

اٹھانا چاہتا تھا۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا' بریلویت چونکہ جہالت کی پیداوار ہے' اس لیے جون جوں جہالت کا دور ختم ہوتا چلا جائے گا توں توں بریلویت کے افکار بھی ختم ہو جائیں گے۔ مگر جب میں نے دیکھا کہ بریلوی حضرات بدعات اور شرکیہ امور کی نشر واشاعت میں متحد ہو کر جدو جہد میں مصروف ہیں اور اس سلسلے میں انہوں نے حال ہی میں "حجاز کانفرنس" کے نام سے بہت سے اجتماعات بھی منعقد کرنا شروع کردیئے ہیں؛ جن میں وہ کتاب وسنت کے متبعین کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنا رہے ہیں اور انہیں " گستاخان رسالت" اور دوسرے القاب سے نواز رہے ہیں' تو مختلف غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے اور جدید طبقے کو یہ باور کرانے کے لیے کہ اسلام توہم پرستی اور دوسرے جاہلانہ افکار سے بری ہے' اور کتاب وسنت کی تعلیمات عقل وفطرت کے عین مطابق ہیں۔ عوام کو اس حقیقت سے آگاہ کرنے کے لیے میں نے ضروری سمجھا کہ ایک ایسی کتاب تصنیف کی جائے جو "بریلویت" اور "اسلامی تعلیمات" کے درمیان فرق کو واضح کرے۔ تاکہ شریعت اسلامیہ کو ان عقائد سے پاک کیا جاسکے جو اسلام کے نام پر اس میں داخل ہو گئے ہیں۔ حالانکہ شریعت اسلامیہ کا ان سے کوئی تعلق نہیں!

بریلوی حضرات نے ہر اس شخص کو کافر قرار دیا ہے' جو ان کے افسانوی قصے کہانیوں پر یقین نہیں رکھتا اور ان کی بدعات کو اسلام کا حصہ نہیں سمجھتا۔

ہمارے ملک کے عوام حقیقت سے بے خبر ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کو " گستاخ" سمجھتے رہے' جو حقیقی معنوں میں اسلامی عقائد کے حامل اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ اسلام پر ہی ایمان رکھتے تھے۔ اور یہ بات حق کی نشر واشاعت کے راستے میں حائل رکاوٹوں میں سے ایک رکاوٹ تھی۔ میں نے جب بریلوی حضرات کی کتب کا مطالعہ کیا تو میں نے دیکھا کہ ان کی کتب وتصانیف میں ہماری معلومات سے کہیں بڑھ کر غیر اسلامی عقائد موجود ہیں۔ شرک وبدعت کی ایسی ایسی اقسام ان کی کتابوں میں موجود ہیں" جن سے دور جاہلیت کے مشرکین بھی ناآشنا تھے۔

بہرحال مجھے امید ہے کہ یہ کتاب انشاء اللہ العزیز شرک وبدعت کے خاتمے اور توحید وسنت کی نشر

واشاعت میں اہم کردار ادا کرے گی۔

جولوگ اتحاد واتفاق کی دعوت دیتے ہیں' انہیں یہ نکتہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس وقت تک امت مسلمہ کے مابین اتحاد نہیں ہوسکتا' جب تک عقائد ونظریات ایک نہ ہوں۔ عقیدہ ایک ہوئے بغیر اتحاد واتفاق کی امید رکھنا عبث ہے۔ چنانچہ ہمیں امت کے سامنے صحیح اسلامی عقیدہ پیش کرنا چاہئے۔ تاکہ جولوگ اسے قبول کرتے چلے جائیں' وہ امت واحدہ کی شکل اختیار کرلیں اور اگر ہم معمولی سی بھی مخلصانہ جدوجہد کرلیں تو یہ سمجھنا قطعاً مشکل نہیں کہ کون سا عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق ہے؟

آخر میں میں اس سلسلے میں ان تمام حضرات کا شکرگزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کے سلسلے میں مجھ سے تعاون فرمایا۔

مجھے بڑی خوشی ہے کہ میں مقدمے کی یہ سطور آدھی رات کے وقت مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر تحریر کررہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمیں حق بات کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

احسان الٰہی ظہیر

مدینہ 23 / مارچ 1983ء

12 / جمادی الاخریٰ 1403ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب 1

# بریلویت

## تاریخ وبانی

بریلویت پاکستان میں پائے جانے والے احناف کے مختلف مکاتب فکر میں سے ایک مکتب فکر ہے۔

بریلوی حضرات جن عقائد کے حامل ہیں' ان کی تاسیس وتنظیم کا کام بریلوی مکتب فکر کے پیروکاروں کے مجدد جناب احمد رضا بریلوی نے انجام دیا۔

بریلویت کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے[1]۔

جناب احمد رضا ہندوستان کے صوبے اتر پردیش (یوپی)[2] میں واقع بریلی شہر میں پیدا ہوئے[3]۔

بریلوی حضرات کے علاوہ احناف کے دوسرے گروہوں میں دیوبندی اور توحیدی قابل ذکر ہیں۔

بریلویت کے مؤسس وبانی راہنما علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ان کے والد نقی علی اور دادا رضا علی کا شمار احناف کے مشہور علماء میں ہوتا ہے[4]۔

ان کی پیدائش 14 جون 1865 میں ہوئی[5]۔ان کا نام محمد رکھا گیا۔والدہ نے ان کا نام امن میاں رکھا۔والد نے احمد میاں اور دادا نے احمد رضا[6]۔

لیکن جناب احمد رضا ان اسماء میں سے کسی پر بھی مطمئن نہ ہوئے اور اپنا نام عبدالمصطفٰی رکھ لیا[7]۔

اور خط وکتابت میں اسی نام کا استعمال کثرت سے کرتے رہے۔ جناب احمد رضا کا رنگ نہایت سیاہ تھا۔ ان کے مخالفین انہیں اکثر چہرے کی سیاہی کا طعنہ دیا کرتے تھے۔ ان کے خلاف لکھی جانے والی ایک کتاب کا نام ہی "الطّین اللاّزب علی الاسود الکاذب" یعنی" کالے جھوٹے کے چہرے پر چپک جانے والی مٹی" رکھا گیا[8]۔

(اس کتاب کے مصنف مولانا مرتضٰی حسن دیوبندی مرحوم ہیں۔ بریلوی حضرات مصنف رحمہ اللہ کے اس پیرائے پر بہت جز بز ہوئے ہیں' حالانکہ یہ ایسی بات نہیں ہے کہ اس پر چیں بہ جبیں ہوا جائے۔ مصنف یہاں جناب احمد رضا کا حلیہ بیان کررہے ہیں' اور ظاہر ہے کہ حلیہ بیان کرتے وقت کالی رنگت کا ذکر آجانا معیوب شے نہیں ہے۔ اور ندامت اور شرمندگی کا اظہار تو کسی عیب پر کیا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں ندامت سے بچنے کے لئے مختلف حیلے بہانوں اور خودساختہ عبارتوں سے کسی کتاب میں تردیدی دلائل کا ذکر کر کے کالے کو گورا کرنے کی سعی لاحاصل بہرحال بے معنی ہے۔ علامہ مرحوم نے حرمین شریفین کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اس بات کا ذکر جس انداز سے کیا ہے' اس کا خلاصہ یہ ہے:

1: بعض لوگوں کو اعتراض ہے کہ ہم نے جناب احمد رضا صاحب کی رنگت کا ذکر کیوں کیا ہے' حالانکہ یہ قابل اعتراض بات نہیں۔

2: اس کے جواب میں بعض حضرات نے سیاہ کو سفید ثابت کرنے کے لئے اپنی کتاب کے صفحات کو بھی بلاوجہ سیاہ کر دیا ہے۔

3: جواب میں کہا گیا کہ اعلیٰ حضرت کا رنگ تو سیاہ نہیں تھا' البتہ گہرا گندمی تھا اور رنگ کی آب وتاب بھی ختم ہوچکی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ " گہرا گندمی" رنگ کی کون سی قسم ہے۔ کیا ضرورت ہے ان تاویلات میں پڑنے کی؟ سیدھا اعتراف کیوں نہیں کرلیا جاتا کہ ان کا رنگ سیاہ تھا۔

4: اس جواب میں جن لوگوں کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا رنگ سیاہ نہیں بلکہ

سفید تھا' ان میں سے اب کوئی بھی موجود نہیں۔ یہ خود ساختہ دلائل ہیں!

**5:** آج بھی احمد رضا صاحب کی ساری اولاد کا رنگ سیاہ ہے۔ بہر حال یہ عیب کی بات نہیں۔ کچھ لوگوں نے ہمارے حوالے کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے؛ چنانچہ ہم نے ان کی تردید ضروری سمجھی.

اس بات کا اعتراف ان کے بھتیجے نے بھی کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"ابتدائی عمر میں آپ کا رنگ گہرا گندمی تھا۔لیکن مسلسل محنت ہائے شاقہ نے آپ کی رنگت کی آب وتاب ختم کر دی تھی[9]۔"

جناب احمد رضا نحیف ونزار تھے[10]۔درد گردہ اور دوسری کمزور کر دینے والی بیماریوں میں مبتلا تھے[11] کمر کی درد کا شکار رہتے[12]۔اسی طرح سر درد اور بخار کی شکایت بھی عموماً رہتی[13]۔ان کی دائیں آنکھ میں نقص تھا۔اس میں تکلیف رہتی اور وہ پانی اتر آنے سے بے نور ہو گئی تھی۔طویل مدت تک علاج کراتے رہے مگر وہ ٹھیک نہ ہو سکی[14]۔

جناب عبدالحکیم صاحب کو شکایت ہے کہ مصنف نے یہاں بھی حضرت صاحب کی آنکھ کے نقص کا ذکر کیوں کیا ہے۔حالانکہ یہ بھی انسانی حلئے کا ایک حصہ ہے اور اس پر غیض وغضب کا اظہار کسی طور پر بھی روا نہیں۔جواب میں قادری صاحب رقمطراز ہیں کہ:

حقیقتاً یہ بالکل خلاف واقع ہے۔ ہوا یہ کہ 1300ھ میں مسلسل ایک مہینہ باریک خط کی کتابیں دیکھتے رہے۔گرمی کی شدت کے پیش نظر ایک دن غسل کیا۔سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے داہنی آنکھ میں اتر آئی ہے۔بائیں آنکھ بند کر کے داہنی سے دیکھا تو وسط سے مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا۔"

جناب قادری صاحب نے یہ عبارت "ملفوظات" سے ذکر کی ہے' لیکن علمی بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے مکمل عبارت تحریر کرنے کی بجائے عبارت کا اگلا حصہ حذف کر گئے ہیں۔اس کے متصل بعد ملفوظات میں لکھا ہے:

دائیں آنکھ کے نیچے شے کا جتنا حصہ ہوتا ہے (یعنی جس چیز کو دائیں آنکھ سے دیکھتے) وہ ناصاف اور دبا معلوم ہوتا۔"

اس عبارت کو چھوڑنے کا مطلب سوائے اس کے کیا ہوسکتا ہے کہ قادری صاحب اپنے اعلیٰ حضرت کی آنکھ کے نقص کو چھپانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسی چیز نہیں جس کے ذکر پر ندامت محسوس کی جائے۔ کسی آنکھ میں نقص کا پایا جانا انسان کے بس کی بات نہیں' ربّ کائنات کا اختیار ہے' لہٰذا ہم قادری صاحب سے گذارش کریں گے کہ وہ اظہار ندامت کی بجائے اعتراف حقیقت کرلیں۔ (ثاقب)

ایک مرتبہ ان کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ انہوں نے سالن کھالیا مگر چپاتیوں کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ ان کی بیوی نے کہا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے جواب دیا مجھے نظر ہی نہیں آئیں۔ حالانکہ وہ سالن کے ساتھ ہی رکھی ہوئی تھیں[15]۔

جناب بریلوی نسیان میں مبتلا تھے۔ ان کی یادداشت کمزور تھی۔ ایک دفعہ عینک اونچی کر کے ماتھے پر رکھ لی' گفتگو کے بعد تلاش کرنے لگے' عینک نہ ملی اور بھول گئے کہ عینک ان کے ماتھے پر ہے۔ کافی دیر تک پریشان رہے' اچانک ان کا ہاتھ ماتھے پر لگا تو عینک ناک پر آکر رک گئی۔ تب پتہ چلا کہ عینک تو ماتھے پر تھی[16]۔

ایک دفعہ وہ طاعون میں مبتلا ہوئے اور خون کی قے کی[17]۔ بہت تیز مزاج تھے[18]۔ بہت جلد غصے میں آجاتے۔ زبان کے مسئلے میں بہت غیر محتاط[19] اور لعن طعن کرنے والے تھے۔ فحش کلمات کا کثرت سے استعمال کرتے۔ بعض اوقات اس مسئلے میں حد سے زیادہ تجاوز کر جاتے اور ایسے کلمات کہتے کہ ان کا صدور صاحب علم وفضل سے تو درکنار' کسی عام آدمی کے بھی لائق نہ ہوتا۔

بریلویت کے موسس ومجدد جناب احمد رضا نہایت فحش اور غلیظ زبان استعمال کرتے تھے۔ ذیل میں ان کی غیر مہذبانہ زبان کے چند نمونے ذکر کئے جاتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب وقعات السنان میں رقمطراز ہیں:

"ضربت مرداں دیدی نقمت رحمٰن کشیدی۔ تھانوی صاحب! اس دسویں کہاوی پر اعتراضات میں ہمارے اگلے تین پر پھر نظر ڈالئے۔ دیکھئے وہ رسلیا والے پر کیسے ٹھیک اتر گئے۔ کیا اتنی ضربات عظیم کے بعد بھی نہ سوجی ہوگی۔" (وقعات السنان ص 51 مطبوعہ کراچی بحوالہ "شریعت حضرت محمد مصطفٰی اور دین احمد رضا از ملک حسن علی بی اے علیگ)

"رسلیا کہتی ہے میں نہیں جانتی میری ٹھہرائی پر اتر۔۔۔۔۔ دیکھوں تو اس میں تم میری ڈیڑھ گرہ کیسے کھولے لیتے ہو۔" (ایضاً)

"اف ہی رسلیا تیرا بھول پن۔ خون پونچھتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے۔" (وقعات السنان ص 60)

"رسلیا والے نے۔۔۔۔۔ اپنی دو شقی میں تیرا احتمال بھی داخل کر لیا۔ (وقعات السنان ص 27)

اپنی کتاب خالص الاعتقاد میں مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق لکھتے ہیں:

" کبھی کسی بے حیاء ناپاک گھنونی سی گھنونی' بے باک سے بے باک۔ پاجی کمینی گندی قوم نے اپنے خصم کے مقابلے بے دھڑک ایسی حرکات کیں؟ آنکھیں میچ کر گندہ منہ پھاڑ کر ان پر فخر کئے؟ انہیں سر بازار شائع کیا؟ اور ان پر افتخار ہی نہیں بلکہ سنتے ہیں کہ ان میں کوئی نئ نویلی ' حیادار' شرمیلی' بانکی' نکیلی' میٹھی' رسیلی' اچپل البیلی' چنچلا نیلی' اجودھیاباشی آنکھ یہ تان لیتی اوبجی ہے ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہاں گھونگھٹ

اس فاحشہ آنکھ نے کوئی نیا غمزہ تراشا اور اس کا نام "شہاب ثاقب" رکھا ہے۔ (خالص الاعتقاد ص 22)

اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

" کفر پارٹی وہابیہ کا بزرگ ابلیس لعین۔۔۔۔ خبیثو! تم کافر ٹھہر چکے ہو۔ ابلیس کے مسخرے' دجال کے گدھے۔۔۔۔ ارے منافقو!۔۔۔۔۔ وہابیہ کی پوچ ذلیل' عمارت قارون کی طرح تحت الثریٰ پہنچتی نجدیت کے کوے سسکتے' وہابیت کے بوم بلکتے اور مذبوح گستاخ بھڑکتے۔ (خالص الاعتقاد ص

2تا20)

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"سرکش' طاغی' شیطان' لعین' بندہ داغی" (الامن والعلی ص112)

فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:

"غیر مقلدین ودیوبندیہ جہنم کے کتے ہیں۔رافضیوں (شیعہ) کوان سے بدتر کہنا رافضیوں پر ظلم اور ان کی شان خباثت میں تنقیص ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد2 ص90)

سبحان السبوح میں ارشاد کرتے ہیں:

"جوشاہ اسماعیل اورنذیر حسین وغیرہ کا معتقد ہوا' ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے۔غیر مقلدین سب بے دین' پکے شیاطین پورے ملاعین ہیں۔(سبحان السبوح ص134)

ان کے ایک معتقد بھی یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ:

" آپ مخالفین کے حق میں سخت تندمزاج واقع ہوئے تھے اوراس سلسلے میں شرعی احتیاط کوملحوظ نہیں رکھتے تھے۔"[20]

یہی وجہ تھی کہ لوگ ان سے متنفر ہونا شروع ہوگئے۔بہت سے ان کے مخلص دوست بھی ان کی عادت کے باعث ان سے دور ہوتے چلے گئے۔ان میں سے مولوی محمد یٰسین بھی ہیں جو مدرسہ اشاعۃ العلوم کے مدیر تھے اور جنہیں جناب احمد رضا اپنے استاد کا درجہ دیتے تھے' وہ بھی ان سے علیحدہ ہوگئے۔[21]

اس پر مستزاد یہ کہ مدرسہ مصباح التہذیب جوان کے والد نے بنوایا تھا' وہ ان کی ترش روئی' سخت مزاجی' بذات لسانی اورمسلمانوں کی تکفیر کی وجہ سے ان کے ہاتھ سے جاتا رہا اوراس کے منتظمین ان سے کنارہ کشی اختیار کرکے وہابیوں سے جاملے۔اور حالت یہ ہوگئی کہ بریلویت کے مرکز میں احمد رضا صاحب کی حمایت میں کوئی مدرسہ باقی نہ رہا۔باوجودیکہ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت وہاں اپنی تمام تر سرگرمیوں سمیت موجود تھے۔[22]

جہاں تک بریلوی حضرات کا تعلق ہے تو دوسرے باطل فرقوں کی مانند اپنے امام وقائد کے فضائل و مناقب بیان کرتے وقت بہت سی جھوٹی حکایات اور خودساختہ کہانیوں کا سہارا لیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بریلوی حضرات اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ جھوٹ کسی کی قدرومنزلت میں اضافے کی بجائے اس کی تذلیل اور استہزاء کا باعث ہوتا ہے۔

چنانچہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ:

" آپ کی ذہانت وفراست یہ عالم تھا کہ چار برس کی مختصر عمر میں' جس میں عموماً دوسرے بچے اپنے وجود سے بھی بے خبر ہوتے ہیں' قرآن مجید ناظرہ ختم کرلیا۔ آپ کی رسم بسم اللہ خوانی کے وقت ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس نے لوگوں کو دریائے حیرت واستعجاب میں ڈال دیا۔ حضور کے استاد محترم نے آپ کو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھانے کے بعد الف'با'تا'پڑھایا۔ پڑھاتے پڑھاتے جب لام الف (لا) کی نوبت آئی تو آپ نے خاموشی اختیار فرمالی۔ استاد نے دوبارہ کہا کہ " کہو میاں لام الف" حضور نے فرمایا کہ یہ دونوں تو پڑھ چکے پھر دوبارہ کیوں؟

اس وقت آپ کے جدامجد مولانا رضا علی خان صاحب قدس سرہ العزیز نے فرمایا" بیٹا استاد کا کہا مانو۔"

حضور نے ان کی طرف نظر کی۔ جدامجد نے اپنی فراست ایمانی سے سمجھ لیا کہ بچے کو شبہ ہے کہ یہ حرف مفردہ کا بیان ہے۔ اب اس میں ایک لفظ مرکب کیوں آیا؟ اگر بچے کی عمر کے اعتبار سے اس راز کو منکشف کرنا مناسب نہ تھا' مگر حضرت جدامجد نے خیال فرمایا کہ یہ بچہ آگے چل کے آفتاب علم وحکمت بن کر افق عالم پر تجلی ریز ہونے والا ہے' ابھی سے اسرار ونکات کے پردے اس کی نگاہ و دل پر سے ہٹا دیئے جائیں۔ چنانچہ فرمایا:" بیٹا تمہارا خیال بجا ودرست ہے' لیکن پہلے جو حرف الف پڑھ چکے ہو وہ دراصل ہمزہ ہے اور یہ الف ہے۔' لیکن الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ چونکہ ابتداء ناممکن ہے' اس لئے ایک حرف یعنی لام اول میں لاکر اس کی ادائیگی مقصود ہے۔ حضور نے اس کے

جواب میں کہا تو کوئی بھی حرف ملا دینا کافی تھا' لام ہی کی کیا خصوصیت ہے؟ با' تا' دال اور سین بھی شروع میں لا سکتے تھے۔

جد امجد علیہ الرحمہ نے انتہائی جوش محبت میں آپ کو گلے لگا لیا اور دل سے بہت سی دعائیں دیں۔ پھر فرمایا کہ لام اور الف میں صورتاً خاص مناسبت ہے۔ اور ظاہراً لکھنے میں بھی دونوں کی صورت ایک ہی ہے۔ لا یا لا اور سیرت اس وجہ سے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام"۔[23]

اس بے معنی عبارت کو ملاحظہ فرمایئے۔ اندازہ لگائیں کہ بریلوی حضرات چار برس کی عمر میں اپنے اعلیٰ حضرت کی ذہانت وفراست بیان کرنے میں کس قسم کے علم کلام کا سہارا لے رہے ہیں اور لغو قسم کے قواعد وضوابط کو بنیاد بنا کر ان کے ذریعہ سے اپنے امام کی علمیت ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

خود اہل زبان عرب میں سے تو کسی کو توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس لایعنی قاعدے کو پہچان سکے اور اس کی وضاحت کر سکے۔ لیکن ان عجمیوں نے الف اور لام کے درمیان صورت وسیرت کے لحاظ سے مناسبت کو پہچان کر اس کی وضاحت کر دی۔

دراصل بریلوی قوم اپنے امام کو انبیاء اور رسل سے تشبیہ ہی نہیں' بلکہ ان پر افضلیت دینا چاہتی ہے اور یہ باور کرانا چاہتی ہے کہ ان کے امام وقائد کو کسی کی طرف سے تعلیم دینے کی ضرورت نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا سینہ علوم ومعارف کا مرکز ومہبط بن چکا تھا اور تمام علوم انہیں وہبی طور پر عطا کیے جا چکے تھے۔ اس امر کی وضاحت نسیم بستوی کی اس نص سے بھی ہو جاتی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں:

"عالم الغیب نے آپ کا مبارک سینہ علوم ومعارف کا گنجینہ اور ذہن ودماغ وقلب وروح کو ایمان ویقین کے مقدس فکر وشعور اور پاکیزہ احساس وتخیل سے لبریز فرما دیا تھا۔ لیکن چونکہ ہر انسان کا عالم اسباب سے بھی کسی نہ کسی نہج سے رابطہ استوار ہوتا ہے' اس لیے بظاہر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) کو بھی عالم اسباب کی راہوں پر چلنا پڑا۔ (انوار رضا ص 55 بستوی ص 27)[24]

یعنی ظاہری طور پر تو جناب احمد رضا صاحب نے اپنے اساتذہ سے اکتساب علم کیا مگر حقیقی طور پر وہ

ان کی تعلیم کے محتاج نہ تھے' کیونکہ ان کا معلم ومربی خود رب کریم تھا۔

جناب بریلوی خود اپنے متعلق لکھتے ہیں:

"دردسر اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ہوتے تھے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"الحمدللہ کہ مجھے اکثر حرارت اور دردسار رہتا ہے۔[25]

جناب احمد رضا یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ ان کی جسمانی کیفیت انبیاء کرام علیہم السلام سے مشابہت رکھتی ہے۔اپنی تقدیس ثابت کرنے کے لیے ایک جگہ فرماتے ہیں:

"میری تاریخ ولادت ابجدی حساب سے قرآن کریم کی اس آیت سے نکلتی ہے جس میں ارشاد ہے:

﴿اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منه﴾

یعنی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی روحانی تائید فرمادی ہے۔[26]"

نیز ان کے بارے میں ان کے پیروکاروں نے لکھا ہے:

" آپ کے استاد محترم کسی آیت کریمہ میں بار بار زبر بتا رہے تھے اور آپ زیر پڑھتے تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضور کے جد امجد رحمہ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے پاس بلالیا اور کلام مجید منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب کی غلطی سے اعراب غلط لکھا گیا تھا۔یعنی جو زیر حضور سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی زبان حق ترجمان سے نکلتا ہے' وہی صحیح اور درست تھا۔ پھر جد امجد نے فرمایا کہ مولوی صاحب جس طرح بتاتے ہیں اسی کے مطابق پڑھوں' مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا۔[27]

نتیجہ یہ نکلا کہ "اعلیٰ حضرت" صاحب کو بچپن سے ہی معصوم عن الخطاء کا مقام ومرتبہ حاصل تھا۔

بریلوی حضرات نہ صرف یہ کہ مختلف واقعات بیان کرکے اس قسم کا نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں' بلکہ وہ اپنے امام

وبانی کے متعلق صراحتاً اس عقیدے کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ عبدالکریم قادری صاحب لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت کی قلم وزبان ہر قسم کی لغزش سے محفوظ تھی۔ اور باوجودیکہ ہر عالم کی کوئی نہ کوئی لغزش ہوتی ہے' مگر اعلیٰ حضرت نے ایک نقطے کی غلطی بھی نہیں کی۔"[28]

ایک دوسرے صاحب لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت نے اپنی زبان مبارک سے کبھی غیر شرعی لفظ ادا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کی لغزشوں س محفوظ رکھا۔"[29]

نیز یہ کہ:

"اعلیٰ حضرت بچپن ہی سے غلطیوں سے مبرا تھے۔ صراط مستقیم کی اتباع آپ کے اندر ودیعت کردی گئی تھی۔[30]

انوار رضا میں ایک صاحب بڑے برملا انداز میں تحریر فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلم اور زبان کو غلطیوں سے پاک کردیا تھا۔"[31]

مزید کہا جاتا ہے:

"اعلیٰ حضرت غوث اعظم کے ہاتھ میں اس طرح تھے جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم' اور غوث اعظم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اس طرح تھے جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے سوا کچھ ارشاد نہ فرماتے تھے۔"[32]

ایک بریلوی شاعر اپنے اعلیٰ حضرت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں

ہے حق کی رضا احمد کی رضا
احمد کی رضا مرضی رضا

(یعنی احمد رضا بریلوی)[33]

ان کے ایک اور پیروکار لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت کا وجود اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھا۔"[34]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ایک گستاخ اپنے امام وراہنما کے بارے میں کہتا ہے:

"اعلیٰ حضرت کی زیارت نے صحابہ کرام کی زیارت کا شوق کم کردیا ہے"۔[35]

مبالغہ آرائی کرتے وقت عموماً عقل کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ایک بریلوی مصنف اس کا مصداق بنتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ساڑھے تین سال کی عمر شریف کے زمانے میں ایک دن اپنی مسجد کے سامنے جلوہ افروز تھے کہ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں تشریف لائے اور آپ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی۔آپ نے (ساڑھے تین برس کی عمر میں) فصیح عربی میں ان سے کلام کیا اوراس کے بعد ان کی صورت دیکھنے میں نہیں آئی۔"[36]

ایک صاحب لکھتے ہیں:

ایک روز استاد صاحب نے فرمایا: احمد میاں! تم آدمی ہو کہ جن؟ مجھے پڑھاتے ہوئے دیر نہیں لگتی ہے' لیکن تمہیں یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔دس برس کی عمر میں ان کے والد' جو انہیں پڑھاتے بھی تھے' ایک روز کہنے لگے: تم مجھ سے پڑھتے نہیں بلکہ پڑھاتے ہو۔"[37]

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان کا استاد مرزا غلام قادر بیگ مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا۔[38]

جناب بستوی صاحب کم سنی میں اپنے امام کے علم وفضل کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

14 برس کی عمر میں آپ سند و دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔اسی دن رضاعت کے ایک مسئلے کا جواب لکھ کر والد ماجد قبلہ کی خدمت عالی میں پیش کیا۔جواب بالکل درست (صحیح) تھا۔آپ کے والد ماجد نے آپ کے جواب سے آپ کی ذہانت وفراست کا اندازہ لگالیا اوراس دن سے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد کردیا۔"

اس سے پہلے آٹھ سال کی عمر مبارک میں آپ نے ایک مسئلہ وراثت کا جواب تحریر فرمایا:

"واقعہ یہ ہوا کہ والد ماجد باہر گاؤں میں تشریف فرما تھے۔ کہیں سے سوال آیا' آپ نے اس کا جواب لکھا اور والد صاحب کی واپسی پر ان کو دکھایا۔ جسے دیکھ کر ارشاد ہوا معلوم ہوتا ہے یہ مسئلہ امن میاں (اعلیٰ حضرت) نے لکھا ہے۔ ان کو ابھی نہ لکھنا چاہئے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ہمیں اس جیسا کوئی بڑا مسئلہ کوئی لکھ کر دکھائے تو جانیں۔"[39]

اس نص سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت صاحب نے آٹھ برس کی عمر میں فتویٰ نویسی کا آغاز کر دیا تھا۔ مگر خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"سب سے پہلا فتویٰ میں نے 1286ء میں لکھا تھا' جب میری عمر 13 برس تھی۔ اور اسی تاریخ کو مجھ پر نماز اور دوسرے احکام فرض ہوئے تھے۔"[40]

یعنی بستوی صاحب فرمارہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے آٹھ برس کی عمر میں ہی وراثت جیسے پیچیدہ مسئلے کے متعلق فتویٰ صادر فرمادیا تھا جب کہ خود اعلیٰ حضرت صاحب اس کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمارہے ہیں کہ میں نے سب سے پہلا فتویٰ 13 برس کی عمر میں دیا تھا۔"

اس سے بھی زیادہ لطف کی بات یہ ہے کہ بریلوی حضرات کا یہ دعویٰ ہے کہ جناب احمد رضا بریلوی صاحب نے 14 برس کی عمر میں ہی تعلیم مکمل کر کے سند فراغت حاصل کر لی تھی۔[41]

مگر کئی مقامات پر خود ہی اس کی تردید بھی کر جاتے ہیں۔ چنانچہ حیات اعلیٰ حضرت کے مصنف ظفر الدین بہاری لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت نے مولانا عبدالحق خیر آبادی سے منطقی علوم سیکھنا چاہے' لیکن وہ انہیں پڑھانے پر راضی نہ ہوئے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی کہ احمد رضا مخالفین کے خلاف نہایت سخت زبان استعمال کرنے کے عادی ہیں۔"[42]

بستوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب ان کی عمر 20 برس تھی۔[43]

اسی طرح بریلوی صاحب کے ایک معتقد لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت نے سید آل رسول شاہ کے سامنے 1294ھ میں شرف تلمذ طے کیا اوران سے حدیث اور دوسرے علوم میں سند اجازت لی۔"[44]

ظفر بہاری صاحب کہتے ہیں:

" آپ نے سید آل رسول شاہ کے بیٹے ابوالحسین احمد سے 1296ھ میں بعض علوم حاصل کیے۔"[45]

بہرحال ایک طرف تو بریلوی حضرات یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ احمد رضا 13 برس یا 14 برس کی عمر میں ہی تمام علوم سے فارغ ہوچکے تھے' دوسری طرف بے خیالی میں اس کی تکذیب بھی کررہے ہیں۔ اب کسے نہیں معلوم کہ 1272ھ یعنی احمد رضا صاحب کی تاریخ پیدائش اور 1296ھ میں بھی بعض علوم حاصل کیے ہوں تو 14 برس کی عمر میں سند فراغت کے حصول کا کیا معنی ہے؟

مگر بہت دیر پہلے کسی نے کہہ دیا تھا "لا ذاکرۃ لکذّاب" یعنی "دروغ گورا حافظہ نبا شد۔" (جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا)

## حوالہ جات

1 ملاحظہ ہو دائرۃ المعاف الاسلامیہ اردو جلد۴ ص ۴۸۵ مطبوعہ پنجاب ۱۹۶۹ء

2 دائرۃ المعارف جلد۴ ص ۴۸۷

3 اعلیٰ حضرت بریلوی مصنفہ بستوی ص ۲۵ ۱۱ ایضاً حیات اعلیٰ حضرت ازظفرالدین بہاری رضوی مطبوعہ کراچی

4 تذکرۃ علمائے ہند ص ۶۴

5 حیات اعلیٰ حضرت جلد ا ص ا

6 اعلیٰ حضرت از بستوی ص ۲۵

7 ملاحظہ ہو"من ہو احمد رضا"، از شجاعت علی قادری ص ۱۵

8 اس کتاب کے مصنف مولانا مرتضیٰ حسن دیوبندی ہیں۔

9 اعلیٰ حضرت از بستوی ص ۲۰

10 حیات اعلیٰ حضرت مصنفہ ظفر الدین بہاری جلد ا ص ۳۵

11 ملاحظہ ہو مضمون حسنین رضا درج شدہ اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۲۰

12 بستوی ص ۲۸

13 ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۶۴

14 ملفوظات ص ۲۰، ۲۱

15 انوار رضا ص ۳۶۰

16 حیات اعلیٰ حضرت ص ۶۴

17 ایضاً ص ۲۲

18 انوار رضا ص ۳۵۸

19 الفاضل البریلوی مصنفہ مسعود احمد ص ۱۹۹

20 مقدمہ مقالات رضا از کوکب ص ۳۰ مطبوعہ لاہور

21 حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۱۱

22 ایضاً ص ۲۱۱

23 البریلوی از بستوی ص ۲۶، ۲۷، انوار رضا ص ۳۵۵ وغیرہ

24 انوار رضا ص ۳۵۵ بستوی ص ۲۷

25 ملفوظات جلد ا ص ۶۴

26 حیات اعلیٰ حضرت از بہاری ص ا

27 بستوی ص ۲۸، ایضاً حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۲

28 یاد اعلیٰ حضرت از عبدالحکیم شرف قادری ص ۳۲

29 مقدمہ الفتاویٰ الرضویہ جلد۲ص ۱۵ از محمد اصغر علوی

30 انوار رضا ص۲۲۳

31 ایضاً ۲۷۱

32 ایضاً ۲۷۰

33 باغ فردوس مصنفہ ایوب رضوی ص ۷

34 انوار رضا ص۱۰۰

35 وصایا شریف ص۲۴

36 حیات اعلیٰ حضرت از بہاری ص۲۲

37 مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد۲ص ۶

38 بستوی ص۳۲

39 اعلیٰ حضرت بریلوی ص۳۲

40 من ہو احمد رضا از قادری ص ۱۷ ( یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ حضورؐ کی شریعت میں نماز دس برس کی عمر میں فرض ہے اور جناب احمد رضا پر نماز ۱۳ برس کی عمر میں فرض ہوئی ( ناشر )

41 ملاحظہ ہو حیات اعلیٰ حضرت از بہاری ص ۳۳۔ ایضاً انوار رضا صفحہ ۳۵۷ وغیرہ

42 بہاری ص۳۳ ۱۱ایضاً انوار رضا ص ۳۵۷

43 نسیم بستوی ص۳۵

44 انوار رضا ص۳۵۶

45 حیات اعلیٰ حضرت ص۳۴ ،۳۵

# خاندان

جناب احمد رضا کے خاندان کے متعلق صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا کہ ان کے والد اور دادا کا شمار احناف کے علماء میں ہوتا ہے۔ البتہ جناب بریلوی صاحب کے مخالفین الزام لگاتے ہیں کہ ان کا تعلق شیعہ خاندان سے تھا۔ انہوں نے ساری عمر تقیہ کیے رکھا اور اپنی اصلیت ظاہر نہ ہونے دی' تا کہ وہ اہل سنت کے درمیان شیعہ عقائد کو رواج دے سکیں۔

ان کے مخالفین اس کے ثبوت کے لیے جن دلائل کا ذکر کرتے ہیں' ان میں سے چند ایک یہاں بیان کیے جاتے ہیں:

جناب احمد رضا کے آباء اجداد کے نام شیعہ اسماء سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ان کا شجرہ نسب ہے:

احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی بن کاظم علی۔[46]

بریلویوں کے اعلیٰ حضرت نے امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف نازیبا کلمات کہے ہیں۔ عقیدہ اہلسنت سے وابستہ کوئی شخص ان کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ اپنے ایک قصیدے میں لکھا ہے:

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر[47]

انہوں نے مسلمانوں میں شیعہ مذہب سے ماخوذ عقائد کی نشر واشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔[48]

کوئی ظاہری شیعہ اپنے اس مقصد میں اتنا کامیاب نہ ہوتا' جتنی کامیابی احمد رضا صاحب کو اس سلسلے میں تقیہ کے لبادے میں حاصل ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے تشیع پر پردہ ڈالنے کے لیے چند ایسے رسالے بھی تحریر کیے جن میں بظاہر شیعہ مذہب کی مخالفت اور اہل سنت کی تائید پائی جاتی ہے۔ شیعہ تقیہ کا

یہی مفہوم ہے' جس کا تقاضا انہوں نے کما حقہ ادا کیا۔

جناب احمد رضا نے اپنی تصنیفات میں ایسی روایات کا ذکر کثرت سے کیا ہے جو خالصتاً شیعی روایات ہیں اور ان کا عقیدہ اہلسنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

مثلاً:

"انّ علیّاً قسیم النار۔"

"انّ فاطمة سمّيت بفاطمة لانّ الله فمها و ذريّتها من النّار۔"

یعنی "حضرت علی رضی اللہ عنہ قیامت کے روز جہنم تقسیم کریں گے۔[49] اور "حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولاد کو جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔[50]

شیعہ کے اماموں کو تقدیس کا درجہ دینے کے لیے انہوں نے یہ عقیدہ وضع کیا کہ اغواث (جمع غوث' یعنی مخلوقات کی فریادرسی کرنے والے) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوتے ہوئے حسن عسکری تک پہنچتے ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے وہی ترتیب ملحوظ رکھی' جو شیعہ کے اماموں کی ہے۔[51]

احمد رضا نے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کو مشکل کشا قرار دیا اور کہا:

"جو شخص مشہور دعائے سیفی (جو شیعہ عقیدے کی عکاسی کرتی ہے) پڑھے' اس کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔"

دعائے سیفی درج ذیل ہے:

نادِ علیّاً مظہر العجائب

تجده عونالّک فی النّوائب

کلّ ھمّ وغمّ سینجلّی

بولیتک یا علی یا علی

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پکارو جن سے عجائبات کا ظہور ہوتا ہے۔تم انہیں مددگار پاؤ گے۔اے علی رضی اللہ عنہ آپ کی ولایت کے طفیل تمام پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔[52]

اسی طرح انہوں نے پنجتن پاک کی اصطلاح کو عام کیا اور اس شعر کو رواج دیا:

**لی خمسة اطفی بها حرّالوباء الحاطمة**

**المصطفٰی المرتضٰی و ابناهما و الفاطمة**

یعنی پانچ ہستیاں ایسی ہیں جو اپنی برکت سے میری امراض کو دور کرتی ہیں۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم، علی رضی اللہ عنہ،حسن رضی اللہ عنہ،حسین رضی اللہ عنہ،فاطمہ رضی اللہ عنہا![53]

انہوں نے شیعہ عقیدے کی عکاسی کرنے والی اصطلاح "جفر" کی تائید کرتے ہوئے اپنی کتاب خالص الاعتقاد میں لکھا ہے:

"جفر چمڑے کی ایک ایسی کتاب ہے جو امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے اہل بیت کے لیے لکھی۔اس میں تمام ضرورت کی اشیاء درج کر دیں ہیں۔اس طرح اس میں قیامت تک رونما ہونے والے تمام واقعات بھی درج ہیں۔[54]

اسی طرح شیعہ اصطلاح الجامعۃ کا بھی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الجامعۃ ایک ایسا صحیفہ ہے، جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام واقعات عالم کو حروف کی ترتیب کے ساتھ لکھ دیا ہے۔آپ کی اولاد میں سے تمام ائمہ امور و واقعات سے باخبر تھے۔[55]

جناب بریلوی نے ایک اور شیعہ روایت کو اپنے رسائل میں ذکر کیا ہے کہ:

"امام احمد رضا (شیعہ کے آٹھویں امام) سے کہا گیا کہ کوئی دعا ایسی سکھلائیں جو ہم اہل بیت کی قبروں کی زیارت کے وقت پڑھا کریں، تو انہوں نے جواب دیا کہ قبر کے قریب جا کر چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر کہو السلام علیکم یا اہل البیت، اے اہل بیت میں اپنے مسائل اور مشکلات کے حل کے لیے آپ کو خدا کے حضور سفارشی بنا کر پیش کرتا ہوں اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے براءت کرتا

ہوں۔"[56]

یعنی شیعہ کے اماموں کو مسلمانوں کے نزدیک مقدس اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اہل سنت سے افضل قرار دینے کے لئے انہوں نے اس طرح کی روایات عام کیں۔ حالانکہ اہل تشیع کے اماموں کی ترتیب اور اس طرح کے عقائد کا عقیدہ اہل سنت سے کوئی ناطہ نہیں ہے۔

جناب احمد رضا شیعہ تعزیہ کو اہل سنت میں مقبول بنانے کے لیے اپنی ایک کتاب میں رقمطراز ہیں:

" تبرک کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقبرے کا نمونہ بنا کر گھر کے اندر رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔[57]

اس طرح کی لاتعداد روایات اور مسائل کا ذکر ان کی کتب میں پایا جاتا ہے

جناب احمد رضا نے شیعہ کے اماموں پر مبنی سلسلہ بیعت کو بھی رواج دیا۔ انہوں نے اس سلسلے میں ایک عربی عبارت وضع کی ہے جس سے ان کی عربی زبان سے واقفیت کے تمام دعووں کی حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"اللّٰھم صلّ وسلّم علی وبارك علی سیّدنا مولانا محمّد المصطفٰی رفیع المکان المرتضٰی علی الشان الذی رجیل من امّته خیر من رّجال من السّالفین و حسین من زمرته احسن من کذا و کذا حسنا من السّابقین السّیّد السّجاد زین العابدین باقر علوم الانبیاء والمرسلین ساقی الکوثر و مالك تسنیم و جعفر الّذی یطلب موسی الکلیم رضا ربّه بالصّلاۃ علیه۔"[58]

عربی زبان کا ادنیٰ علم رکھنے والا بھی اس عبارت کی عجمیت' رکاکت اور بے مقصدیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ایسے شخص کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا کہ وہ ساڑھے تین برس کی عمر میں فصیح عربی بولا کرتا تھا' کس قدر عجیب لگتا ہے؟

"حسین من زمرته احسن من و کذا و کذا حسنا من السّابقین " کیسی بے معنی ترکیب

ہے۔

"یطلب موسی الکلیم رضا ربّه بالصّلاة علیه "میں موسٰی الکلیم سے مراد کون ہیں؟ اگر مراد موسیٰ کاظم ہیں تو کلیم سے کیا معنی؟ اور اگر مراد نبی ورسول حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں" تو کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) امام جعفر صادق پر درود بھیج کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

بہر حال یہ عبارت مجموعہ رکاکت بھی ہے اور مجموعہ خرافات بھی!

حاصل کلام یہ ہے کہ رضا بریلوی صاحب نے اس نص میں شیعہ کے اماموں کو ایک خاص ترتیب سے ذکر کر کے مسلمانوں کو رفض وتشیع سے قریب لانے کی سعی کی ہے۔

جناب بریلوی صاحب نے برصغیر کے اہل سنت اکابرین کی تکفیر کی اور فتوی دیا کہ ان کی مساجد کا حکم عام گھروں جیسا ہے انہیں خدا کا گھر تصور نہ کیا جائے۔

اسی طرح انہوں نے اہل سنت کے ساتھ مجالست ومناکحت کو حرام قرار دیا۔ اور جہاں تک شیعہ کا تعلق ہے تو وہ ان کے اماموں کے باڑوں کے ابجدی ترتیب سے نام تجویز کرتے رہے۔[59]

احمد رضا صاحب پر رفض وتشیع کا الزام اس لیے بھی لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے شیعہ کے اماموں کی شان میں شیعوں کے انداز میں مبالغہ آمیز قصائد بھی لکھے۔[60]

# فصاحت عربی سے ناواقفی

جناب احمد رضا کی یہ عبارت بے معنیٰ ترکیبوں اور عجمیت زدہ جملوں کا مجموعہ ہے' مگر عبدالحکیم قادری صاحب کو اصرار ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہیں دلیل سے خالی اصرار کا تو کوئی جواب نہیں 'اگر انہیں اصرار ہے تو سو بار رہے' ہمیں اس پر کوئی انکار نہیں۔ ان کے اصرار سے یہ شکستہ عبارت درست تو نہیں ہو جائے گی! مگر ہمیں حیرت اس بات پر ہے کہ ایک صاحب نے مصنف رحمہ اللہ علیہ کی عربی کتاب میں سے بزعم خویش چند غلطیاں نکال کر اپنی جہالت کا ثبوت جس طرح دیا ہے 'وہ اپنی مثال آپ ہے۔

انہوں نے اپنی عجمیت زدہ ذہنیت سے جب "البریلویہ" کا مطالعہ کیا تو انہیں کچھ عبارتیں ایسی نظر آئیں جو ان کی تحقیق کے مطابق عربی قواعد کے اعتبار سے غیر صحیح تھیں۔ ساتھ ہی انہوں نے ان "غلطیوں" کی "تصحیح" بھی کی ہوئی تھی اور یہی "تصحیح" ان کی جہالت کا راز کھولنے کا سبب بن گئی۔

ذرا آپ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ ان کی تصحیح میں کس قدر تغلیط ہے۔ ہم ذیل میں ان کی چند تصحیحات نقل کرتے ہیں۔ تاکہ قارئین ان کی علمی تحقیق کاوش سے استفادہ فرماسکیں۔

**الحجم الصغیر**: موصوف لکھتے ہیں کہ یہ لفظ غلط ہے اس کی بجائے القطع الصغیر ہونا چاہیے تھا۔

جناب کو اس بات کا علم ہی نہیں ہے کہ یہ لفظ عربی زبان کا ہے۔ موصوف کا گمان یہ ہوا کہ چونکہ حجم تو اردو میں مستعمل ہے 'لہٰذا عربی کا لفظ نہیں ہوسکتا۔ المنجد مادہ ح ج م میں **الحجم** کا معنی مقدار **الحجم** سے کیا گیا ہے۔ موصوف کو چاہئے کہ وہ اپنی معلومات درست کرلیں۔

**المواضیع** : اس کی تصحیح جناب نے المواضع سے کی ہے۔ پوری عبارت ہے "فلاجل ذلك تضاربت اقوالهم فی هذا الخصوص (ای الموضوع) مثل المواضيع (جمع الموضوع) الاخرے"

موصوف نے اسے "موضع" کی جمع سمجھ لیا اور اس کی تصحیح "مواضع" سے کردی 'جو بجائے خود ایک غلطی ہے۔

**نظرة تقدیر و احترام** : تصحیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں نظرۃ تعظیم واحترام گویا جناب نے اپنی علمیت کے زور پر یہ سمجھا کہ یہ عربی کا لفظ نہیں ہے۔ حالانکہ عربی لغت کی تمام کتب نے اس لفظ کو ادا کیا ہے۔ اور اس کا معنی "الحرمتہ والوقار" سے کیا ہے۔ ملاحظہ ہو المنجد ص 245 وغیرہ مادہ القدر

**بین السنة** : موصوف کو یہ علم نہیں کہ لفظ "السنہ" کہہ کر اہلسنت کا مفہوم بھی ادا کیا جاتا ہے۔ مولف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الشیعہ والسنہ" میں "السنہ" سے مراد اہلسنت ہیں۔ عربی زبان سے معمولی واقفیت رکھنے والا بھی اس معنی سے ناآشنا نہیں۔ اس کی تصحیح "اہل السّنہ" سے کرنا اس لفظ کے استعمال سے عدم واقفیت کی دلیل ہے۔

**ان یبوس** : فرماتے ہیں کہ یہ عجمی لفظ ہے "اس لیے عربی میں اس کا استعمال نادرست ہے۔ موصوف کو اگر عربی ادب سے ذرا سی بھی واقفیت ہوتی تو شاید یہ بات لکھ کر علمی حلقوں میں جگ ہنسائی کا باعث نہ بنتے۔ کیونکہ عربی زبان

میں اس کا استعمال عام رائج ہے۔ ملاحظہ ہو المنجد مادہ ب وس 'باسہ 'بوسا' قبلہ

**ترک التکایا** : لکھتے ہیں: یہ عجمی لفظ ہے' حالانکہ یہ "اتکا" سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی ہے: اسند ظھرہ الی شئی "ملاحظہ ہو المنجد مادہ وک ا

**رسید** : ان کا اعتراض ہے: یہ لفظ عربی زبان میں مستعمل نہیں" حالانکہ عرب ممالک میں رسید الامتعۃ کا استعمال عام رائج ہے۔ اسے رصید بھی لکھا جاتا ہے۔ المنجد میں ہے (انظر مادہ رص د)

**اصدر وافرمانا** : المنجد مادہ ف رم۔ الفرمان ج فرامین ای عھد السطان للولاۃ

وہ الفاظ وکلمات جو عربی کے ساتھ ساتھ دوسری لغات میں بھی استعمال ہوتے ہیں' ان کا استعمال غلط نہیں ہے۔ ان کی تغلیط جہالت کی واضح دلیل ہے۔

**کتب فھیا لال البیت** : شیعہ کے نزدیک آل بیت اور اہل بیت کا مفہوم ایک ہی ہے "البریلویہ" کی اس عبارت میں آل بیت کا استعمال ہی صحیح ہے' کیونکہ اس احمد رضا صاحب نے شیعوں کی ترجمانی کی ہے۔

**ومن جاء** : ان کی تصحیح الیٰ من جاء سے کی ہے۔ یہاں الیٰ کا استعمال اس لیے نہیں کیا گیا کہ پہلی الیٰ پر عطف ہے۔ اس لیے دوبارہ استعمال ضروری نہ رہا۔

علاوہ ازیں کچھ غلطیاں ایسی درج ہیں جو کتاب وطباعت کی ہیں۔ مثلاً کبیب النمل! کہ اصل میں ہے" کدبیب النمل" ٹائپ کی غلطی سے وحذف ہوگئی ہے۔ اسی طرح القراءت میں ء کی جگہ ۃ غلطی سے ٹائپ ہوگیا ہے۔ مناصرۃ للاستعمار۔ کہ اصل میں مناصرۃ للاستعمار یا استرقاق کی بجائے استرتقاق وغیرہ۔

بہرحال غلطیوں کی یہ فہرست قادری صاحب کی عربی زبان پر عدم قدرت کی بین اور واضح دلیل ہے۔ بریلویت کے حاملین کی علمیت پہلے ہی مشکوک تھی' قادری صاحب نے اس پر مہر ثبت کردی ہے۔

(ثاقب)

## حوالہ جات

46 حیات اعلیٰ حضرت ص ۲

47 حدائق بخشش جلد۳ص ۲۳

48 فتاویٰ بریلویہ ص۱۴

49 الامن والعلی مصنفہ احمد رضا بریلوی ص ۵۸

50 ختم نبوت از احمد رضا ص ۹۸

51 ملفوظات ص۱۱۵

52 الامن والعلی ص۱۲، ۱۳

53 فتاویٰ رضویہ جلد۶ ص ۱۸۷

54 خالص الاعتقاد از احمد رضا ص ۴۸

55 ایضاً ص ۴۸

56 حیاۃ الموات درج شدہ فتاویٰ رضویہ از احمد رضا بریلوی جلد۴ ص ۲۴۹

57 رسالہ بدرالانوار ص ۵۷

58 انوار رضا ص ۲۷

59 ملاحظہ ہو یاد اعلیٰ حضرت ص ۲۹

60 ملاحظہ ہو حدائق بخشش از احمد رضا مختلف صفحات

# ذریعہ معاش

جناب احمد رضا صاحب کے ذریعہ معاش کے متعلق مختلف روایات آئیں ہیں۔ بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ وہ زمیندار خان سے تعلق رکھتے تھے اور گھر کے اخراجات کے لئے انہیں سالانہ رقم مل جاتی تھی جس سے وہ گزر بسر کرتے۔ [61]

بعض اوقات سالانہ ملنے والی رقم کافی نہ ہوتی اور وہ دوسروں سے قرض لینے پر مجبور ہو جاتے' کیونکہ ان کے پاس ڈاک کے ٹکٹ خریدنے کے لیے بھی رقم موجود نہ ہوتی۔ [62]

کبھی کہا جاتا کہ انہیں دست غیب سے بکثرت مال و دولت ملتا تھا۔ ظفرالدین بہاری راوی ہیں کہ جناب بریلوی کے پاس ایک مقفل کنجی صندوقچی تھی' جسے وہ بوقت ضرورت ہی کھولتے تھے۔ اور جب اسے کھولتے تو مکمل طور پر نہیں کھولتے تھے اس میں ہاتھ ڈالتے اور مال' زیور اور کپڑے جو چاہتے نکال لیتے تھے۔ [63]

جناب بریلوی کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت اپنے احباب اور دوسرے لوگوں میں بکثرت زیورات اور دوسری چیزیں تقسیم کرتے تھے اور یہ سارا کچھ وہ اس چھوٹی سی صندوقچی سے نکالتے۔ ہمیں حیرت ہوتی کہ نا معلوم اتنی اشیاء اس میں کہاں سے آتی ہیں۔ [64]

ان کے مخالفین یہ تہمت لگاتے ہیں کہ "دستِ غیب" کا صندوقچی وغیرہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ انگریزی استعمار کا ہاتھ تھا' جو انہیں اپنے اغراض و مقاصد کے لیے استعمال کرنے اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کے لیے امداد دیتا تھا۔ [65]

میری رائے یہ ہے کہ ان کی آمدن کا بڑا ذریعہ لوگوں کی طرف سے ملنے والے تحائف اور امامت کی تنخواہ تھی۔ جس طرح ہمارے ہاں عام رواج ہے کہ دیہاتوں میں اپنے علماء کی خدمت صدقات و خیرات سے کی جاتی ہے' اور عموماً یہی ان کا ذریعہ معاش ہوتا ہے۔

ان کے ایک پیروکار بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک روز ان کے پاس خرچ کے لیے ایک دمڑی نہ تھی۔ آپ ساری رات بے چین رہے۔ صبح ہوئی تو کسی تاجر کا ادھر سے گزر ہوا تو اس نے 51 روپے بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کیے۔[67]

ایک مرتبہ ڈاک کا ٹکٹ خریدنے کے لیے ان کے پاس کچھ رقم نہیں تھی تو ایک مرید نے انہیں دو سو روپے کی رقم ارسال کی۔[68]

باقی جہاں تک زمینداری اور صندوقچی وغیرہ کا تعلق ہے' تو اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ ان کا خاندان زراعت وغیرہ سے متعلق تھا۔ باقی کرامتوں کے نام پہ صندوقچی وغیرہ کے افسانے بھی مریدوں کی نظر میں تقدیس واحترام کا مقام دینے کے لیے وضع کیے گئے ہیں' یہ سب بے سروپا باتیں ہیں۔

# عادات اور طرز گفتگو

بریلوی اعلیٰ حضرت پان کثرت سے استعمال کرتے تھے' حتیٰ کہ رمضان المبارک میں وہ افطار کے بعد صرف پان پر اکتفا کرتے۔[69]

اسی طرح حقہ بھی پیتے تھے۔[70] دوسری کھانے پینے کی اشیاء پر حقہ کو ترجیح دیتے۔ ہمارے ہاں دیہاتیوں اور بازاری قسم کے لوگوں کی طرح آنے جانے والے مہمان کی تواضع بھی حقے سے کرتے۔[71]

مزے کی بات ہے کہ بریلوی اعلیٰ حضرت سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

"میں حقہ پیتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا' تاکہ شیطان بھی میرے ساتھ شریک ہو جائے۔[72]

لوگوں کے پاؤں چومنے کی عادت بھی تھی۔ ان کے ایک معتقد راوی ہیں کہ:

"آپ حضرت اشرفی میاں کے پاؤں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔[73]

جب کوئی صاحب حج کر کے واپس آجاتے تو ایک روایت کے مطابق فوراً اس کے پاؤں چوم لیتے![74]

# اسلوب بیان

اپنے سے معمولی سا اختلاف رکھنے والوں کے خلاف سخت زبان استعمال کیا کرتے۔ اس سلسلے میں کسی قسم کی رو رعایت کے قائل نہ تھے۔ بڑے فحش اور غلیظ لفظ بولتے۔ مخالف کو کتا' خنزیر' کافر' سرکش' فاجر' مرتد اور اس طرح کے دوسرے سخت اور غلیظ کلمات کی بریلوی حضرات کے اعلیٰ حضرت کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ وہ بے محابا و بے دریغ یہ کلمات ادا کر جاتے۔ ان کی کوئی کتاب اس انداز گفتگو اور "اخلاقیات" سے بھری ہوئی طرز تحریر سے خالی نہیں ہے۔

ان کی "شرینئ لب" کا ذکر گزشتہ صفحات میں حاشیہ کے اندر گزر چکا ہے۔ یہاں ہم نمونے کے طور پر ان کی مختلف عبارتوں میں سے ایک قطعہ نقل کرتے ہیں' جس سے ان کے اسلوب بیان کی تصویر قارئین کے سامنے آجائے گی۔

وہ دیوبندیوں کے خدا کی تصویر کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تمہارا خدا رنڈیوں کی طرح زنا بھی کرائے' ورنہ دیوبند کی چکلے والیاں اس پر ہنسیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہوسکا![75]

"پھر ضروری ہے کہ تمہارے خدا کی زن بھی ہو۔ اور ضروری ہے کہ خدا کا آلہ تناسل بھی ہو۔ یوں خدا کے مقابلے میں ایک خدائن بھی ماننی پڑے گی۔[76] نستغفر اللہ!

اندازہ لگائیں' اس طرح کا انداز تحریر کسی عالم دین کو زیب دیتا ہے؟ اور اس پر طرہ یہ کہ تجدید دین کا دعویٰ!

مجدد دین کے لیے اس قسم کی گفتگو کا اختیار کرنا کس حدیث سے ثابت ہے؟

انہیں عالم دین کہنے پر اصرار ہو تو ضرور کہئے ' مگر مجدد کہتے ہوئے تھوڑی سی جھجک ضرور محسوس کر لیا کریں۔

اس ضمن میں ایک واقعہ ہے کہ یہ بریلوی صاحب ایک مرتبہ کسی کے ہاں تعلیم کی غرض سے گئے۔ مدرس نے پوچھا کہ آپ کا شغل کیا ہے؟

کہنے لگے "وہابیوں کی گمراہی اور ان کے کفر کا پول کھولتا ہوں"۔ مدرس کہنے لگے "یہ انداز درست نہیں۔" تو جناب بریلوی صاحب وہاں سے واپس لوٹ آئے[77] اور ان سے پڑھنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے احمد رضا صاحب کو موحدین کی تکفیر و تفسیق سے روکا تھا۔

جہاں تک ان کی لغت کا تعلق ہے' تو وہ نہایت پیچیدہ قسم کی عبارتوں کا سہارا لیتے ہیں۔ بے معنی الفاظ و تراکیب استعمال کر کے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ انہیں علوم و معارف میں بہت گہری دسترس حاصل ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں اس عالم دین کو' جو اپنا مافی الضمیر کھول کر بیان نہ کر سکے اور جس کی بات سمجھ میں نہ آئے' اسے بڑے پائے کا عالم دین تصور کیا جاتا ہے۔

ان کے ایک معتقد لکھتے ہیں کہ:

"اعلیٰ حضرت کی بات کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان علم کا سمندر ہو![78]

ان کی زبان میں فصاحت و روانی نہیں تھی۔ اس بنا پر تقریر سے گریز کرتے تھے' صرف خود ساختہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اپنے پیر آل رسول شاہ کے عرس کے موقعہ پر چند کلمات کہہ دیتے![79]

## حوالہ جات

61 انوار رضا ص ۳۶۰

62 حیات اعلیٰ حضرت ص ۵۸

63 اعلیٰ حضرت بستوی ص ۵۷، انوار رضا ص ۵۷

64 حیات اعلیٰ حضرت ص ۵۷

65 اس کا تفصیلاً ذکر آگے آرہا ہے۔

66 حیات اعلیٰ حضرت ص ۵۶

67 ایضاً ص ۵۶

68 ایضاً ص ۵۸

69 انوار رضا ص ۲۵۶

70 کتنی عجیب بات ہے دوسروں کو معمولی باتوں پر کافر قرار دینے والا کو دکیسے حقہ نوشی کو جائز سمجھتا ہے اور اس کا مرتکب ہے؟

71 حیات اعلیٰ حضرت ص ۶۷

72 ملفوظات

73 اذکار حبیت رضا طبع مجلس رضا لاہور ص ۲۴

74 انوار رضا ص ۳۰۶

75 سبحان السبوح از احمد رضا بریلوی ص ۱۴۲

76 ایضاً

77 حیات اعلیٰ حضرت از ظفر الدین بہاری

78 انوار رضا ص ۲۸۶ 79 حیات اعلیٰ حضرت از ظفر الدین بہاری رضوی

# تصنیفات

ان کی تصنیفات کے بیان سے قبل ہم قارئین کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتے ہیں کہ بریلوی قوم کو مبالغہ آرائی کی بہت زیادہ عادت ہے۔ اور مبالغہ آرائی کرتے وقت غلط بیانی سے کام لینا ان کی سرشت میں داخل ہے۔ تصنیفات کے سلسلہ میں بھی انہوں نے بے جا غلو سے کام لیا ہے اور حقائق سے چشم پوشی کرتے ہوئے ان کی سینکڑوں تصنیفات گنوادی ہیں' حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ان کے متضاد اقوال کا نمونہ درج ذیل ہے:

ان کے ایک راوی کہتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت کی تصنیفات 200 کے قریب تھیں۔[80]

ایک روایت ہے کہ 250 کے قریب تھیں۔[81]

ایک روایت ہے' 350 کے قریب تھیں۔[82]

ایک روایت ہے' 450 کے لگ بھگ تھیں۔[83]

ایک اور صاحب کہتے ہیں' 500 سے بھی متجاوز تھیں۔[84]

بعض کا کہنا ہے' 600 سے بھی زائد تھیں۔

ایک اور صاحب ان تمام سے آگے بڑھ گئے اور کہا کہ ایک ہزار سے بھی تجاوز کر گئی تھیں۔[85]

حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ ان کی کتب کی تعداد' جن پر کتاب کا اطلاق ہوتا ہے' دس سے زیادہ نہیں ہے۔ شاید اس میں بھی مبالغہ ہو۔۔۔۔۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

جناب بریلوی صاحب نے مستقل کوئی کتاب نہیں لکھی۔ وہ فتویٰ نویسی اور عقیدہ توحید کے حاملین کے خلاف تکفیر و تفسیق میں مشغول رہے۔ لوگ ان سے سوالات کرتے اور وہ اپنے متعدد معاونین کی مدد سے جوابات تیار کرتے اور انہیں کتب و رسائل کی شکل دے کر شائع کروا دیا جاتا۔ بسا اوقات بعض کتب

دستیاب نہ ہونے کے باعث سوالات کو دوسرے شہروں میں بھیج دیا جاتا' تاکہ وہاں موجود کتابوں سے ان کے جوابات کو مرتب کیا جاسکے۔ جناب بریلوی ان فتاویٰ کو بغیر تنقیح کے شائع کرواتے۔ اسی وجہ سے ان کے اندر ابہام اور پیچیدگی رہ جاتی اور قارئین کی سمجھ میں نہ آتے۔ جناب بریلوی مختلف اصحاب کے تحریر کردہ فتاویٰ کا کوئی تاریخی نام رکھتے' چنانچہ اسے ان کی طرف منسوب کر دیا جاتا۔

جناب بریلوی کا قلم سوالات کے ان جوابات میں خوب روانی سے چلتا' جن میں توحید وسنت کی مخالفت اور باطل نظریات و عقائد کی نشر واشاعت ہوتی۔ چند مخصوص مسائل مثلاً علم غیب' حاضر وناظر' نور وبشر' تصرفات وکرامات اور اس قسم کے دوسرے خرافی امور کے علاوہ باقی مسائل میں جناب بریلوی کا قلم سلاست وروانی سے محروم نظر آتا ہے۔ یہ کہنا کہ ان کی کتب ایک ہزار سے بھی زائد ہیں' انتہائی مضحکہ خیز قول ہے۔

ان کی مشہور تصنیف جسے کتاب کہا جاسکتا ہے' فتاویٰ رضویہ ہے۔ باقی چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ کی آٹھ جلدیں ہیں' ہر ایک جلد مختلف فتاویٰ پر مبنی چھوٹے چھوٹے رسائل پر مشتمل ہے۔

بریلوی حضرات نے اپنے قائد ومؤسس کی تصانیف کی تعداد بڑھانے کے لیے اس میں مندرج رسائل کو مستقل تصانیف ظاہر کیا ہے۔ نمونے کے طور پر ہم فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد میں مندرج رسائل کو شمار کرتے ہیں۔ اس میں 31 رسائل موجود ہیں' جنہیں کتب ظاہر کیا گیا ہے۔۔۔ ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

حسن النعم .

باب العقائد.

قوانین العلماء

الجدالسعید

مجلی الشمعة

تبیان الوضوء

الدقنه والتبیان

النهی النمیر

الظفرلقول زفر

المطرالسعید

لمع الاحکام

المعلم الطراز

نبه القوم

اجلی الاعلام

الاحکام والعلل

الجود الحلود

تنویر القندیل

آخر مسائل

النمیقة الانقی

رجب الساعة

هبة الحمیر

مسائل اخر

افضل البشر

بارق النور

**ارتفاع الحجب**

**الطررس المعدل**

**الطلبة البديعة**

**بركات الاسماء**

**عطاء النبی**

**النور والنورق**

**سمع النذر**

چند سو صفحات پر مشتمل ایک جلد میں موجود 31 رسائل کو بریلوی حضرات نے اپنے اعلیٰ حضرت کی 31 تصنیفات ظاہر کیا ہے۔[86]

یہ کہہ دینا کہ فلاں شخص نے ایک ہزار' دو ہزار یا اس سے بھی زیادہ کتابیں تصنیف کی ہیں' سہل ہے۔۔۔مگر اسے ثابت کرنا آسان نہیں۔ بریلوی حضرات بھی اسی مخمصے کا شکار نظر آتے ہیں۔

خود اعلیٰ حضرت فرمارہے ہیں کہ ان کی کتابوں کی تعداد 200 کے قریب ہے۔[87]

ان کے ایک صاحبزادے کہہ رہے ہیں کہ 400[88] کے لگ بھگ ہیں۔[89]

ان کے ایک خلیفہ ظفر الدین بہاری رضوی جب ان تصنیفات کو شمار کرنے بیٹھے' تو 350 رسالوں سے زیادہ نہ گنوا سکے۔[90]

ایک اور صاحب نے 548 تک تصنیفات شمار کیں۔[91]

اب ذرا یہ لطیفہ بھی سن لیجئے کہ انہوں نے کس طرح یہ تعداد پوری کی ہے۔انوار رضا میں ان کی جو تصانیف شمار کی ہیں۔ان میں سے چند ایک یہاں ذکر کی جاتی ہیں' تا کہ قارئین پر کثرت تصانیف کے دعوے کا سر بستہ راز منکشف ہو سکے۔

حاشیہ صحیح بخاری۔حاشیہ صحیح مسلم۔حاشیہ النسائی۔حاشیہ ابن ماجہ۔حاشیہ التقریب۔حاشیہ مسند امام

اعظم۔ حاشیہ مسند احمد۔ حاشیہ الطحاوی۔ حاشیہ خصائص کبری۔ حاشیہ کنز العمال۔ حاشیہ کتاب الاسماء والصفات۔ حاشیہ الاصابہ۔ حاشیہ موضوعات کبیر۔ حاشیہ شمس بازعہ۔ حاشیہ عمدۃ القاری۔ حاشیہ فتح الباری۔ حاشیہ نصب الرایہ۔ حاشیہ فیض القدیر۔ حاشیہ اشعۃ اللمعات۔ حاشیہ مجمع بحار الانوار۔ حاشیہ تہذیب التہذیب۔ حاشیہ مسامرہ ومسابرہ۔ حاشیہ تحفۃ الاخوان۔ حاشیہ مفتاح السعادۃ۔ حاشیہ کشف الغمہ۔ حاشیہ میزان الشریعۃ۔ حاشیہ الہدایہ۔ حاشیہ بحر الرائق۔ حاشیہ منیۃ المصلی۔ حاشیہ رسائل شامی۔ حاشیہ الطحطاوی۔ حاشیہ فتاوی خانیہ۔ حاشیہ فتاوی خیراتیہ۔ حاشیہ فتاوی عزیزیہ۔ حاشیہ شرح شفا۔ حاشیہ کشف الظنون۔ حاشیہ تاج العروس۔ حاشیہ الدر المکنون۔ حاشیہ اصول الہندسہ۔ حاشیہ سنن الترمذی۔ حاشیہ تیسیر شرح جامع الصغیر۔ حاشیہ کتاب الاثار۔ حاشیہ سنن دارمی۔ حاشیہ ترغیب والترہیب۔ حاشیہ نیل الاوطار۔ حاشیہ تذکرۃ الحفاظ۔ حاشیہ ارشاد الساری۔ حاشیہ مرعاۃ المفاتیح۔ حاشیہ میزان الاعتدال۔ حاشیہ العلل المتناہیہ۔ حاشیہ فقہ اکبر۔ حاشیہ کتاب الخراج۔ حاشیہ بدائع الصنائع۔ حاشیہ کتاب الانوار۔ حاشیہ فتاوی عالمگیری۔ حاشیہ فتاوی بزازیہ۔ حاشیہ شرح زرقانی۔ حاشیہ میزان الافکار۔ حاشیہ شرح چغمینی۔

یعنی وہ تمام کتب جو احمد رضا صاحب کے پاس تھیں اور ان کے زیر مطالعہ رہتیں' اور انہوں نے ان کتب کے چند صفحات پر تعلیقاً کچھ تحریر کیا' ان کتابوں کو بھی اعلیٰ حضرت صاحب کی تصنیفات شمار کیا گیا ہے۔

اس طرح تو کسی شخص کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس کی تصنیفات ہزاروں ہیں۔

میری لائبریری میں پندرہ ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔ فرق سے متعلقہ ہزاروں کتب میرے زیر مطالعہ رہ چکی ہیں۔ خود البریلویہ کی تصنیف کے لیے میں نے 300 سے زائد کتب ورسائل کا مطالعہ کیا ہے۔

اور تقریباً ہر کتاب کے حاشیہ پر تعلیقات بھی لکھی ہیں۔ اس حساب سے میری تصنیفات ہزاروں

سے متجاوز ہو جاتی ہیں۔

اگر معاملہ یہی ہو تو اس میں فخر کی بات کون سی ہے؟ آخر میں پھر ہم اس سلسلے میں بریلوی حضرات کے متضاد اقوال کو دہراتے ہیں۔ خود احمد رضا صاحب فرماتے ہیں کہ ان کی کتب کی تعداد 200 ہے[92].

ان کے ایک خلیفہ کا ارشاد ہے 350 ہے۔[93]

بیٹے کا قول 400 ہے۔[94]

انوار رضا کے مصنف کہتے ہیں 548 ہے[95].

بہاری صاحب کا کہنا ہے 600 ہے[96].

ایک صاحب کا فرمان ہے کہ ایک ہزار ہے۔[97]

اعلیٰ حضرت کی تمام وہ کتب ورسائل جو آج تک چھپی ہیں' ان کی تعداد 125 سے زائد نہیں۔[98]

اور یہ وہی ہیں جن کے مجموعے کا نام فتاویٰ رضویہ ہے۔ یہاں ہم بریلوی حضرات کی ایک اور کذب بیانی نقل کرتے ہیں۔ مفتی برہان الحق قادری کہتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت کے مجدد ہونے کی شہادت آپ کا مجموعہ فتاوی ہے' جو بڑی تقطیع کی بارہ جلدوں میں ہے اور ہر جلد میں ایک ہزار صفحات سے زائد ہیں۔[99]

اس بات سے قطع نظر کہ ان فتاوی کی علمی وقعت کیا ہے' ہم ان کی کذب بیانی کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں۔

اولاً' یہ کہنا کہ اس کی بارہ جلدیں ہیں' سراسر غلط ہے۔ اس کی صرف آٹھ جلدیں ہیں۔

ثانیاً' بڑی تقطیع کی صرف ایک جلد ہے۔ تمام جلدوں کے متعلق کہنا کہ وہ بڑی تقطیع کی ہیں' یہ بھی واضح جھوٹ ہے۔

ثالثاً' ان میں سے کوئی بھی ایک ہزار صفحات پر مشتمل نہیں ہے۔ بڑی تقطیع والی جلد کے کل صفحات 264 ہیں' باقی جلدوں کے صفحات پانچ چھ سو صفحات سے زیادہ نہیں۔ بہرحال ایک ہزار صفحات کسی

جلد کے بھی نہیں ہیں۔

ہم نے تصنیفات کے موضوع کو اس قدر تفصیل سے اس لیے ذکر کیا ہے' تا کہ معلوم ہو سکے کہ بریلوی حضرات جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی تعریف وتوصیف میں کس قدر مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ فتاویٰ نویسی میں جناب احمد رضا اکیلے نہ تھے' بلکہ ان کے متعدد معاونین بھی تھے۔ان کے پاس استفتاء کی شکل میں سوال آتے تو وہ ان کا جواب اپنے معاونین کے ذمے لگا دیتے۔ جناب بریلوی اپنے معاونین کو دوسرے شہروں میں بھی بھیجتے۔[100]

ظفر الدین بہاری نے اپنے اعلیٰ حضرت کا ایک خط بھی اپنی کتاب میں نقل کیا ہے' جو اس موضوع کو سمجھنے میں کافی مدد ومعاون ثابت ہوسکتا ہے۔ جناب احمد رضا صاحب اپنے کسی ایک معاصر کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

" تفسیر روح المعانی کون سی کتاب ہے' اور یہ آلوسی بغدادی کون ہیں؟ اگر ان کے حالات زندگی آپ کے پاس ہوں تو مجھے ارسال کریں۔ نیز مجھے "المدارک" کی بعض عبارتیں بھی درکار ہیں![101]

کسی اور مسئلے کا ذکر کر کے ایک اور خط میں لکھتے ہیں:

" مجھے درج ذیل کتب کی فلاں مسئلے کے متعلق پوری عبارتیں درکار ہیں۔اگر آپ کے پاس ہوں تو بہت بہتر' ورنہ پٹنہ جا کر ان کتابوں سے عبارتیں نقل کر کے ارسال کر دیں۔کتب درج ذیل ہیں:

فتاوی تاتارخانیہ۔ زاد المعاد۔ عقد الفرید۔ نزہۃ المجالس ۔تاج العروس۔ قاموس۔ خالق زمخشری۔ مغرب مطرزی۔ نہایہ ابن الاثیر۔ مجمع البحار۔ فتح الباری۔ عمدۃ القاری۔ ارشاد الساری۔ شرح مسلم نووی۔شرح شمائل ترمذی۔ السراج المنیر ۔شرح جامع الصغیر۔[102]

بہرحال گزشتہ تمام نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب احمد رضا تنہا فتوی نویسی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ان کے بہت سے معاونین بھی تھے' جو مختلف سوالات کا جواب دیتے۔ اور ان کے اعلیٰ حضرت انہیں

اپنی طرف منسوب کر لیتے۔

## حوالہ جات

80 مقدمہ الدولۃ المکیہ مصنفہ احمد رضا بریلوی مطبوعہ لاہور 81 ایضاً

82 المجل المعد دلتایفات المجد داز ظفر الدین بہاری 83 ایضاً

84 حیات البریلوی ص۱۳ 85 من ھو احمد رضا ص ۲۵

86 ملاحظہ ہو المجمل المعد دلتایفار المجد د 87 الدولۃ المکیہ ص ۱۰

88 یعنی چند صفحات پر مشتمل چھوٹے رسالے 89 الدولۃ المکیہ ص ۱۱

90 ملاحظہ ہو المجمل المعد د 91 انوار رضا ص ۳۲۵

92 الدولۃ المکیہ ص ۱ 93 المجمل المعد د

94 الدولۃ المکیہ ۳۲۳ 95 الدولۃ المکیہ ۳۲۳

96 حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۳ 97 ضمیمہ المعتقد المتقلد ایضاً من ہو احمد رضا ص ۲۵

98 انوار رضا ص ۳۲۵ 99 اعلیٰ حضرت بریلوی از بستوی ص ۱۸۰

100 ملاحظہ ہو حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۴۴ 101 حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۶۶

102 ایضاً ص ۲۸۱

# جہاد کی مخالفت اور استعمار کی حمایت

جناب بریلوی کا دور استعمار کا دور تھا۔ مسلمان آزمائش میں مبتلا تھے' ان کا عہد اقتدار ختم ہو چکا تھا۔ انگریز مسلمانوں کو ختم کر دینا چاہتے تھے علماء کو تختہ دار پر لٹکایا جارہا تھا' مسلمان عوام ظلم وتشدد کا نشانہ بن رہے تھے اور ان کی جائیدادیں ضبط کی جارہی تھیں' انہیں کالا پانی اور دوسرے عقوبت خانوں میں مختلف سزائیں دی جارہی تھیں۔، ان کی شان وشوکت اور رعب ودبدبہ ختم ہو چکا تھا۔ انگریز مسلمان امت کے وجود کو برصغیر کی سرزمین سے مٹا دینا چاہتے تھے،۔ اس دور میں اگر کوئی گروہ ان کے خلاف صدا بلند کر رہا تھا اور پوری ہمت وشجاعت کے ساتھ جذبہ جہاد سے سرشار ان کا مقابلہ کر رہا تھا' تو وہ وہابیوں کا گروہ تھا۔[103]

(وہابی کا لفظ سب سے پہلے اہل حدیث حضرات کے لئے انگریز نے استعمال کیا' تا کہ وہ انہیں بدنام کر سکیں۔ وہابی کا لفظ باغی کے معنوں میں ہوتا تھا۔ بلاشبہ وہابی انگریز کے باغی تھے)

انہوں نے علم جہاد بلند کیا' اپنی جائیدادیں ضبط کروائیں' کالا پانی کی سزائیں برداشت کیں' دارورسن کی عقوبتوں سے دوچار ہوئے اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا' مگر انگریزی استعمار کو تسلیم کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ اس دور کے وہابی چاہتے تھے کہ برصغیر میں مسلمان سیاسی واقتصادی طور پر مضبوط ہو جائیں۔

اس وقت ضرورت تھی اتفاق واتحاد کی' مل جل کر جدوجہد کرنے کی' ایک پرچم تلے متحد ہو کر انگریزی استعمار کو ختم کرنے کی۔ مگر استعمار یہ نہ چاہتا تھا۔ وہ انہیں ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرا کرنا چاہتا تھا۔ وہ مسلمانوں کو باہم دست وگریبان دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کے لیے اسے چند افراد درکار تھے' جو اس کے ایجنٹ بن کر مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالیں' انہیں ایک دوسرے کے خلاف صف آراء کر دیں اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے ان کی قوت وشوکت کو کمزور کر دیں۔ اس مقصد کے لئے انگریز

نے مختلف اشخاص کو منتخب کیا' جن میں مرزا غلام احمد قادیانی[104] اور جناب بریلوی کے مخالفین کے مطابق احمد رضا خان بریلوی صاحب سرفہرست تھے۔[105]

مرزا غلام احمد قادیانی کی سرگرمیاں تو کسی سے مخفی نہیں' مگر جہاں تک احمد رضا صاحب کا تعلق ہے' ان کا معاملہ ذرا محتاج وضاحت ہے۔ جناب احمد رضا بریلوی صاحب نے استعمار کے مخالفین وہابی حضرات کو سب وشتم اور طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا۔ان وہابیوں کو' جو انگریز کے خلاف محاذ آراء تھے اور ان کے خلاف جہاد میں مصروف تھے' انگریز کی طرف سے ان کی بستیوں پر بلڈوزر چلائے گئے۔[106] صرف بنگال میں ایک لاکھ وہابی علماء کو پھانسی کی سزا دی گئی۔[107]

انگریز مصنف ہنٹر نے اعتراف حقیقت کرتے ہوئے اپنی کتاب Muslims Indian میں کہا ہے:

"ہمیں اپنے اقتدار کے سلسلے میں مسلمان قوم کے کسی گروہ سے خطرہ نہیں۔اگر خطرہ ہے تو صرف مسلمانوں کے ایک اقلیتی گروہ وہابیوں سے ہے۔کیونکہ صرف وہی ہمارے خلاف جدوجہد میں مصروف ہیں![108]

جنگ آزادی 1857ء کے بعد وہابیوں کے تمام اکابرین کو پھانسی کی سزا دی گئی۔[109]

1863ء کا عرصہ ان کے لیے نہایت دشوار تھا۔اس عرصے میں انگریز کی طرف سے ان پر جو مظالم ڈھائے گئے' ہندوستان کی تاریخ اس کی گواہ ہے۔

وہابی علماء میں سے جن کو قید وبند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا' ان میں مولانا جعفر تھانیسری' مولانا عبدالرحیم' مولانا عبدالغفار' مولانا یحیی علی صادق پوری' مولانا احمد اللہ اور شیخ الکل مولانا نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہم سرفہرست ہیں۔

وہابی مجاہدین کی جائیدادیں ضبط کرنے کا حکم جاری کر دیا گیا۔[110]

وہابیوں کے مکانوں کو مسمار کر دیا گیا اور ان کے خاندانوں کی قبروں تک کو اکھیڑ دیا گیا۔[111] ان کی

بلڈنگوں پر بلڈوزر چلا دیے گئے۔[112] وہابی علماء کو گرفتار کر کے انہیں مختلف سزائیں دی گئیں۔ اس ضمن میں شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ کی گرفتاری کا واقعہ بہت مشہور ہے۔[113]

ان وہابیوں کے خلاف زبان استعمال کرنے کے لیے اور "فرق تسد" یعنی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی مشہور انگریزی پالیسی کو کامیاب کرنے کے لیے استعمار نے جناب احمد رضا صاحب کو استعمال کیا' تا کہ وہ مسلمانوں میں افتراق وانتشار کا بیج بو کر ان کے اتحاد کو ہمیشہ کے لیے پارہ پارہ کر دیں۔

اور عین اس وقت جب کہ انگریز کے مخالفین ان کی حکومت سے نبرد آزما تھے اور جہاد میں مصروف تھے' جناب احمد رضا نے ان جملہ مسلم راہنمایان کا نام لے کر ان کی تکفیر کی' جنہوں نے آزادی کی تحریک کے کسی شعبے میں بھی حصہ لیا۔[114]

وہ جماعتیں جنہوں نے تحریک آزادئ ہند میں حصہ لیا' ان میں وہابی تحریک کے علاوہ جمیعت علمائے ہند' مجلس احرار' تحریک خلافت' مسلم لیگ' نیلی پوش مسلمانوں میں سے اور آزاد ہند فوج خاص ہندوؤں میں سے اور گاندھی کی کانگرس قابل ذکر ہیں۔

جناب بریلوی آزادئ ہند کی ان تمام تحریکوں سے نہ صرف لاتعلق رہے' بلکہ ان تمام جماعتوں اور ان کے اکابرین کی تکفیر وتفسیق کی۔ ان کے خلاف سب وشتم میں مصروف رہے اور ان میں شمولیت کو حرام قرار دیا۔

جناب احمد رضا تحریک خلافت کے دوران ہی وفات پا گئے' ان کے بعد ان کے جانشیوں نے ان کے مشن کو جاری رکھا اور وہابیوں کے علاوہ مسلم لیگ کی شدید مخالفت کی اور لیگی زعماء کے کافر و مرتد ہونے کے فتوی جاری کیے اور اس طرح انہوں نے بالواسطہ طور پر انگریزی استعمار کے ہاتھ مضبوط کیے۔ جناب احمد رضا کی سرپرستی میں بریلوی زعماء نے مسلمانوں کو ان تحریکوں سے دور رہنے کی تلقین کی اور جہاد کی سخت مخالفت کی۔ چونکہ شرعاً جہاد آزادی کا دارومدار ہندوستان کے دارالحرب ہونے پر تھا اور اکابرین ملت اسلامیہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے چکے تھے' احمد رضا خاں صاحب نے اس بنا پر

جہاد کو منہدم کرنے کے لیے یہ فتوی دیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔اور اس کے لیے بیس صفحات پر مشتمل ایک رسالہ [اعلام بان ہندوستان دار الاسلام] یعنی "اکابرین کو ہندوستان کے دارالاسلام ہونے سے آگاہ کرنا" تحریر کیا۔

جناب احمد رضا خاں صاحب نے اس رسالے کے شروع میں جس چیز پر زور دیا' وہ یہ تھا کہ وہابی کافر مرتد ہیں۔انہیں جزیہ لے کر بھی معاف کرنا جائز نہیں۔اسی طرح نہ انہیں پناہ دینا جائز' نہ ان سے نکاح کرنا' نہ ان کا ذبیحہ جائز' نہ ان کی نماز جنازہ جائز' نہ ان سے میل جول رکھنا جائز' نہ ان سے لین دین جائز' بلکہ ان کی عورتوں کو غلام بنایا جائے اور ان کے خلاف سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔اور آخر میں لکھتے ہیں:

﴿ قاتلهم الله انّى يوفكون ﴾ یعنی "خدا انہیں غارت کرے وہ کہاں بھٹکے پھرتے ہیں۔[115]

یہ رسالہ جناب احمد رضا کی اصلیت کو بے نقاب کرنے کے لئے کافی ہے۔اس سے ان کے مکروہ عزائم کھل کر سامنے آجاتے ہیں کہ وہ کس طرح مجاہدین کی مخالفت کر کے انگریز استعمار کی حمایت و تائید کر رہے تھے۔اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر دشمنان دین وملت کا دست باز و بن چکے تھے۔

جس وقت دنیا بھر کے مسلمان ترکی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر انگریزوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے تھے اور مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ اور دوسرے اکابرین کی زیر قیادت خلافت اسلامیہ کے تحفظ و بقاء کے لیے انگریزوں سے جنگ لڑ رہے تھے' عین اس وقت جناب احمد رضا انگریزوں کے مفاد میں جانے والی سرگرمیوں میں مصروف تھے۔

بلاشبہ تحریک خلافت' انگریزوں کو ان کی بدعہدی پر سزا دینے کے لیے نہایت موثر ثابت ہو رہی تھی۔ تمام مسلمان ایک پرچم تلے جمع ہو چکے تھے۔علماء وعوام اس تحریک کی حمایت کر رہے تھے۔خود ایک بریلوی مصنف اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"1918ء میں جنگ عظیم ختم ہوئی' جرمنی اور اس کے ساتھیوں ترکی آسٹریا وغیرہ کو شکست ہوئی'

ترکوں سے آزادئ ہند کے متعلق ایک معاہدہ طے پایا۔لیکن انگریزوں نے بدعہدی اور وعدہ خلافی کی' جس سے مسلمانوں کو سخت دھچکا لگا۔ چنانچہ وہ بپھر گئے اور ان کے خلاف ہو گئے۔ اہل سیاست اس فکر میں تھے کہ کسی ترکیب سے انگریزوں کو وعدہ خلافی کی سزا دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو یہ باور کرایا کہ خلافت اسلامیہ کا تحفظ فرائض و واجبات میں سے ہے۔بس پھر کیا تھا ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔[116]

اور حقیقتاً تحریک خلافت انگریزوں کے خلاف ایک موثر ہتھیار ثابت ہو رہی تھی۔ مسلمان انگریزوں کے خلاف متحد ہو چکے تھے۔قریب تھا کہ یہ تحریک انگریزی سلطنت کے خاتمہ کا باعث بن جاتی۔اس امر کی وضاحت اہل حدیث جید عالم دین امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ نے بھی فرمائی ہے۔[117]

مگر بریلوی مکتب فکر کے امام و مجدد نے انگریزوں کے خلاف چلنے والی اس تحریک کے اثرات ونتائج کو بھانپتے ہوئے انگریزوں سے دوستی کا ثبوت دیا اور تحریک خلافت کو نقصان پہنچانے کے لیے ایک دوسرا رسالہ "دوام العیش" کے نام سے تالیف کیا' جس میں انہوں نے واضح کیا کہ چونکہ خلافت شرعیہ کے لیے قریشی ہونا ضروری ہے' اس لیے ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ترکوں کی حمایت ضروری نہیں' کیونکہ وہ قریشی نہیں ہیں۔اس بنا پر انہوں نے انگریزوں کے خلاف چلائی جانے والی اس تحریک کی بھرپور مخالفت کی اور انگریزی استعمار کی مضبوطی کا باعث بنے۔

احمد رضا خاں صاحب تحریک خلافت کے مسلم زعماء کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ترکوں کی حمایت تو محض دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اصل مقصود یہ ہے کہ خلافت کا نام لو۔عوام بپھریں' خوب چندہ ملے اور گنگا وجمنا کی مقدس سرزمینیں آزاد ہوں۔"[118]

جناب احمد رضا نے تحریک ترک موالات کی بھی شدید مخالفت کی۔ کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ یہ تحریک انگریز کے زوال کا باعث بن سکتی ہے۔

تحریک ترک موالات کا مقصود یہ تھا کہ انگریزوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔انہیں ٹیکس وغیرہ کی

ادائیگی نہ کی جائے' اس کے تحت چلنے والے سرکاری محکموں میں ملازمت نہ کی جائے، غرضیکہ ان کی حکومت کو یکسر مسترد کر دیا جائے' تاکہ وہ مجبور ہو کر ہندوستان کی سرزمین سے نکل جائیں۔ اس مقصد کے لیے تمام مسلمانوں نے 1920ء میں متحد ہو کر جدوجہد شروع کر دی۔ جس سے انگریز حکومت کے خلاف ایک فتنہ کھڑا ہو گیا اور وہ متزلزل ہونے لگی۔ اس تحریک کو گاندھی کے علاوہ جناب احمد رضا نے بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اور ایک رسالہ تحریر کر کے اس کی سختی سے ممانعت کی اور اس تحریک کے سرکردہ راہنماؤں کے خلاف کفر کے فتوے صادر کیے۔

چنانچہ وہ اس مقصد کے لیے تحریر کئے گئے رسالے (والمحجته الموتمنه فی آیة الممتحنة) میں اعتراف کرتے ہیں۔

"اس تحریک کا ہدف انگریز سے آزادی کا حصول ہے"۔ [119]

نیز اس رسالے میں جہاد کی مخالفت کرتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں:

"ہم مسلمانان ہند پر جہاد فرض نہیں ہے۔ [120] اور جو اس کی فرضیت کا قائل ہے' وہ مسلمانوں کا مخالف ہے اور انہیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ [121]

نیز لکھتے ہیں:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جہاد سے استدلال کرنا جائز نہیں' کیونکہ ان پر جنگ مسلط کی گئی تھی۔ اور حاکم وقت پر اس وقت تک جہاد فرض نہیں' جب تک اس میں کفار کے مقابلے کی طاقت نہ ہو۔ چنانچہ ہم پر جہاد کیسے فرض ہو سکتا ہے' کیونکہ ہم انگریز کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔" [122]

مسلمانوں کو جہاد و قتال' نیز انگریز سے محاذ آرائی سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یا ایها الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا هتدیتم﴾

یعنی "اے ایماندارو' تم اپنے آپ کے ذمہ دار ہو۔ کسی دوسرے شخص کا گمراہ ہونا تمہارے لیے

نقصان دہ نہیں ہوسکتا' بشرطیکہ تم خود ہدایت پر گامزن ہو۔[123]

یعنی ہر مسلمان انفرادی طور پر اپنی اصلاح کرے' اجتماعی جدوجہد کی کوئی ضرورت نہیں!

اور اپنے رسالہ کے آخر میں ان تمام راہنماؤں پر کفر کا فتوی لگایا ہے' جو انگریزی استعمار کے مخالف اور تحریک ترک موالات کے حامی تھے۔[124]

جناب احمد رضا نے جہاد کے منہدم کرنے کا فتوی اپنے رسالے "دوام العیش" میں بھی دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"مسلمانان ہند پر حکم جہاد وقتال نہیں![125]

بہر حال احمد رضا صاحب کے متعلق مشہور ہوگیا تھا کہ وہ استعمار کے ایجنٹ ہیں۔ اور ہر اس تحریک کے مخالف ہیں' جو انگریزوں کے خلاف چلائی جاتی ہے۔

بریلوی اعلٰی حضرت کے ایک پیروکار لکھتے ہیں:

"مسلمان احمد رضا سے بدظن ہوگئے تھے۔"[126]

ایک اور مصنف لکھتا ہیں:

"مسئلہ خلافت سے ان کو اختلاف تھا۔ انتقال کے قریب ان کے خلاف مسلمانوں میں بہت چرچا ہوگیا تھا اور ان کے مرید اور معتقد اختلاف خلافت کے سبب ان سے برگشتہ ہوگئے تھے۔[127]

بہر حال عین اس وقت' جب کہ مسلمانوں کو متحد ہوکر انگریزی استعمار کے خلاف جدوجہد کرنے کی ضرورت تھی' جناب احمد رضا خاں صاحب انگریزوں کے مفاد کے لیے کام کررہے تھے۔

اگر یہ نہ بھی کہا جائے کہ احمد رضا خاں صاحب انگریز کے ایجنٹ تھے' تب بھی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان کی تمام تر سرگرمیاں مسلمانوں کے خلاف اور انگریز کے مفاد میں تھیں۔ کیونکہ انہوں نے مجاہدین کی تو مخالفت کی' مگر انگریز کے حامی وموید رہے۔

مشترق فرانسس رابنس نے جناب احمد رضا صاحب کے متعلق لکھا ہے:

"احمد رضا بریلوی انگریزی حکومت کے حامی رہے۔انھوں نے پہلی جنگ عظیم میں بھی انگریزی حکومت کی حمایت کی۔ اسی طرح وہ تحریک خلافت میں 1921ء میں وہ انگریز کے حامی تھے۔ نیز انہوں نے بریلی میں ان علماء کی کانفرنس بھی بلائی' جو تحریک ترک موالات کے مخالف تھے۔
یہ تھے جناب احمد رضا اوران کی سرگرمیاں![128]

## حوالہ جات

103 وہابی کا لفظ سب سے پہلے اہل حدیث حضرات کے لئے انگریز نے استعمال کیا' تا کہ وہ انہیں بدنام کرسکیں وہابی کا لفظ باغی کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔ بلاشبہ وہابی انگریز کے باغی تھے

104 اس ثبوت کے لئے ہماری کتاب القادیانیہ ملاحظہ کیجئے! 105 اس کے لیے ملاحظہ ہو کتب' بریلوی فتوے' تکفیری افسانے' آئینہ صداقت' مقدمہ الشہاب الثاقب' مقدمہ رسائل چاندپوری' ''فاضل بریلوی' وغیرہ

106 تذکرہ صادق ازعبدالرحیم 107 ملاحظہ ہو کتاب (Wahabi Trils)

108 انڈین مسلم ص ۳۲ 109 تاریخ اہلحدیث کے متعلق ہم ایک مستقل رسالہ تصنیف کریں گے. یہ علامہ مرحوم کے مستقبل کے عزائم میں شامل تھا' لیکن بہت سے دوسرے منصوبوں کی طرح ی بھی نامکمل رہ گیا۔ ان اللہ فعال لما یرید 110 وہابی تحریک ص ۲۹۲

111 تذکرہ صادقہ۔ 112 ایضاً 113 وہابی تحریک ۳۱۵۔ 114 تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو اس کتاب کا باب ''بریلویت اور تکفیری افسانے علاوہ ازیں ان کتابوں کی طرف رجوع کیجئے: آئینہ صداقت' مقدمہ شہاب ثاقب' مقدمہ رسائل چاندپوری' فاضل بریلوی ازمسعوداحمد بریلوی۔ 115 ملاحظہ ہو اعلام بان ہندوستان دارالاسلام ص ۱۹'۲۰۔

116 مقدمہ دوام العیش ازمسعوداحمد ص ۱۵۔117 ایضاً ص ۱۷۔ 118 دوام العیش ص ۶۳ مطبوعہ بریلی وص ۹۵ مطبوعہ لاہور۔ 119 المحجۃ المؤتمنۃ ازاحمد رضا ص ۱۵۵۔ 120 مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی یہی فتویٰ تھا۔

121 المحجۃ المؤتمنۃ ص ۲۱۰۔ 122 المحجۃ المؤتمنۃ ص ۲۰۶ 124 ملاحظہ ہو خاتمۃ الکتاب ص ۲۱۱۔ 125

دوام العیش ص ۴۶۔ 126 مقدمہ دوام العیش ص ۱۸۔ 127 مقدمہ دوام العیش مقالہ حسن نظامی ص ۲' ازمقدمہ

دوام العیش ص ۱۸۔ 128 (Indian Muslims) ص ۲۶۳ مطبوعہ کیمرج یونیورسٹی ۱۹۷۴ء۔ 129 وصایا شریف ص ۱۰ از ترتیب حسنین رضا مطبوعہ ہند۔ 130 اعلیٰ حضرت بریلوی از بستوی ص ۱۰۵۔ 131 بستوی ص ۱۰۹۔ 132 بستوی ص ۱۱۱

# وفات

جناب بریلوی کی موت ذات الجنب کے مرض سے واقع ہوئی۔ مرتے وقت انہوں نے چند وصیتیں کیں' جو "وصایا شریف" کے نام سے ایک رسالے میں شائع ہوئیں۔

احمد رضا خاں صاحب نے مرتے وقت کہا:

"میرا دین و مذہب' جو میری کتب سے ظاہر ہے' اس مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔[129]

نیز انہوں نے کہا:

"پیارے بھائیو! مجھے معلوم نہیں' میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں۔ تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو۔ بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں' جو تم کو بہکانا چاہتے ہیں اور فتنے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ ان سے بچو اور دور بھاگو۔ مثلاً دیوبندی وغیرہ![130]

اور وصیت کی آخر میں کہا:

"اگر بطیّب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں:

دودھ کا برف خانہ ساز' اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔

مرغ کی بریانی

مرغ پلاؤ

خواہ بکری کا شامی کباب

پراٹھے اور بالائی

فیرنی

اردکی پھریری دال مع ادرک ولوازم

گوشت بھری کچوریاں

سیب کا پانی

انار کا پانی

سوڈے کی بوتل

دودھ کا برف

اور روزانہ ایک چیز ہو سکے 'یوں کیا کرو' یا جیسے مناسب جانو۔۔۔۔ پھر حاشیے میں درج ہے:

"دودھ کا برف دوبارہ پھر بتایا!"

چھوٹے مولانا نے عرض کیا

"اسے تو حضور پہلے لکھا چکے ہیں۔"

فرمایا:

"پھر لکھو۔ انشاء اللہ مجھے میرا رب صرف برف ہی عطا فرمائے گا۔"

اور ایسا ہی ہوا کہ ایک صاحب دفن کے وقت بلا اطلاع دودھ کا برف خانہ ساز لے آئے![131]

بریلوی مکتب فکر کے اعلیٰ حضرت کی وفات 25 صفر 1340ھ بمطابق 1921ء 68 برس کی عمر میں ہوئی

معلوم ہوتا ہے کہ جناب بریلوی کا جنازہ قابل ذکر حاضری سے محروم تھا۔ بہر حال ہم اس سلسلے میں کوئی حتمی بات نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ بغیر دلیل کے کوئی حکم لگانا ہم اپنے اسلوب تحریر کے منافی تصور کرتے ہیں۔ تاہم قرائن وشواہد سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ عوام ان کی تلخ لسانی' بات بات پر تکفیر کے فتووں اور انگریز کی عدم مخالفت کی وجہ سے ان سے متنفر ہو گئے تھے۔[132]

اس بات کا اعتراف ایک بریلوی مصنف نے بھی کیا ہے کہ "مسلمان امام احمد رضا سے متنفر ہو گئے تھے"

نیز:

"ان کے مرید ومعتقد بھی اختلاف خلافت کے سبب ان سے برگزشتہ ہو گئے تھے۔

ویسے بھی بریلویت کے پیروکار چونکہ اپنے امام ومجدد کے بارے میں بہت زیادہ غلو ومبالغہ کے عادی ہیں' اگر جنازے کی حاضری کسی عام عالم دین کے جنازے کے برابر بھی ہوتی تو ان کی تصانیف اس سلسلے میں مبالغہ آمیز دعووں سے بھری ہوتیں۔۔۔۔ جب کہ انہوں نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ البتہ بریلوی قوم حاضری کے علاوہ ان کے جنازے کے بارے میں دوسرے چند ایک مبالغوں سے باز نہیں آئی!

# مبالغہ آمیزی

ایک صاحب لکھتے ہیں:

"جب جناب احمد رضا صاحب کا جنازہ اٹھایا گیا تو کچھ لوگوں نے دیکھا کہ اسے فرشتوں نے اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے۔"[135]

بستوی صاحب فرماتے ہیں کہ امام احمد رضا کی وفات کے بعد ایک عرب بزرگ تشریف لائے' انہوں نے کہا:

"25 صفر المظفر 1340ء کو میری قسمت بیدار ہوئی!

خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں۔ لیکن مجلس پر ایک سکوت طاری ہے۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا انتظار ہے۔۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا (فداک ابی وامی) کس کا انتظار ہے؟

فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے۔

میں نے عرض کیا'احمد رضا کون ہیں؟

فرمایا'' ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں!'' بیداری کے بعد مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق ہوا۔میں ہندوستان آیا اور بریلی پہنچا تو معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے'اور وہی 25 صفران کی تاریخ وصال تھی![136]

بارگاہ رسالت میں بریلوی حضرات نے اپنے امام کی مقبولیت کو ثابت کرنے کے لیے جن من گھڑت واقعات اور دعووں کا سہارا لیا ہے' ان میں سے ایک ''وصایا شریف'' میں بھی درج ہے وہ (یعنی احمد رضا) آپ کی خوشبوؤں سے بسے ہوئے سدھارے۔[137]

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احمد رضا کو غسل دینے کے لیے خصوصی طور پر آب زمزم اور عطر کسی حاجی کے ہاتھ ارسال کیا تا کہ احمد رضا صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے وقت مدینہ منورہ کی خوشبو سے معطر ہوں۔العیاذ باللہ!

اگر مبالغات کا ذکر شروع ہو ہی گیا ہے' تو مناسب ہے کہ چند مزید مبالغہ آمیز اقوال ذکر کر دیئے جائیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں گستاخی پر مبنی کسی بریلوی کا قول ہے:

''میں نے بعض مشائخ کو کہتے سنا ہے' امام احمد رضا کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔[138]

گزشتہ دو صدی کے اندر کوئی ایسا جامع عالم نظر نہیں آتا۔''[139]

ایک اور بریلوی مصنف ارشاد کرتے ہیں:

'' آپ کی علمی جلالت اور علمی کمال کی کوئی نظیر نہیں۔امام احمد رضا صاحب اپنے علم اور اصابت رائے میں منفرد تھے۔''[140]

اور:

"امام احمد رضا صاحب نے دین کی تعلیمات کو از سر نو زندہ کیا۔"[141]

"فتاویٰ رضویہ میں ہزار ہا مسائل[142] ایسے ہیں' جن سے علماء کے کان بھی آشنا نہیں۔"[143]

"اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ فتاوی رضویہ کو دیکھ لیتے تو اس کے مؤلف کو اپنے جملہ اصحاب میں شامل فرما لیتے۔"[144]

ایک دوسرے بریلوی مصنف کا کہنا ہے:

"امام احمد رضا اپنے دور کے امام ابوحنیفہ تھے۔"[145]

ایک اور بریلوی مصنف مبالغہ آراء ہیں:

امام احمد رضا کے دماغ میں امام ابوحنیفہ کی مجتہدانہ ذہانت' ابوبکر رازی کی عقل اور قاضی خاں کا حافظہ تھا۔"[146]

بریلوی حضرات نے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی توہین کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنے امام و مجدد کو " آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری" کا مصداق ٹھہراتے ہوئے بڑی ڈھٹائی سے لکھا ہے:

"امام احمد رضا حق میں صدیق اکبر کا پرتو' باطل کو چھانٹنے میں فاروق اعظم کا مظہر' رحم وکرم میں ذوالنورین کی تصویر اور باطل شکنی میں حیدری شمشیر تھے۔" معاذ اللہ![147]

اس پر بھی مستزاد:

"اعلیٰ حضرت معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک معجزہ تھے۔"[148]

قارئین کو علم ہونا چاہیئے کہ معجزہ اس خرق عادت شے کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی علیہ السلام کے ہاتھوں پر صادر ہو۔ اب یہ بریلوی حضرات ہی بتا سکتے ہیں کہ کیا احمد رضا کی ذات کی پیدائش یا ان کی صفات اور خصائل خلاف عادت تھیں؟ اور پھر چودھویں صدی میں ان کا وجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کیسے ہوسکتا ہے؟

جناب بریلوی کے اس معتقد نے تو انہیں معجزہ ہی کہا تھا۔ ان کے ایک اور پیروکار نے تو انہیں واجب

الا طاعت نبی کے مقام پر فائز قرار دے دیا۔وہ کہتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت زمین میں اللہ تعالیٰ کی حجت تھے![149]

اب ظاہر ہے'اللہ تعالیٰ کی حجت تو نبی کی ذات ہی ہوتی ہے۔بریلوی حضرات سمجھنا یہ چاہتے ہیں کہ اگر جناب خاں صاحب کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا' ان کی بات کو ٹھکرایا گیا اور ان کی اتباع اور اطاعت سے انکار کیا گیا' تو یہ رب کائنات کی طرف سے پیش کی جانے والی دلیل و حجت کو ٹھکرانے کے مترادف ہوگا۔

ان تمام مبالغہ آمیز دعووں سے ثابت ہوتا ہے کہ خاں صاحب بریلوی کے متبعین ان کی ذات کو مقدس قرار دینے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں ہیں۔ہم گزشتہ صفحات میں یہ بیان کر آئے ہیں کہ بریلوی حضرات اپنے مجدد اعلیٰ حضرت کو غلطیوں سے مبرا اور معصوم عن الخطا سمجھتے ہیں۔اور بلاشبہ "عصمت" انبیائے کرام علیہ السلام کی خاصیت ہے اور انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی امتی کو معصوم سمجھنا ختم نبوت سے انکار کے مترادف ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت کی توفیق عطا فرمائے اور سوء الاعتقادی سے محفوظ رکھے۔آمین!

گزشتہ غلو آمیز دعووں کے علاوہ چند اور مبالغات کا ذکر کر کے ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ:

ساڑھے تین برس کی عمر میں جناب احمد رضا ایک بازار سے گزر رہے تھے۔انہوں نے صرف ایک بڑا سا کرتہ زیب تن کیا ہوا تھا سامنے سے طوائفیں آرہی تھیں۔انہوں نے اپنا کرتہ اٹھایا اور دامن سے آنکھیں چھپالیں۔

طوائفوں نے کہا"واہ منے میاں! آنکھیں تو چھپالیں مگر ستر ننگا کردیا۔"

ساڑھے تین برس کی عمر میں بریلویت کے موسس نے جواب دیا:"جب نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے' اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔"[150]

اب ان سے کوئی پوچھے کے ساڑھے تین برس کی عمر میں خاں صاحب کو کیسے علم ہو گیا کہ آنے والی طوائفیں ہیں؟ اور پھر جس بچے نے ابھی ستر ڈھانپنا شروع نہ کیا ہو' اسے نظر اور دل کے بہکنے سے ستر کے بہکنے کا جنسی راز کیسے معلوم ہو گیا؟

لیکن جھوٹ بولنے کے لیے عقل وخرد کا ہونا تو ضروری نہیں!

بریلوی حضرات کہتے ہیں:

"امام احمد رضا کے علمی دبدبے سے یورپ کے سائنسدان اور ایشیا کے فلاسفر لرزتے رہے![151]

نیز:

"اعلیٰ حضرت کو خداداد قوت حافظہ سے ساری چودہ برس کی کتابیں حفظ تھیں' ان کے بلند مقام کو بیان کرنے کے لیے اہل لغت لفظ پانے سے عاجز رہے ہیں۔"[152]

نیز:

اعلیٰ حضرت جب حج کے لیے تشریف لے گئے' تو انہیں مسجد خیف میں مغفرت کی بشارت دی گئی۔"[153]

بریلوی شاعر ایوب علی رضوی اپنے قصیدہ میں کہتا ہے

اندھوں کو بینا کردیا بہروں کو شنوا کردیا
دین نبی زندہ کیا یا سیدی احمد رضا
امراض روحانی و نفسانی امت کے لیے
در ہے تیرا دارالشفاء یا سیدی احمد رضا
یا سیدی یا مرشدی یا مالکی یا شافعی
اے دستگیر راہنما یا سیدی احمد رضا
جب جان کنی کا وقت ہوا اور رہزنی شیطاں کرے

حملہ سے اس کے لے بچا یا سیدی احمد رضا
احمد کا سایہ غوث پر اور تجھ پر سایہ غوث کا
اور ہم پہ ہے سایہ تیرا یا سیدی احمد رضا
احمد پہ ہو اب کی رضا احمد کی ہو تجھ پر رضا
اور ہم پہ ہو تیری رضا یا سیدی احمد رضا [154]

ان کے ایک اور شاعر ہرزہ سرا ہیں

خلق کے حاجت روا احمد رضا
ہے میرا مشکل کشا احمد رضا
کون دیتا ہے مجھ کو کس نے دیا؟
جو دیا تم نے دیا احمد رضا!
دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا
ہاں مدد فرما شاہ احمد رضا
حشر میں جب ہو قیامت کی تپش
اپنے دامن میں چھپا احمد رضا
جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا
قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے
ہو میرا مشکل کشا احمد رضا
تو ہے داتا اور میں منگتا ترا
میں ترا ہوں اور تو مرا احمد رضا! [155]

یہ تو ہیں جناب بریلوی اوران کے پیروکار! اور یہ ہیں ان کی پھیلائی ہوئی تعلیمات! غلو مبالغہ آمیزی میں اس قوم کی کوئی نظیر نہیں' ہر آنے والا جانے والے کو اس طرح کی شرکیہ خرافات سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو راہ راست پر آنے کی توفیق عطا فرمائے!

خود جناب بریلوی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان میں مبالغہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

کریں اقطاب عالم کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں

ملک سخن کی شاہی تو کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیے ہیں [157]

نیز:

"میرا سینہ ایک صندوق ہے کہ جس کے سامنے کسی علم کا بھی سوال پیش کیا جائے' فوراً جواب مل جائے گا۔" [158]

احمد رضا صاحب ایک طرف تو اپنے بارے میں اس قدر مبالغہ آرائی سے کام لے رہے' اور دوسری طرف اپنے آپ کو دائرہ انسانیت سے خارج کرتے ہوئے نغمہ سرا ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں [159]

مزید:

تجھ سے در در سگ اور سگ سے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا [160]

ایک مرتبہ خاں صاحب بریلوی کے پیر صاحب نے رکھوالی کے لیے اچھی نسل کے دو کتے منگوائے'

تو جناب بریلوی اپنے دونوں بیٹوں کو لیے اپنے پیر صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

"میں آپ کی خدمت میں دو اچھی اور اعلیٰ قسم کے کتے لے کر حاضر ہوا ہوں۔ انہیں قبول فرمالیجئے![161]

تو یہ ہیں جناب احمد رضا خاں بریلوی کی شخصیت کے دونوں پہلو' ایک طرف تو وہ امام' غوث' قطب اور قاضی الحاجات وغیرہ کے القاب سے متصف ہیں۔ اور دوسری طرف شرف انسانیت سے بھی گرے ہوئے ہیں اور انسان کی بجائے ایک ناپاک جانور سے خود کو تشبیہ دینے میں فخر محسوس کر رہے ہیں!

اس باب کے آخر میں ہم بریلوی مذہب کے چند اکابرین کا ذکر کر کے اس باب کو ختم کرتے ہیں۔

ان میں سے ایک نعیم مراد آبادی ہیں۔

یہ 1883ء میں پیدا ہوئے۔ یہ جناب بریلوی کے ہم عصروں میں سے تھے۔انہوں نے بھی جناب بریلوی کی طرح توحید وسنت کی مخالفت' شرک وبدعت کی حمایت اور غیر شرعی رسم ورواج کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ان کا ایک مدرسہ بھی تھا' جس کا نام شروع میں "مدرسہ اہل السنہ تھا۔ بعد میں تبدیل کر کے "جامعہ نعیمیہ "رکھ دیا گیا۔اس مدرسے سے فارغ ہونے والے نعیمی کہلاتے ہیں۔ان کی تالیفات میں "خزائن العرفان" جسے بعد میں جناب احمد رضا خاں صاحب کے ترجمہ قرآن کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔۔۔۔۔"اطیب البیان"[162] جو شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی تصنیف "تقویۃ الایمان" کے جواب میں لکھی گئی' اور الکلمۃ العلیا" قابل ذکر ہیں۔

ان کی وفات 1948ء میں ہوئی۔[163] بریلوی حضرات انہیں "صدر الافاضل" کے لقب سے موسوم کرتے ہیں۔

بریلوی زعماء میں امجد علی بھی ہیں۔ یہ ہندوستان کے صوبہ اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے اور مدرسہ حنفیہ جون پور میں تعلیم حاصل کی۔ جناب امجد علی احمد رضا صاحب کے بھی کچھ عرصہ تک زیر تربیت رہے اور ان کے مذہب کی نشر واشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ان کی تصنیف "بہار شریعت" بریلوی فقہ کی

مستند کتاب ہے' جس میں احمد رضا صاحب کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی احکام ومسائل کی توضیح کی گئی ہے۔

ان کی وفات 1948ء میں ہوئی۔[164]

ان کے اکابرین میں سے دیدار علی بھی ہیں' جو نواب پور میں 1270ھ میں پیدا ہوئے اور احمد علی سہارن پوری سے تعلیم حاصل کی' اور 1293ھ میں فارغ ہونے کے بعد مستقل طور پر لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ان کے بارے میں کہا جاتا ہے:

"مولانا دیدار علی نے لاہور شہر کو وہابیوں اور دیوبندیوں کے زہریلے عقائد سے محفوظ رکھا۔[165] ان کی وفات 1935ء میں ہوئی" ان کی تالیفات میں تفسیر میزان الادیان اور علامات وہابیہ قابل ذکر ہیں۔"

ان میں حشمت علی بھی ہیں۔ یہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے' ان کے والد سید عین القضاۃ کے مریدوں میں سے تھے۔ یہ جناب بریلوی کے مدرسے منظر اسلام میں زیر تعلیم رہے۔انہوں نے امجد علی صاحب سے بھی تعلیم حاصل کی۔ 1340ھ میں فارغ ہوئے۔اس طرح انہوں نے احمد رضا صاحب کے بیٹے سے بھی سند لی اور بعد میں جناب بریلوی کی تعلیمات پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔احمد رضا صاحب کے بیٹے نے انہیں "غیظ المنافقین" کے لقب سے نوازا۔1380ھ میں سرطان میں مبتلا ہوئے اور بیلی بھیت میں وفات پائی۔[166]

ان کے قائدین میں سے احمد یار نعیمی بھی ہیں۔ یہ بدایون میں 1906ء میں پیدا ہوئے۔ پہلے دیوبندیوں کے مدرسے "المدرستہ الاسلامیہ" میں پڑھتے رہے' پھر یہ نعیم مرادآبادی کے ہاں چلے گئے اوران سے تعلیم مکمل کی۔مختلف شہروں میں گھومنے پھرنے کے بعد گجرات میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور وہاں "جامعہ غوثیہ نعیمیہ" کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔انہوں نے اپنی کتاب "جاءالحق" میں جناب بریلوی کے مذہب کی تائید اور متبعین کتاب وسنت کی مخالفت میں کافی زور لگایا ہے۔

جناب احمد یار نے احمد رضا صاحب کے ترجمہ قرآن پر "نورالعرفان" کے نام سے حاشیہ بھی لکھا ہے جس میں اپنے پیشتر قائدین کی طرح بڑے شدومد سے قرآن کریم کی بہت سی آیات کی تاویل ومعنوی تحریف سے کام لیا گیا ہے۔

اسی طرح ان کی دومعروف کتابیں "رحمۃ الالٰہ بوسیلۃ الاولیاء" اور "سلطنۃ مصطفیٰ" بھی ہے۔ان کی وفات 1971ء میں ہوئی![167]

یہ تھے بریلوی مذہب کے زعماء جنھوں نے اس مذہب کے اصول اور ضوابط وضع کیے اور جناب بریلوی کے لگائے ہوئے پودے کو پروان چڑھایا۔

اگلے باب میں ہم ان کے عقائد بیان کریں گے۔واللہ الموفق!

## حوالہ جات

129وصایا شریف ص۱۰ ترتیب حسنین رضا مطبوعہ ہند۔130اعلیٰ حضرت بریلوی از بستوی ص۱۰۵۔131بستوی ۹'۱۰۔ 132بستوی ص۱۱۱۔ 133مقدمہ دوام العیش از مسعود احمد ص۱۸۔ 134ایضاً۔ 135انوار رضا ص۲۷۲'ایضاً روحوں کی دنیا مقدمہ ص ۲۲۔136بستوی ص۱۲۱' فتاویٰ رضویہ جلد۱۲ المقدمہ ص۱۳۔ 137وصایا شریف ص۱۹۔ 138وصایا شریف ص ۲۴ ترتیب حسنین رضا۔139ایضاً۔140شرح الحقوق مقدمہ ص ۸۔141ایضاً ص ۷۔142جی ہاں! احکام ومسائل کے نام پر قصے کہانیوں سے واقعی علماء کے کان آشنا نہیں!۔143بہار شریعت جلد۱ ص۳۔144مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ ص ۴۔145مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ۵۔146مقدمہ فتاویٰ رضویہ ص ۲۱۰۔147ایضاً ص ۲۶۳۔148 ایضاً۔149ایضاً ص ۳۰۳۔150سوانح اعلیٰ حضرت از بدرالدین ص۱۱۰' وانوار رضا۔151روحوں کو دنیا ص ۲۶۔152انوار رضا ص ۶۵۔153حیات اعلیٰ حضرت از ظفرالدین بہاری ص ۱۲' ایضاً انوار رضا ص ۲۳۵۔ 154مدائح اعلیٰ حضرت از ایوب علی رضوی ص۵۔ 155نغمۃ الروح از ایوب رضوی ص ۴۷'۴۸۔ 156حدائق بخشش از بریلوی ص ۷۔ 157انوار رضا ص ۳۱۹ و ایضاً حدائق بخشش۔ 158مقدمہ شرح الحقوق ص۸۔159ایضاً ص۱۱' حدائق بخشش ص۴۳۔160حدائق بخشش ص ۵۔161انوار رضا ص ۲۳۸۔162اس کتاب کا ردّ مراد آباد

ہی کے اہل حدیث مشہور عالم دین مولانا عزیز الدین مرادآبادی مرحوم نے اپنی کتاب اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان میں کیا ہے۔اور نعیم الدین صاحب کے استدلالات کو باطل ثابت کیا ہے۔163 ملاحظہ ہو' تذکرہ علمائے اہل سنت اور حیات صدر الافاضل وغیرہ۔164 حاشیہ الاستمداد ص ۹۰'۹۱۔165 ایضاً ص ۹۴' تذکرہ علمائے ال سنت ۸۳۔166 تذکرہ علمائے اہل سنت از محمود بریلوی ص ۸۲ مطبوعہ کانپور۔167 تذکرہ اکابر اہل السنہ ص ۵۸'۵۹ از اشرف قادری' الیواقیت المھریہ ص ۳۹' سیرۃ سالک از کوکب

باب2

# بریلوی عقائد

بریلوی حضرات کے چند امتیازی عقائد ہیں جو انہیں برصغیر میں موجود حنفی فرقوں سے بالعموم جدا کرتے ہیں۔ ان کے اکثر عقائد شیعہ حضرات سے مشابہت رکھتے ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بریلویت تسنن سے زیادہ تشیع کے قریب ہے' البتہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کون کس سے متاثر ہے؟ ان کے عقائد کو بیان کرنے سے قبل ہم قارئین کے لیے دو باتوں کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں:

(1): وہ مخصوص عقائد جو بریلوی حضرات اختیار کیے ہوئے ہیں اور جن کا وہ برصغیر میں پرچار کررہے ہیں' وہ بعینہ ان خرافات وتقالید اور توہمات وافسانوی عقائد پر مشتمل ہیں جو مختلف اوقات میں مختلف زمانوں کے صوفیاء ضعیف الاعتقاد اور توہم پرست لوگوں میں منتشر اور رائج تھے۔۔۔جن کا شریعت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں' بلکہ وہ یہود ونصاریٰ اور کفار ومشرکین کے ذریعے مسلمانوں میں منتقل ہوئے تھے۔

ائمہ ومجتہدین اسلام ہر دور میں ان باطل عقائد کے خلاف صف آراء اور ان سے نبرد آزما رہے ہیں۔ اسی طرح ان میں بعض عقائد قبل از اسلام دور جاہلیت سے وابستہ ہیں' جن کی تردید قرآن مجید کی آیات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں موجود ہے۔

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگوں نے ان غیر اسلامی اور دور جاہلیت کے عقائد کو اسلام کے لوازمات اور بنیادی عقائد سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو باطل قرار دیا ہے۔۔۔۔۔۔مثلاً غیر اللہ سے استغاثہ واستعان' انبیاء اور رسول علیہم السلام کی بشریت سے انکار' علم غیب اور خدائی اختیارات میں انبیاء واولیاء کو شریک کرنا' نیز دوسرے عقائد جن کا ہم آگے چل کر ذکر کریں گے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ان خرافات وشطحات اور الف لیلوی افسانوں کو انہوں نے

عقائد کا نام دے دیا ہے۔ اگرچہ یہ خرافات و بدعات' مشرکانہ رسوم و تقالید اور جاہلانہ افکار و عقائد جناب احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے معاونین سے قبل بھی موجود تھے' مگر انہوں نے ان ساری باتوں کو منظّم شکل دی اور قرآن و حدیث کی معنوی تحریف اور ضعیف و موضوع روایات کی مدد سے انہیں مدلل کرنے کی کوشش کی۔

(2): دوسری بات جس کی ہم یہاں وضاحت کرنا چاہتے ہیں' وہ یہ ہے کہ اس باب میں ہم بریلویت کے انہی عقائد کا ذکر کریں گے جنہیں خود جناب احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے مساعدین اور یا پھر اس گروہ کی معتمد شخصیات نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔ جہاں تک ان حضرات کا تعلق ہے' جو ان میں معتبر اور ثقہ نہیں سمجھے جاتے یا ان کی شخصیت متنازع فیہ ہے' تو باوجود ان کی کثرت تصانیف کے ہم ان سے کوئی چیز نقل نہیں کریں گے' تاکہ ہمارے موقف میں کسی قسم کا ضعف واقع نہ ہو۔

# غیر اللہ سے فریاد رسی

بریلوی حضرات اسلام کے عطا کردہ تصور توحید کے برعکس غیر اللہ سے فریاد طلبی کو اپنے عقائد کا حصہ سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے:

اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لیے خاص فرمایا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے ان کے پاس اپنی حاجتیں لاتے ہیں۔''[1]

احمد رضا لکھتے ہیں:

"اولیاء سے مدد مانگنا اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع و شئی مرغوب ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا دشمن انصاف![2]

مدد مانگنے کے لیے ضروری نہیں کہ صرف زندہ اولیاء کو ہی پکارا جائے' بلکہ ان حضرات کے نزدیک اس سلسلہ میں کوئی تمیز نہیں۔۔۔۔۔۔ نبی و رسول' ولی و صالح' خواہ زندہ ہو یا فوت شدہ' اسے مدد کے

لیے پکارا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔کیونکہ وہی تمام اختیارات کے مالک' نظام کائنات کی تدبیر کرنے والے اور مشکلات ومصائب سے نجات دینے والے ہیں۔

چنانچہ جناب بریلوی کہتے ہیں:

"انبیاء ومرسلین علیہم السلام' اولیاء' علماء' صالحین سے ان کے وصال کے بعد بھی استعانت واستمداد جائز ہے' اولیاء بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔"[3]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"حضور ہی ہر مصیبت میں کام آتے ہیں' حضور علیہ السلام ہی بہتر عطا کرنے والے ہیں' عاجزی و تذلل کے ساتھ حضور کو ندا کرو' حضور ہی ہر بلا سے پناہ ہیں۔"[4]

مزید لکھتے ہیں:

"جبریل علیہ السلام حاجت روا ہیں' پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجت روا' مشکل کشا' دافع البلاء ماننے میں کس کو تامل ہوسکتا ہے؟ وہ تو جبریل علیہ السلام کے بھی حاجت روا ہیں۔"[5]

صرف حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں' بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان خدائی صفات کے حامل ہیں۔۔۔۔۔جناب بریلوی عربی اشعار سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تجدہ عونا لکّ فی النوائب

بولایتک یا علی یا علی

ناد علیّا مظھر العجائب

کلّ ھمّ و غمّ سینجلی!

ترجمہ:

"پکار علی مرتضیٰ کو کہ مظہر عجائب ہیں تو انہیں مددگار پائے گا مصیبتوں میں' سب پریشانی وغم اب دور ہوجائیں گے' تیری ولایت سے یا علی یا علی!"[6]

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ بھی انہی صفات کے ساتھ متصف ہیں۔ بریلوی حضرات کذب و افتراء سے کام لیتے ہوئے آپ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"جوکوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے' اس کا رنج وغم دور ہوگا۔ اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے' تو وہ شدت رفع ہوگی۔ اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے' اس کی حاجت پوری ہوگئی۔"[7]

ان کے نزدیک قضائے حاجات کے لیے نماز غوثیہ بھی ہے جس کی ترکیب یہ ہے:

"ہر رکعت میں 11 '11' بار سورت اخلاص پڑھے' 11 بار صلوٰۃ وسلام پڑھے' پھر بغداد کی طرف "جانب شمالی" 11 قدم چلے' ہر قدم پر میرا نام لے کر اپنی حاجت عرض کرے اور یہ شعر پڑھے

وَاُظلَم فی الدنیا وانت نصیری

ایدرکنی ضیم وانت ذخیرتی

" کیا مجھے کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے' جب کہ آپ میرے لیے باعث حوصلہ ہوں؟ اور کیا مجھ پر دنیا میں ظلم ہوسکتا ہے جب کہ آپ میرے مددگار ہیں؟"[8]

اسے بیان کرنے کے بعد جناب احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ: معلوم ہوا کہ بزرگوں سے بعد وفات مدد مانگنا جائز اور فائدہ مند ہے۔"

جناب بریلوی اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے

شیئًا للّٰہ شیخ عبدالقادر

اصرف عنّا الصّروف عبدالقادر

اے بندہ پناہ شیخ عبدالقادر

شیئًا للّٰہ شیخ عبدالقادر

رؤفاء راروٗف عبدالقادر

امور اصرف عنّا الصرف عبدالقادر
اے پناہ گاہ بندگان شیخ عبدالقادر
اللہ کے نام پر کچھ عطا کر دیجئے یا ظل الٰہ شیخ عبدالقادر
عطفا عطفا عطوف عبدالقادر
اے ظل الٰہ شیخ عبدالقادر
محتاج و گدائم تو ذوالتّاج و کریم
عطفا عطفا عطوف عبدالقادر
اے آنکہ بدست قست تصرف
اے ظل خدا شیخ عبدالقادر
میں محتاج و گدا ہوں تو سخی و کریم ہے

"اے شفقت کرنے والے عبدالقادر مجھ پر شفقت فرمایئے اور میرے ساتھ مہربانی کا سلوک کیجئے۔ تیرے ہاتھ میں تمام اختیارات وتصرفات ہیں میرے مصائب ومشکلات دور کیجئے۔"[9]

اسی طرح وہ لکھتے ہیں:

"اہل دین را مغیث عبدالقادر۔"[10]

جناب بریلوی رقمطراز ہیں:

میں نے جب بھی مدد طلب کی' یا غوث ہی کہا۔ ایک مرتبہ میں نے ایک دوسرے ولی (حضرت محبوب الٰہی سے مدد مانگنی چاہی' مگر میری زبان سے ان کا نام ہی نہ نکلا۔ بلکہ یا غوث ہی نکلا![11]

یعنی اللہ تعالیٰ سے بھی کبھی مدد نہ مانگی۔ "یا اللہ مدد فرما" نہیں' بلکہ ہمیشہ کہتے "یا غوث مدد فرما۔"

احمد زروق بھی مصائب دور کرنے والے ہیں۔ چنانچہ بریلوی علماء اپنی کتب میں ان سے عربی اشعار نقل کرتے ہیں۔

انــا مــا ســطــا جورا الــزّمــان بــنـكبتــه

فــنــــادیـــا زروق ات یســـرعتـــه

انـــا لـــمـــریـــدی جـــا مـع لشتـــاتـــه

وان کـنــت فـی ضیق و کـرب ووحشتـه

ترجمہ:

"میں اپنے مرید کی پراگندگیوں کو جمع کرنے والا ہوں' جب کہ زمانہ کی مصیبتیں اس کو تکلیف دیں۔ اگر تو تنگی یا مصیبت میں پکارے 'اے زروق! میں فوراً آؤں گا۔"[12]

اسی طرح ابن علوان بھی ان اختیارات کے مالک ہیں۔ چنانچہ منقول ہے:

جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ خدا وہ چیز واپس ملا دے' تو کسی اونچی جگہ پر قبلہ کو منہ کر کے کھڑا ہو اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب نبی علیہ السلام کو ہدیہ کرے' پھر سیدی احمد بن علوان کو پکارے اور پھر یہ دعا پڑھے اے میرے آقا احمد بن علوان 'اگر آپ نے میری چیز نہ دی تو میں آپ کو دفتر اولیاء سے نکال دوں گا۔"[13]

سید محمد حنفی بھی مشکلات کو دور کرنے والے ہیں۔ جناب بریلوی لکھتے ہیں:

"سیدی محمد شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرۂ خلوت میں وضو فرما رہے تھے' ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہو گئی۔۔۔۔۔ حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے' جب تک وہ پہلی واپس آئے۔ ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع ہدایا لے کر حاضر ہوا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے! جب چور میرے سینے پر ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا "یا سیدی محمد حنفی" اسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینے پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہو گیا۔"[14]

سید بدوی بھی مصائب و مشکلات میں بندوں کی مدد کرتے ہیں:

"جب بھی کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ یہ کہے:"یا سیدی احمد بدوی خاطر معی!"

"اے میرے آقا احمد بدوی میرا ساتھ دیجئے۔"[15]

سید احمد بدوی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

"جسے کوئی حاجت ہو تو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر اپنی حاجت مانگے تو میں اس کی حاجت کو پورا کروں گا۔[16]

ابو عمران موسیٰ بھی:

"جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں ندا کرتا' جواب دیتے! اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے زائد۔"[17]

پھر جناب بریلوی اس مسئلے میں اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جو شخص بھی کسی نبی یا رسول یا کسی ولی سے وابستہ ہوگا' تو وہ اس کے پکارنے پر حاضر ہوگا اور مشکلات میں اس کی دستگیری کرے گا۔"[18]

سلسلہ تصوف سے متعلق مشائخ بھی اپنے مریدوں کو مشکلات سے رہائی عطا کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ جناب احمد رضا لکھتے ہیں:

"صوفیہ کے مشائخ سختی کے وقت اپنے پیروکاروں اور مریدوں کی نگہبانی فرماتے ہیں"[19]

اہل قبور سے استعانت کے عقیدے کا ذکر کرتے ہوئے جناب بریلوی رقم طراز ہیں:

"جب تم کاموں میں متحیر ہو تو مزارات اولیاء سے مدد مانگو۔"[20]

قبروں کی زیارت کے فوائد بیان کرتے ہوئے جناب احمد رضا کے ایک پیروکار کہتے ہیں:

"قبروں کی زیارت سے نفع حاصل ہوتا ہے نیک مردوں سے مدد ملتی ہے۔"[21]

مزید کہتے ہیں:

"زیارت سے مقصود یہ ہے کہ اہل قبور سے نفع حاصل کیا جائے۔"[22]

جناب موسیٰ کاظم کی قبر سے متعلق فرماتے ہیں

"حضرت موسیٰ کاظم کی قبر تریاق اکبر ہے۔"[23]

خود جناب بریلوی محمد بن فرغل سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے:

"میں ان میں سے ہوں جو اپنی قبور میں تصرف فرماتے ہیں۔ جسے کوئی حاجت ہو تو میرے پاس چہرے کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے' میں روا فرما دوں گا۔"[24]

سید بدوی سے یہی مقولہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

انہوں نے کہا" مجھ میں اور تم میں یہ ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے۔اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کردے تو وہ مرد ہی کا ہے کا ہے۔"[25]

ایک طرف تو بریلوی حضرات کے یہ عقائد ہیں اور دوسری طرف قرآنی تعلیمات وارشادات ہیں۔ ذرا ان کا تقابل کیجیئے' تاکہ حقیقت کھل کر سامنے آسکے کہ قرآن کریم کے نزدیک توحید باری تعالیٰ کا تصور کیا ہے' اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ نیک بندے اپنے رب سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

﴿ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ﴾ (تجھی کی ہم بندگی کریں اور تجھی سے ہم مدد چاہیں) اور پھر اللہ مشرکین کے عقیدے کو ردّ کرتے ہوئے اور اس پر ان کو ڈانتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا یَمْلِکُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْکٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ ﴾[سورہ سبا]

" آپ کہیں' تم انہیں پکارو تو جنہیں تم اللہ کے سوا (شریک خدائی) سمجھ رہے ہو' وہ ذرہ برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔ نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں! اور نہ ان کی ان دونوں میں کوئی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی بھی اللہ کا مددگار ہے۔"

اور اللہ کا فرمان ہے:

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ؕ (۱۳) اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَ لَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴾[فاطر]

"یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے' اسی کی حکومت ہے!۔اور جنہیں تم اس کے علاوہ پکارتے ہو' وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری سنیں گے بھی نہیں' اور اگر سن بھی لیں تو تمہارا کہا نہ کر سکیں۔اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کرنے ہی سے منکر ہوں اور تجھ کو (خدائے) خبیر کا سا کوئی نہ بتائے گا۔"

نیز:

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا﴾ [فاطر]

"آپ کہہ دیجئے' تم نے اپنے خدائی شریکوں کے حال پر بھی نظر کی ہے' جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو؟ ذرا مجھے بھی تو بتاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا جزو بنایا ہے' یا ان کا آسمان میں کچھ ساجھا ہے' یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس پر قائم ہیں؟ اصل یہ ہے کہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکہ (کی باتوں) کا وعدہ کرتے آئے ہیں۔"

اور مزید فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَ لَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ﴾

[اعراف]

"اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ نہ تو تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ﴾ [رعد]

'اور جن کو (یہ لوگ) اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کا کچھ جواب نہیں دے سکتے۔"

﴿وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ﴾ [شوریٰ]

"اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی بھی نہ کارساز ہے اور نہ مددگار!"

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ وہ مشرکین اور ان لوگوں سے سوال کریں' جو اللہ کے سوا کسی اور سے مدد مانگتے ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں:

﴿قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ﴾ [زمر]

کہ "بھلا یہ تو بتاؤ کہ اللہ کے سوا تم جنہیں پکارتے ہو' اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کی دی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اللہ مجھ پر عنایت کرنا چاہے' تو یہ اس کی عنایت کو روک سکتے ہیں؟"

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ [نمل]

"وہ کون ہے جو بے قرار کی فریاد سنتا ہے' جب وہ اسے پکارتا ہے؟ اور مصیبت کو دور کرتا ہے اور تم کو زمین میں خلفاء بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی الٰہ ہے؟ تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو۔"

پھر ان کو سمجھاتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

"بے شک جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہارے جیسے ہی بندے ہیں۔ سو اگر تم سچے ہو تو تم

انہیں پکارو! پھران کو چاہیے کہ تمہیں جواب دیں۔"

اور مزید فرمایا:

﴿قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا﴾[رعد]

" کہہ دیجئے تو کیا تم نے پھر بھی اس کے سوا اور کارساز قرار دے لیے ہیں' جو اپنی ذات کے لیے بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے ؟"

مزید فرمایا:

﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا﴾ [النساء]

"یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے بھی ہیں تو بس زنانی چیزوں کو! اور یہ لوگ پکارتے بھی ہیں تو بس شیطان سرکش کو۔"

نیز:

﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾ [احقاف]

"اوراس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا جو اللہ کے سوا اور کسی کو پکارے؟ جو قیامت تک بھی اس کی بات نہ سنے' بلکہ انہیں ان کے پکارنے کی خبر تک نہ ہو؟"

ان آیات کریمہ سے یہ بات صاف طور پر واضح ہوجاتی ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی مصائب و مشکلات میں بندوں کی مدد کرسکتا ہے' اوران کے کام آسکتا اوران کے دکھ درد دور کرسکتا ہے۔ اختیار و تصرف کا دائرہ فقط اسی کی ذات تک محدود ہے اور ساری کائنات کا نظام اسی کے قبضہ واختیار میں ہے۔ اور تمام انبیاء ورسل علیہم السلام نے بھی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے فقط اسی کا دامن تھاما اور صرف اسی کے سامنے سرنیاز خم کیا۔۔۔ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ شدائد ومشکلات میں ان سے استمدادواستعانت جائز ہے' قرآن کریم کی صریح' صاف اور واضح آیات سے متصادم ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا' حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے غرق ہونے والے بیٹے کے لیے رب کائنات سے سے نجات طلب کرنا' حضرت ابراھیم علیہ السلام کا صرف اسی سے اپنے لیے بیٹا مانگنا' مشکلات و مصائب میں گھرے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صرف اپنے رب کو پکارنا' حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے نجات حاصل کرنے کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز و نیاز کرنا' اور حضرت ایوب علیہ السلام کا صرف ذات باری تعالیٰ سے شفا طلب کرنا' یہ سارے واقعات اس بات کی واضح اور بین دلیل ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی مالک ذی اختیار نہیں ہے جو مصیبت رفع کرسکتا ہو!

لیکن ان تمام شواہد و دلائل کے برعکس بریلوی حضرات کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کسی نبی یا رسول یا ولی سے وابستہ ہوتا ہے' وہ مصائب و مشکلات میں اس کی دستگیری کرتا ہے۔[39]

احمد رضا بریلوی کے ایک پیروکار یوں رقمطراز ہیں:

اولیائے کرام ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھتے ہیں۔ اور بعید وقریب کی آوازیں سنتے' یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرتے اور صدہا کوس پر حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں۔"[40]

ایک طرف ان حضرات کا یہ عقیدہ ہے۔۔۔۔۔ اور دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ فرمارہے ہیں کہ "اپنی حاجت صرف خدا سے طلب کر' فقط اسی سے کر! قلم کی سیاہی خشک ہوچکی ہے" ساری کائنات مل کر بھی تجھے نہ نفع دے سکتی ہے اور نہ نقصان!"[41]

لیکن جناب بریلوی کہتے ہیں:

"جب تمہیں پریشانی کا سامنا ہو تو اہل قبور سے مدد مانگو!"[42]

پھر ستم بالائے ستم یہ کہ جناب بریلوی نہ صرف یہ کہ خود قرآنی آیات کی مخالفت کرتے ہیں' بلکہ جو

لوگ شرک وبدعت کے خلاف سچے اور مجاہدانہ جذبے کے ساتھ صف آراء ہیں اور ان صریح آیات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف رب کائنات ہی مضطر اور مصیبت زدہ لوگوں کی التجا سنتا ہے اور اس کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور صرف وہی مصائب ومشکلات کو دور کرنے والا ہے' بریلی کے یہ خاں صاحب ان کے خلاف طعن وتشنیع اور اظہار کدورت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمارے زمانے میں معدودے چند ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ حضرات اولیاء سے مدد کے منکر ہیں اور کہتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں انہیں اس پر کچھ علم نہیں' یوں ہی اپنے سے اٹکل لڑاتے ہیں۔"[43]

ان جیسے لوگوں کے متعلق ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذَا قِیۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَآ اَلۡفَیۡنَا عَلَیۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوۡ کَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ شَیۡئًا وَّ لَا یَهۡتَدُوۡنَ﴾[البقرہ]

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے اتارا ہے اس کی پیروی کرو! تو کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو اس کی پیروی کریں گے' جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے۔۔۔خواہ ان کے باپ دادا نہ ذرا عقل رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں؟"

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَ لۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّهُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ﴾[البقرہ]

"اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں' تو میں تو قریب ہی ہوں! دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے! پس لوگوں کو چاہئے کہ میرے احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں عجب نہیں کہ ہدایت پا جائیں۔"

نیز:

﴿وَ قَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ﴾[غافر]

"اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو' میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔"
لیکن

ہے مریدوں کو تو حق بات گوارا لیکن
شیخ و ملا کو بری لگتی ہے درویش کی بات

# انبیاء واولیاء کے اختیارات

اسلام کے نزدیک توحید کا تصور یہ ہے کہ پوری مخلوق کی حاجت روائی مصائب و مشکلات کو حل کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی ساری کائنات کا خالق' مالک' رازق اور مدبر و منتظم ہے۔ ساری طاقتیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ اکیلا ہی ساری نعمتوں کا مالک ہے۔ اس لیے اپنی حاجتوں کی طلب میں صرف اسی کی طرف رجوع کیا جائے' صرف اسی کو پکارا جائے اور اسی کے سامنے عجز و نیاز کا اظہار کیا جائے مگر بریلویت کا یہ عقیدہ اس کے برعکس ہے۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے تدبیر امور کے اختیارات و تصرفات اپنے بعض بندوں کو عطا کر دیئے ہیں' جن کی وجہ سے وہ مخلوق کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کر سکتے ہیں۔ اسی بنا پر یہ لوگ انہیں مصیبت کے وقت پکارتے' ان کے سامنے اپنا دامن پھیلاتے اور ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔

ان کے عقائد کے مطابق اللہ تعالیٰ نے تمام اختیارات اور کائنات کا سارا نظام اپنے مقرب بندوں کے سپرد کر دیا ہے' اور خود اللہ تعالیٰ کی ذات معاذ اللہ معطل و معزول ہو کر رہ گئی ہے۔ اب کٹھن اور دشوار گزار حالات میں ان بندوں سے استغاثہ کیا جائے' انہی سے مدد مانگی جائے' انہی سے شفا طلب کی جائے۔۔۔۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں' تمام اختیارات ان کے ہاتھ میں ہیں' وہ زمین و

آسمان کے مالک ہیں! جسے چاہیں عطا کریں اور جسے چاہیں محروم رکھیں۔ زندگی وموت' رزق وشفا غرضیکہ تمام خدائی اختیارات ان کی طرف منتقل ہوگئے ہیں۔

اس سلسلے میں ان کی کتب سے نصوص وعبارات ذکر کرنے سے قبل قارئین کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ مشرکین مکہ کے عقائد بھی ان عقائد سے مختلف نہ تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عقائد کی تردید کی اوران لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کے تمام دعووں کے باوجود ان عقائد کو پھر سے اپنا لیا ہے۔

اب اس سلسلے میں اللہ کا ارشاد سنئے اور پھر ان کے عقائد کا موازنہ کیجئے۔۔۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ﴾ [اعراف]

" کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔"

﴿بِيَدِهِ الْمُلْكُ ؗ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرُ﴾ [ملک]

"اسی کے ہاتھ میں حکومت ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔"

﴿بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ﴾ [مومنون]

"اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے۔ اور وہ پناہ دیتا ہے اور کوئی اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دے سکتا۔

﴿بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ [یاسین]

"اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ [ذاریات]

"بیشک اللہ ہی سب کو روزی پہنچانے والا ہے' قوت والا ہے' مضبوط ہے۔"

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ [سورہ ھود]

" کوئی جاندار زمین پر ایسا نہیں کہ اللہ کے ذمہ اس کا رزق نہ ہو"۔

﴿وَ كَاَيِّنۡ مِّنۡ دَآبَّةٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرۡزُقُهَا وَ اِيَّاكُمۡ ۖ وَ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ﴾ [عنکبوت]

"اور کتنے ہی جاندار ہیں جو اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے۔ اللہ ہی انہیں روزی دیتا ہے اور تم کو بھی' اور وہی خوب سننے والا ہے اور خوب جاننے والا ہے۔"

﴿اِنَّ رَبِّىۡ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَ يَقۡدِرُ﴾ [السباء]

"میرا پروردگار زیادہ روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے' اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔"

﴿اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الۡمُلۡكِ تُؤۡتِى الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَ تَنۡزِعُ الۡمُلۡكَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۡ وَ تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الۡخَيۡرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ﴾ [آل عمران]

اے سارے ملکوں کے مالک! تو جسے چاہے حکومت دے دے اور تو جس سے چاہے حکومت چھین لے' تو جسے چاہے عزت دے اور تو جسے چاہے ذلت دے' تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

قرآن کریم نے انسانیت کو توحید سے آشنا کر کے اس بہت بڑا احسان کیا ہے۔ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تیرہ سالہ مکی دور میں اسی فکر کو لوگوں کے ذہنوں میں راسخ کرتے رہے۔ اسلام نے انسانیت کو بندوں کی غلامی سے نجات دے کر اور ان طوق وسلاسل کو جو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان حائل ہو گئی تھی' اپنی مقدس تعلیمات سے پاش پاش کر کے براہ راست انہیں اللہ تعالیٰ کی چوکھٹ پر جھکا دیا۔۔۔ مگر بریلوی حضرات ان شکستہ زنجیروں کے ٹکڑوں کو اکھٹا کر کے انسان کو انسان کا محتاج و گداگر بنا رہے ہیں اور مخلوق کو مخلوق کی غلامی کا درس دے رہے ہیں!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ﴾ [فاطر]

"نابینا اور بینا برابر نہیں ہوسکتے۔"

یہ ان لوگوں کے برابر نہیں ہوسکتے جو توحید کی بصیرت سے بہرہ ور ہوں۔ توحید کے تصور کے بغیر امت اسلامیہ کا اتحاد ممکن نہیں ہے۔ توحید سے کنارہ کشی اختیار کر کے دوسرے مشرکانہ افکار ونظریات کی تعلیم دینا امت محمدیہ کے درمیان اختلافات کے بیج بونے کے مترادف ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ص وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط وَ مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ج فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ط وَ اللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

"لوگ ایک ہی امت تھے' پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دینے اور ڈرانے والے۔ اور ان کے ساتھ کتب حق نازل کیں کہ وہ لوگوں کے درمیان اس بات کا فیصلہ کریں جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے۔ اور کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا' مگر انہی نے جنہیں وہ ملی تھی' انہی کی ضد کے باعث' بعد اس کے کہ انہیں کھلی ہوئی نشانیاں پہنچ چکی تھیں' پھر اللہ نے اپنے فضل سے انہیں جو ایمان والے تھے ہدایت دی' اور اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست بتا دیتا ہے۔" [بقرہ]

آج حالت یہ ہے کہ شرک' قبر پرستی اور بدعات وخرافات کا ایک سیلاب ہے اور مسلمان اس میں بہے جا رہے ہیں۔ شیطان نے ان کے دل ودماغ کو مسخر کر لیا ہے اور وہ اس کی پیروی کو اپنی نجات کا سبب سمجھ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ط (۱۰۳) اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾ [الکہف]

" آپ کہہ دیجئے کہ کیا ہم تمہیں ان لوگوں (کا پتہ) بتائیں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل ہی گھاٹے میں ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں جن کی ساری محنت دنیا ہی کی زندگی میں غارت ہوکر رہی اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ بڑے اچھے کام کررہے ہیں۔"

نیز ان کے متعلق ارشاد ہے:

﴿ اَعْيُنُهُمْ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِیْ وَ كَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا (۱۰۱) اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا [کہف]

"ان کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہیں سکتے تھے۔ کیا پھر بھی کافروں کا خیال ہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز قرار دے لیں؟ بے شک ہم نے دوزخ کو کافروں کی مہمانی کے لیے تیار کررکھا ہے۔"

اب اس سلسلے میں ان کی نصوص ملاحظہ فرمائیں:

جناب احمد رضا بریلوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے انحراف کرتے ہوئے اور آپ کی شان میں غلو کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کن کا رنگ دکھاتے ہیں یہ
مالک کل کہلاتے ہیں یہ
قادر کل کے نائب اکبر
ان کے ہاتھوں میں ہر کنجی ہے

احمد رضا بریلوی کے صاحبزادے اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان اشعار کی شرح میں رقم طراز ہیں۔

"جو نعمت تمام عالم میں کہیں ظاہر ہوتی ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی عطا فرماتے ہیں۔ انہی کے ہاتھ میں سب کنجیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے۔ حضور اکرم کوئی بات چاہتے ہیں وہی ہوتی ہے' اس کے خلاف نہیں ہوتی۔ حضور کی چاہت کو جہاں میں کوئی پھیرنے والا نہیں ہے۔[60]

جناب بریلوی کے اس قصیدے کے مزید اشعار سنئے

ہلتی نیویں جماتے یہ ہیں
روتی آنکھیں ہنساتے یہ ہیں
حق سے خلق ملاتے یہ ہیں
کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں
دفع بلا فرماتے یہ ہیں
جیتے ہم ہیں جلاتے یہ ہیں
قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں [61]
ڈوبی ناویں تراتے یہ ہیں
جلتی جانیں بجھاتے یہ ہیں
اس کے نائب ان کے صاحب
شافع نافع رافع دافع
دافع یعنی حافظ و حامی
ان کے نام کے صدقے جس سے
اس کا حکم جہاں میں نافذ

جناب احمد رضا دوسری جگہ کہتے ہیں:

" کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے۔کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے!"[62]

اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

"ہر چیز' ہر نعمت' ہر مراد' ہر دولت' دین میں' دنیا میں' آخرت میں' روزاول سے آج تک' آج سے ابدا آباد تک' جسے ملی یا ملنی ہے' حضوراقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے ملی اور ملتی ہے۔"[63]

بریلوی فرقے کے ایک دوسرے راہنما لکھتے ہیں:

آقائے دوجہاں سخی داتا ہیں اور ہم ان کے محتاج ہیں' تو کیا وجہ ہے کہ ان سے استمداد نہ کی جائے؟"[64]

دوسری جگہ کہتے ہیں:

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

اسی لیے حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر حضور علیہ السلام کا نامِ پاک لکھا دیکھا' تاکہ معلوم ہو کہ مالک عرش آپ ہیں"[65]

ایک اور جگہ نقل کرتے ہیں:

حضور مدینہ منورہ میں رہ کر ذرے ذرے کا مشاہدہ فرمارہے ہیں اور ہر جگہ آپ کا عمل درآمد اور تصرف بھی ہے"[66]

بریلویت کے فرماں رواں جناب احمد رضا صاحب بریلوی کہتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ اعظم اور زمین وآسمان میں تصرف فرماتے ہیں۔[67]

جناب احمد رضا کے ایک پیروکار اپنے مطاع ومقتدا سے نقل کرتے ہیں کہ:

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زمینوں اور لوگوں کے مالک ہیں اور تمام مخلوقات کے مالک ہیں۔اور

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں نصرت اور مدد کی کنجیاں ہیں اور انہی کے ہاتھ میں جنت و دوزخ کی کنجیاں ہیں۔ اور وہی ہیں جو آخرت میں عزت عطا فرماتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مصیبتوں اور تکالیف کو دور فرماتے ہیں اور وہ اپنی امت کے محافظ اور مددگار ہیں۔"[68]

بریلویت کے ایک اور راہنما رقم طراز ہیں:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں۔ تمام جہاں حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا' جسے جو چاہیں دیں' جس سے جو چاہیں واپس لیں۔"[69]

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

"تمام زمین ان کی ملک ہے' تمام جنت ان کی جاگیر ہے' ملکوت السّموات والارض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان' جنت و نار کی کنجیاں آپ کے دست اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق' خوراک اور ہر قسم کی عطائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور علیہ السلام کی عطا کا ایک حصہ ہیں۔"[70]

بریلوی طائفہ کے مفتی احمد یار گجراتی اپنے اس عقیدے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

"سارا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے' جو چاہیں جس کو چاہیں دے دیں۔"[71]

صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مالک کل اور مختار مطلق نہیں' بلکہ دوسرے انبیاء کرام (علیہم السلام) بھی مخلوق کی اندرونی حالت اور ان کی ارواح پر تصرف کر سکتے ہیں۔ اور ان کو قدرت حاصل ہوتی ہے' جس سے مخلوق کے ظاہر پر تصرف کر سکتے ہیں۔"[72]

انبیاء و رسل کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جنت و دوزخ کے مالک ہیں چنانچہ بریلویت کے امام احمد رضا صاحب موضوع روایت کا سہارا لیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"روز قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا اور دو منبر نور لا کر عرش کے داہنے بائیں

بچھائے جائیں گے۔ان پر دو شخص چڑھیں گے: داہنے والا پکارے گا: اے جماعات مخلوق' جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغہ بہشت ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دوں۔اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو دو کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں۔ سنتے ہو گواہ ہو جاؤ!

پھر بائیں والا پکارے گا اے جماعات مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ دوزخ کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردوں۔اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں۔"[73]

پھر اپنے تشیع کا ثبوت دیتے ہوئے اور تقیہ کا لبادا اتارتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کرتے ہیں:

حضرت علی قسیم دوزخ ہیں یعنی اپنے دوستوں کو جنت اور اعداء کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔"[74]

جناب احمد رضا بریلوی شیخ عبدالقادر جیلانی کی شان میں غلو کرتے مشرکانہ عقیدے کی یوں وضاحت کرتے ہیں

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر[75]

مزید ارشاد ہوتا ہے

جلادے جلادے کفر و الحاد
کہ تو محیی ہے تو قاتل ہے یا غوث[76]
خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطی
نبی قاسم ہے موصل ہے یا غوث

آگے چل کر فرماتے ہیں

"اے ظل اللہ شیخ عبدالقادر
اے بندہ پناہ شیخ عبدالقادر
محتاج و گدائم تو ذوالتاج و کریم
شیئا للہ شیخ عبدالقادر[77]

ایک اور جگہ یوں گویا ہوتے ہیں:

"اے عبدالقادر' اے فضل کرنے والے' بغیر مانگے سخاوت کرنے والے' اے انعام واکرام کے مالک' تو بلند و عظیم ہے۔ہم پر احسان فرما اور سائل کی پکار کو سن لے۔اے عبدالقادر ہماری آرزوؤں کو پورا کر۔"[78]

احمد رضا دوسری جگہ گل فشانی فرماتے ہیں:

"عبدالقادر نے اپنا بستر عرش پر بچھا رکھا ہے اور عرش کو فرش پر لے آتے ہیں۔"[79]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"اہل دین را مغیث عبدالقادر!"[80]

مزید سنئے

"احد سے احمد سے تجھ کو' کن اور سب کن فیکون حاصل ہے یا غوث [81]

بریلوی حضرات اپنے مشرکانہ عقائد ثابت کرنے کے لیے شیخ جیلانی رحمہ اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے!

"اللہ نے مجھے تمام قطبوں کا سردار بنایا ہے۔مرا حکم ہر حال میں جاری وساری ہے۔اے میرے مرید! دشمن سے مت گھبرا۔میں مخالف کو ہلاک کر دینے والا ہوں۔آسمان وزمین میں میرا ڈنکا بجتا ہے۔میں بہت بلند رتبے پر فائز ہوں۔اللہ تعالیٰ کی ساری مملکت میرے زیر تصرف ہے۔میرے تمام اوقات

ہر قسم کے عیب سے پاک صاف ہیں۔ پورا عالم ہر دم میری نگاہ میں ہے۔ میں جیلانی ہوں' محی الدین میرا نام ہے' میرے نشان پہاڑ کی چوٹیوں پر ہیں۔[82]

ایک اور افتراء سنئے:

"تمام اہل زمانہ کی باگیں میرے سپرد ہیں' جسے چاہوں عطا کروں یا منع کروں"۔[83]

جناب بریلوی شیخ جیلانی کی جانب ایک اور جھوٹ منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ میں چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں اور چاہوں تو پھیر دوں"۔[84]

احمد رضا خاں کے ایک پیروکار کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے:

"لوح محفوظ میں تشبیت کا حق ہے حاصل
مرد سے عورت بنادیتے ہیں غوث الاغواث "

اس شعر کی تشریح بھی بریلوی حضرات کی زبانی سنئے:

"شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ' جو سلسلہ سہروردیہ کے امام ہیں' آپ کی والدہ ماجدہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں' میرے لڑکا پیدا ہو۔ آپ نے لوح محفوظ میں دیکھا' اس میں لڑکی مرقوم تھی۔ آپ نے فرمادیا کہ تیری تقدیر میں لڑکی ہے۔ وہ بی بی یہ سن کر واپس ہوئیں' راستہ میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے۔ آپ کے استفسار پر انہوں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا' جا تیرے لڑکا ہوگا۔ مگر وضع حمل کے وقت لڑکی پیدا ہوئی۔ وہ بی بی بارگاہ غوثیت میں اس مولود کو لے آئیں اور کہنے لگیں' حضور لڑکا مانگوں اور لڑکی ملے؟ فرمایا' یہاں تو لاؤ اور کپڑا اہٹا کر ارشاد فرمایا دیکھو تو یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ دیکھا تو لڑکا! اور وہ یہی شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ تھے۔ آپ کے حلیہ مبارک میں ہے کہ آپ کے پستان مثل عورتوں

کے تھیں۔"[85]

یہی متبع بریلویت ایک اور واقعہ نقل کرتے ہیں' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص کی تقدیر میں موت تھی۔ شیخ جیلانی نے اس کی تقدیر کو بدل کر مقررہ وقت پر مرنے سے بچا لیا۔"[86]

جناب احمد رضا بریلوی اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں:

"ہمارے شیخ سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ اپنی مجلس میں برملا زمین سے بلند کرہ ہوا پر مستی فرماتے اور ارشاد کرتے: آفتاب طلوع نہیں ہوتا' یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے۔ نیا سال جب آتا ہے' مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے' جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ نیا دن جو آتا ہے' مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔"[87]

اور یہ اختیارات شیخ جیلانی تک ہی محدود نہیں ہیں' بلکہ دوسرے اولیاء و مشائخ تصوف بھی خدا کی خدائی میں شریک ہیں۔ وہ ان صفات سے متصف اور ان طاقتوں کے مالک ہیں۔ چنانچہ احمد رضا بریلوی کے صاحبزادے ارشاد کرتے ہیں:

"بے شک سب پیشوا' اولیاء علماء اپنے اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں۔ اور جب ان کے پیروکار کی روح نکلتی ہے' جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں' جب اس کا حشر ہوتا ہے' جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے' جب اس سے حساب لیا جاتا ہے' جب اس کے عمل تلتے ہیں' جب صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے اور تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت نگہداشت فرماتے ہیں جب تک وہ صراط سے پار نہ ہو جائیں۔"[88]

آسمان سے زمین تک ابدال کی ملک ہے اور عارف کی ملک عرش سے فرش تک"[89]

اور خود جناب بریلوی فرماتے ہیں:

"اولیاء کی وساطت سے خلق کا نظام قائم ہے۔"[90]

اور سنئے:

اولیاء کرام مردے کو زندہ کر سکتے ہیں' مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دے سکتے ہیں اور ساری زمین کو ایک قدم میں طے کرنے پر قادر ہیں"[91]

"غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے اس کے بغیر زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے"[92]

بریلوی صاحب کے ایک پیروکار لکھتے ہیں:

"اولیاء کرام اپنے مریدوں کی مدد فرماتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں"[93]

ان کے مشہور مفتی احمد یار گجراتی گوہر افشانی کرتے ہیں:

"اولیاء کو اللہ سے یہ قدرت ملی ہے کہ چھوٹا ہوا تیر واپس کر لیں"[94]

یہی مفتی صاحب رقم طراز ہیں:

"اولیاء کو قبر کی مکھی تو کیا' عالم پلٹ دینے کی طاقت ہے۔۔۔۔مگر توجہ نہیں دیتے"[95]

بریلویت کے ایک اور راہنما لکھتے ہیں:

ظاہر قضائے معلق تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے۔"[96]

ایک دوسرے بریلوی صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

"اولیاء کا تصرف واختیار مرنے کے بعد اور زیادہ ہو جاتا ہے۔"[97]

یہ ہیں غیر اللہ کے بارے میں ان کے عقائد۔ انہوں نے اپنی دعاؤں اور طلب گاریوں میں دوسری ہستیوں کو بھی شریک کر لیا اور اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے اختیارات وتصرفات اس کی مخلوق میں تقسیم کر دیئے ہیں' حالانکہ شریعت اسلامیہ میں کارسازیوں اور بے نیازیوں کا تصور صرف اللہ تعالیٰ تک ہی محدود ہے۔

بریلوی حضرات نے اپنے اولیاء کو وہ تمام اختیارات تفویض کر دیے' جو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام' یہودی حضرت عزیر علیہ السلام اور مشرکین مکہ لات' ہبل' عزی اور منات وغیرہ میں سمجھتے تھے۔

﴿أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ﴾

یہ مت سمجھئے کے بریلویت کے امام جناب احمد رضا خان صاحب کا ان خدائی اختیارات میں کوئی حصہ نہ تھا۔ وہ بھی دوسرے اولیاء کی طرح رزاق' داتا' شافی' غوث' مختار' قادر مطلق' حاجت روا اور مشکل کشا تھے۔ان کی صفات ملاحظہ کیجئے۔

بریلویت کے ایک پیروکار اپنے ہادی ومرشد کی شان بالا صفات میں اپنی کتاب مدائح اعلیٰ حضرت میں نغمہ سرا ہیں۔

یاسیدی ' یا مرشدی ' یا مالکی ' یا شافعی
اے دستگیر راہنما یا سیدی احمد رضا
اندھوں کو بینا کردیا بہروں کو شنوا کردیا
دین نبی کو زندہ کیا یا سیدی احمد رضا
امراض روحانی و نفسانی امت کے لیے
اور ترا دارالشفا یا سیدی احمد رضا [98]

یہی مرید اپنے پیروشیخ جناب احمد رضا کے سامنے عجز ونیاز کرتے ہوئے اور اپنا دامن پھیلا کر یوں پکارتا ہے

میرے آقا ' میرے داتا ' مجھے ٹکڑ ملجائے
دیر سے آس لگائے ہے یہ کتا تیرا
اپنی رحمت سے اسے کرلے قبول اے پیارے
نذر میں لایا ہے یہ چادر یہ کمینا تیرا
اس عبید رضوی پر بھی کرم کی ہو نظر
بد سہی چور سہی ہے تو وہ کتا تیرا [99]

اور سنئے جناب احمد رضا خاں بریلوی کے ایک اور معتقد ارشاد کرتے ہیں

"قیامت میں مفر کی منکر و تدبیر کیا سوچی؟
کہ ہوگا گھومتا کوڑا امام اہل سنت کا " [100]

کس سے کریں فریاد خدائی مالک و مولیٰ تیری دوہائی
تیرے سوا کون ہمارا حامیٔ سنت اعلیٰ حضرت
بھیک سدا مانگی پائی دیر کیوں اس بار لگائی
میرے کرم ' سخی ' ان داتا ' حامی سنت اعلیٰ حضرت
کب سے کھڑے ہیں ہاتھ پسارے بندہ نواز گدا بیچارے
اب تو کرم ہوجائے حامی سنت اعلیٰ حضرت! [101]

اور سنئے

وہی فریاد رس ہے بے کسوں کا
وہ محتاج کا حاجت روا ہے
ستارہ کیوں نہ میرا اوج پر ہو
ادھر آقا ادھر احمد رضا ہے
مجھے کیا خوف ہو وزن عمل کا
حمایت پر مرا حامی تلا ہے " [102]

بریلویت کے ایک دوسرے شاعر کا عقیدہ:

میری کشتی پڑ گئی منجدھار میں
دے سہارا اک ذرا احمد رضا
چار جانب مشکلیں ہیں ایک میں

اے مرے مشکل کشا احمد رضا
لاج رکھ لے میرے پھیلے ہاتھ کی
اے میرے حاجت روا احمد رضا
جھولیاں بھردے میری داتا میرے
ہوں تیرے در کا گدا احمد رضا "103

چند اور اشعار نقل کر کے ہم اپنی بحث کو سمیٹتے ہیں۔

بریلویت کے اور شاعر اپنے مذہب کے عقائد کی وضاحت کرتے ہوئے نغمہ سرا ہیں۔

غوث و قطب اولیاء احمد رضا
ہے میرا مشکل کشا احمد رضا
دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا
ہاں مدد فرما شاہ احمد رضا
تو ہے داتا اور میں منگتا ترا
میں تیرا ہوں تو میرا احمد رضا! "104

قارئین کرام! ملاحظہ فرمایئے' کیا یہ عقائد قرآن کریم کی واضح آیات سے استہزاء کے مترادف نہیں ہیں؟ کیا ان میں اور کتاب وسنت میں کوئی مطابقت ہے؟ کیا ان سے یہ بات اچھی طرح واضح نہیں ہوجاتی کہ ان حضرات کا مقصد مشرکانہ عقائد اور دور جاہلیت کے افکار کی نشرواشاعت ہے؟ کیا مشرکین مکہ کے عقائد ان سے ابتر تھے؟

اس سلسلے میں ہم یکتائے عصر' فرید دھر اور برصغیر کے مفسر ومحدث علامہ نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کی تفسیر فتح البیان کی عبارت کا ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔نواب صدیق حسن رحمۃ اللہ علیہ فرمان خداوندی ﴿**لا املک لنفسی ضرا و لا نفعا الا ماشاء الله**﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے

فرماتے ہیں:

"اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے' جنہوں نے مصائب کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا عقیدہ بنالیا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے بڑی فصاحت سے یہ بیان فرمادیا کہ تکالیف و مصائب میں مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے' انبیاء علیہم السلام وصالحین کا بھی وہ مددگار ہے۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی امت سے واشگاف الفاظ میں کہہ دیں کہ میں اپنی ذات کے لیے بھی نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ قرآن تو یہ بتلا رہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کے لیے بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں ہے' پھر وہ مختار کل کیونکر ہو سکتے ہیں؟

اور پھر جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خدائی اختیار حاصل نہیں ہیں' تو باقی مخلوق میں سے کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا کیسے مانا جاسکتا ہے؟

تعجب ہے ان لوگوں پر' جو ان بندوں کے سامنے دامن پھیلاتے اور ان سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں' جو منوں مٹی تلے دفن ہیں۔

وہ اس شرک سے باز کیوں نہیں آتے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر کیوں دھیان نہیں دیتے؟

کب انہیں ﴿قل هو الله احد﴾ کی صحیح تفسیر کا علم ہوگا؟

یہ لوگ کب ﴿لا اله الا الله﴾ کے صحیح مفہوم سے آشنا ہوں گے؟

اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ علم وفضل کے دعویداران کے واعظین وعلماء' جنہیں عوام نے سچے راہنما سمجھ رکھا ہے' وہ انہیں ان مشرکانہ اور دور جاہلیت کے تصورات واعمال سے کیوں نہیں روکتے؟

انہوں نے اپنی زبانوں پر مہر کیوں لگا رکھی ہے؟

ان کے عقائد تو دور جاہلیت کے مشرکوں سے بھی بدتر ہیں۔ وہ تو اپنے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے دربار

میں فقط سفارشی سمجھتے تھے' مگر انہوں نے تو تمام خدائی اختیارات اپنے بزرگوں کو عطا کر دیئے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بجائے براہ راست اپنے بزرگوں سے مدد و معاونت مانگتے ہوئے ذرا سا بھی خوف محسوس نہیں کرتے۔ شیطان نے ان کے اذہان میں اپنے افکار اتار لیے ہیں۔ وہ شیطان کی پیروی کرتے چلے جارہے ہیں اور انہیں اس کی خبر بھی نہیں۔ وہ سمجھ رہے ہیں ہم نیکی کی راہ پر گامزن ہیں' حالانکہ وہ شیطان کی آنکھ کو ٹھنڈا کررہے ہیں اور اس کی خوشی کا سامان مہیا کررہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!"[105]

اور سب سے آخرع میں ہم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت نقل کرتے ہیں۔۔۔شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ:" حضرت بایزید بسطامی کہا کرتے تھے' مخلوق کا مخلوق سے استغاثہ کرنا بالکل ایسا ہی ہے' جیسے کوئی غرق ہونے والا شخص دوسرے غرق ہونے والے سے مدد طلب کرے۔"

شیخ ابوعبداللہ القرشی کہتے ہیں کہ:" مخلوق کا مخلوق سے استغاثہ کرنا اس طرح ہے جیسے کوئی قیدی دوسرے قیدی سے رہائی کی طلب کرے۔"

پھر موسیٰ علیہ السلام اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے:

"اے اللہ تو ہی تمام تعریفوں کا حق دار ہے۔ ہم آپ کے سامنے اپنی حاجتوں کو پیش کرتے ہیں۔ صرف تو ہی معین و مددگار ہے۔ تو ہی مخلوق کی فریادرسی پر قادر ہے۔ ہم تجھ پر توکل کرتے ہیں۔ نفع و نقصان صرف تیرے ہاتھ میں ہے۔"

سلف صالحین میں سے کوئی بزرگ بھی مافوق القدرت اشیاء سے استغاثے کو جائز نہیں سمجھتا"۔[106]

## سماع موتیٰ

بریلوی حضرات کا یہ عقیدہ گزشتہ عقیدے کا لازمی جزو ہے' کیونکہ انتقال کے بعد صرف وہی شخص مخلوق کی دادرسی و دستگیری کرسکتا ہے' جو ان کی پکار کو سنتا ہو۔ مذہب بریلویت کا اپنے بزرگوں کے

بارے میں یہ اعتقاد ہے کہ وہ اپنے مریدوں کی نداء کو سنتے ہیں اور ان کی مدد کے لئے پہنچتے ہیں۔ خواہ ان کا مرید اس دنیا کے کسی گوشے سے بھی پکارے۔ اسی بنیاد پر یہ کہتے ہیں:

"اولیاء کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کے علم وادراک وسمع وبصر پہلے کی نسبت بہت قوی ہیں۔"[107]

یعنی مرنے کے بعد ان کے سننے اور دیکھنے کی قوت اور زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنی زندگی میں اسباب کے تابع تھے' مگر مرنے کے بعد وہ ان اسباب سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس غیر اسلامی فلسفے کی وضاحت کرتے ہوئے بریلویت کے ایک امام نقل کرتے ہیں کہ:

''بے شک پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں' عالم بالا سے مل جاتی ہیں' تو سب کچھ ایسے دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔"[108]

مذہب بریلویت کے ایک اور پیروکار لکھتے ہیں:

"مردے سنتے ہیں اور محبوبین کی وفات کے بعد مدد کرتے ہیں۔"[109]

ایک اور بریلوی عالم دین رقمطراز ہیں:

"شیخ جیلانی ہر وقت دیکھتے ہیں اور ہر ایک کی پکار سنتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو قریب اور بعید کی چیزیں سب برابر دکھائی دیتی ہیں۔"[110]

اور خود بریلویت کے امام جناب احمد رضا خاں نقل کرتے ہیں:

"مردے سنتے ہیں کہ خطاب[111] اسی کو کیا جاتا ہے' جو سنتا ہو۔"[112]

بریلویت کے خاں صاحب نے اپنی کتب میں بہت سی اسرائیلی حکائتیں اور افسانوی قصے کہانیاں نقل کی ہیں' جن سے وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بزرگان دین نہ صرف یہ کہ مرنے کے بعد سنتے ہیں' بلکہ کلام بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد کرتے ہیں:

"سید اسماعیل حضرمی ایک قبرستان سے گزرے' تو مُردوں کو عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے دعا کر کے

ان پر سے عذاب اٹھوا دیا۔ایک قبر میں سے آواز آئی' حضرت! مجھ سے عذاب نہیں اٹھا۔آپ نے دعا فرمائی اس سے بھی عذاب اٹھالیا گیا(ملحضاً)۔[113]

بریلوی فرقے کے ایک اور امام کا غیر اسلامی فلسفہ سماعت فرمائیے۔ارشاد ہوتا ہے:

"یا علی یاغوث کہنا جائز ہے' کیونکہ اللہ کے پیارے بندے برزخ میں سن لیتے ہیں۔"[114]

جناب احمد رضا بریلوی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء واولیاء پر موت طاری نہیں ہوتی' بلکہ انہیں زندہ ہی دفنا دیا جاتا ہے۔اور ان کی قبر کی زندگی دنیا کی زندگی سے زیادہ قوی اور افضل ہوتی ہے۔ جناب بریلوی انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق فرماتے ہیں:

"انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی ودنیاوی ہوتی ہے۔ان کی تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن کی آن موت طاری ہوتی ہے' پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے۔اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں۔ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا'ان کی ازواج کا نکاح حرام' نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں۔وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں۔"[115]

ایک اور صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

انبیائے کرام چالیس دن قبر میں رہنے کے بعد نماز پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔"[116]

مزید سنئے:

"انبیائے کرام اپنی قبر میں زندہ ہیں۔وہ چلتے پھرتے ہیں۔نماز پڑھتے اور کلام کرتے ہیں اور مخلوق کے معاملات میں تصرف فرماتے ہیں۔"[117]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتے ہوئے انہوں نے اپنی کتب میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دفن کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے۔چنانچہ جناب بریلوی ارشاد کرتے ہیں:

" قبر شریف میں اتارتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم "امتی امتی" فرمارہے تھے۔"[118]

جناب بریلوی کے متبع کا فرمان سنئے:

"جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس قبض ہورہی تھی' اس وقت بھی جسم میں حیات موجود تھی۔"119

مزید سنئے:

"ہمارے علماء نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں۔ اپنی امت کو دیکھتے ہیں اوران کے حالات ونیات اور ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل ظاہر ہیں۔ ان سے پوشیدہ نہیں۔"120

ایک اور بریلوی امام تحریر کرتے ہیں۔

: تین روز تک روضہ شریف سے برابر پانچ وقت اذان کی آواز آتی رہی۔"121

نیز ارشاد ہوتا ہے:

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ حجرہ مبارک کے سامنے رکھا گیا آواز آئی (ادخلوا الحبیب الی الحبیب) یعنی دوست کو دوست کے پاس لے آؤ۔"122

یہ وصف صرف انبیاء کرام علیہم السلام تک ہی محدود نہیں ہے' بلکہ بزرگان دین بھی اس رتبے کے حامل ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"اللہ کے ولی مرتے نہیں' بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔ ان کی ارواح صرف ایک آن کے لیے خروج کرتی ہیں پھر اسی طرح جسم میں ہوتی ہیں جس طرح پہلے تھیں۔"123

بریلویت کے امام اکبر بھی اسی عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اولیاء بعد الوصال زندہ اوران کے تصرفات وکرامات پائندہ۔ اوران کے فیض بدستور جاری اور ہم غلاموں' خادموں' محبوں' معتقدوں کے ساتھ وہی امداد واعانت ساری۔"124

ان کے ایک پیروکار کا ارشاد سنئے۔ نقل کرتے ہیں:

"اولیاء اللہ کی موت مثل خواب کے ہے۔"[125]

جناب خاں صاحب بریلوی فرماتے ہیں:

"اولیاء کرام اپنی قبروں میں پہلے سے زیادہ سمع اور بصر رکھتے ہیں۔"[126]

مزید نقل کرتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مرجائیں' وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر میں بدلائے جاتے ہیں۔"[127]

ظرافت طبع کے لیے ایک افسانوی قصہ بھی سن لیجئے۔ایک عارف راوی ہیں:

" مکہ۔۔۔۔مکہ معظّمہ میں ایک مرید نے کہا' پیرومرشد میں کل ظہر کے بعد مرجاؤں گا۔حضرت ایک اشرفی لے لیں' آدھی میں میرا دفن اور آدھی میں میرا کفن کریں۔ جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا' مرید مذکور نے آکر طواف کیا' پھر کعبے سے ہٹ کر لیٹا تو روح نہ تھی۔ میں نے قبر میں اتارا' آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا"' کیا موت کے بعد زندگی؟"

کہا (انا حیّ و کلّ محبّ للہ حیّ)

"میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر دوست زندہ ہے۔"[128]

جناب بریلوی نے اپنی ایک اور کتاب میں عنوان باندھا ہے:

"انبیاء وشہداء اور اولیاء اپنے بدن مع اکفان کے زندہ ہیں۔"[129]

جناب بریلوی کی طرف سے ایک اور افسانہ پیش خدمت ہے۔۔۔۔کسی بزرگ سے نقل کرتے ہیں:

"میں ملک شام سے بصرہ کو جاتا تھا۔رات کو خندق میں اترا' وضو کیا' دو رکعت نماز پڑھی' پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا' مجھ سے گلہ کرتا ہے اور کہتا ہے:

(قد اٰ ذیتنی منذ اللیلۃ)[130]

"اے شخص' تو نے مجھ کو رات بھر ایذا دی۔"[131]

اس طرح کے جھوٹے واقعات' خانہ ساز کرامتوں اور قصے کہانیوں سے ان کی کتب بھری ہوئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے 'افسانہ نگاری میں ان کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ہر شخص دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا ہے۔

اس مذہب کے ایک پیروکار افسانہ نگاری کرتے ہوئے کسی بزرگ کے متعلق لکھتے ہیں:

"انتقال کے بعد انہوں نے فرمایا: میرا جنازہ جلدی لے چلو' حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کا انتظار فرمارہے ہیں۔"[132]

اس طرح کی اسرائیلی اساطیر اور خودساختہ واقعات پر انہوں نے اپنے مذہب کی عمارت قائم کی ہے۔

اب ذرا اس مشرکانہ عقیدے کے متعلق قرآن کریم کی وضاحت سنئے اور ملاحظہ فرمائیے کہ کس طرح سے ان لوگوں کے رگ وپے میں شرک کے اثرات سرایت کر گئے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾** [سورہ احقاف]

"اور اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوگا' جو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارے؟ جو قیامت تک بھی اس کی بات نہ سنے' بلکہ انہیں ان کے پکارنے کی خبر تک نہ ہو۔"

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

**﴿ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ۙ(۱۹۱) وَ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ(۱۹۲) وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ(۱۹۳) اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ**

اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ(۱۹۴) اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَآ ز اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَآ ز اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَآ ز اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا ط قُلِ ادْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ کِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ(۱۹۵) اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ صلے ز وَ ھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ(۱۹۶) وَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَ لَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ(۱۹۷) وَ اِنْ تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدٰی لَا یَسْمَعُوْا ط وَ تَرٰھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَ ھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ﴾[اعراف]

" کیا (اللہ کے ساتھ) یہ انہیں شریک کرتے ہیں جو کسی کو پیدا نہ کر سکیں' بلکہ خود ہی پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ انہیں کسی قسم کی مدد بھی نہیں دے سکتے (بلکہ) خود اپنی ہی مدد نہیں کر سکتے۔ اور اگر تم انہیں کوئی بات بتلانے کو پکارو تو تمہاری پیروی نہ کر سکیں۔ برابر ہیں (دونوں امر تمہارے اعتبار سے) کہ خواہ انہیں پکارو' خواہ خاموش رہو۔ بے شک جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں' سو اگر تم سچے ہو تو تم انہیں پکارو۔ پھر ان کو چاہئے تمہیں جواب دیں کیا ان کے پیر ہیں جن سے وہ چلتے ہیں؟ کیا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ کسی چیز کو پکڑتے ہیں؟ کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں؟ کیا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں؟ آپ کہہ دیجئے کہ تم اپنے سب شریکوں کو بلالو' پھر میرے خلاف چال چلو اور مجھے مہلت نہ دو۔ یقیناً میرا کارساز اللہ ہے' جس نے مجھ پر یہ کتاب نازل کی ہے اور وہ صالحین کی کارسازی کرتا ہی رہتا ہے۔ اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو' وہ نہ تو تمہاری ہی مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔ اور اگر تم انہیں کوئی بات بتلانے کو پکارو تو وہ سن نہ سکیں' اور آپ انہیں دیکھیں گے گویا آپ کی طرف نظر کر رہے ہیں' درآں حالیکہ انہیں کچھ نہیں سوجھ رہا۔"

اللہ تعالیٰ قریش مکہ کے مشرکوں کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ھُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ط حَتّٰٓی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ ج

وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾[یونس]

"وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور سمندر میں لئے لئے پھرتا ہے' چنانچہ جب تم کشتی میں سوار ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو ہوائے موافق کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ اس سے خوش ہوتے ہیں (ناگہاں) ایک تھپیڑا ہوا کا آتا ہے اور ان کے اوپر ہر طرف سے موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں۔ اور وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ بس اب ہم گھر گئے' تو اس وقت اللہ کو اس کے ساتھ اعتقاد کو بالکل خالص کر کے پکارتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دلا دی تو ہم یقیناً بڑے شکر گزاروں میں ہوں گے۔"

یعنی دور جاہلیت کے مشرکین جب کشتی میں سوار ہوتے تھے اور ان کی کشتی گرداب میں پھنس جاتی تھی' تو خالصتاً اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اور ان کی اصل فطرت ابھر آتی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی بھی صاحب تصرف اور مالک ذی اختیار نہیں ہے۔ مگر ذرا ان لوگوں کی سوء الاعتقادی ملاحظہ فرمائیں کہ یہ سمندر میں ہوں یا خشکی کے مقام پر' ہر جگہ کبھی بہاؤ الحق اور معین الدین چشتی کا نام لے کر اور کبھی دوسرے بزرگوں کو پکار کر غیر اللہ ہی سے فریاد کرتے نظر آتے ہیں۔ خود بریلویت کے امام' خاں صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

"جب کبھی میں نے استعانت کی' یا غوث ہی کہا۔"[136]

ان کے عقیدے کی تردید کرتے ہوئے حنفی مفسر آلوسی رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی کہ مشرکین اس قسم کے کٹھن حالات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں پکارتے تھے۔ مگر افسوس ہے ان لوگوں پر کہ مشکل وقت آنے پر غیر اللہ کا سہارا لیتے ہیں اور ان ہستیوں کو پکارتے ہیں جو نہ ان کی آواز سن سکتے ہیں' نہ جواب دے سکتے ہیں' نہ نفع کے مالک ہیں' نہ نقصان کے۔ ان میں سے کوئی خضر و الیاس کے نام کی دہائی دیتا ہے' کوئی ابو الخمیس اور عباس سے

استغاثہ (کرتا) اور کوئی اپنے امام کو فریاد کے لئے پکارتا ہے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی توفیق نہیں ہوتی۔

مجھے بتائیے کہ ان دونوں طریقوں میں سے کون ہدایت کے قریب ہے؟ اور کون ضلالت اور گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے؟ یقیناً مشرکین مکہ کا عقیدہ ان سے بہتر تھا۔ ان لوگوں نے شریعت کی مخالفت اور شیطان کی اتباع کو نجات کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔ خدا سب کو ہدایت دے۔[137]

اسی طرح مصر کے مفکر و عالم دین سید رشید رضا مصری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس قسم کی آیات میں کس قدر وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے کہ مشرکین دشوار اور کٹھن حالات میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے' مگر اس دور کے نام نہاد مسلمانوں کی عقل کا ماتم کیجئے کہ وہ شدائد و مشکلات کے وقت اپنے معبود حقیقی کو چھوڑ کر اپنے معبودان بدوی' دسوقی' جیلانی' متبولی اور ابو سریع وغیرہ سے استغاثہ کرنے میں کسی قسم کی حیا محسوس نہیں کرتے۔

اور بہت سارے جبہ پوش جو درگاہوں کے مجاور بنے ہوئے ہیں اور غیر اللہ کے نام پر چڑھائے جانے والے چڑھاووں اور نذر و نیاز کی بدولت عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں' انہیں سادہ لوح افراد کو گمراہ کرتے اور دین فروشی کرتے ہوئے ذرا سی شرم بھی محسوس نہیں ہوتی۔

کہا جاتا ہے کہ کچھ افراد سمندر کے سفر میں کشتی پر سوار ہوئے۔ کچھ دور جا کر کشتی بھنور میں پھنس گئی۔ موت سامنے نظر آنے لگی تو ان میں ہر شخص اپنے اپنے پیر کو پکارنے لگا: اے بدوی' اے رفاعی' اے جیلانی۔ ان کے اندر ایک اللہ کا بندہ توحید پرست بھی تھا۔ وہ تنگ آ کر کہنے لگا اللہ ان سب کو غرق فرما' ان کے اندر کوئی بھی تجھے پہچاننے والا نہیں!''[138]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سیدھی راہ پر گامزن فرمائے اور شرک و بت پرستی سے محفوظ رکھے۔ آمین!

# حوالہ جات

1الامن والعلی از احمد رضا بریلوی ص ۲۹ ط دار التبلیغ لاہور۔2 ''رسالۃ حیات الموات'' از احمد رضا بریلوی درج فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۰۰ پاکستان۔3ایضاً۔4 ''الامن والعلی'' از بریلوی ص ۱۰۔5ملفوظات ص ۹۹ ط لاہور۔6الامن والعلی ص ۱۳۔7برکات الاستمداد از بریلوی درج در رسالہ رضویہ ج ا ص ۱۸۱' اور فتاویٰ افریقہ از بریلوی ص ۶۲' جاء الحق از احمد یار ص ۲۰۰۔8جاء الحق از مفتی بریلوی احمد یار ص ۲۰۰۔9حدائق بخشش ص ۱۸۶۔10ایضاً ص ۱۸۱۔11ملفوظات ص ۳۰۷۔12حیات الممات از بریلوی درج در فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۰۰ و جاء الحق ص ۱۹۹۔13جاء الحق ص ۱۹۹۔14انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ' مندرج در مجموعہ رسائل رضویہ جلد اول ص ۱۸۰ مطبوعہ کراچی۔15ایضاً۔16انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ(ﷺ) مندرج در مجموعہ رسائل رضویہ جلد اول ص ۱۸۱۔17 مجموعہ رسائل رضویہ از بریلوی ج ا ص ۱۸۲ ط کراچی۔18فتاویٰ افریقہ از بریلوی ص ۱۳۵۔19حیات الموات درج در فتاویٰ ج ۴ ص ۲۸۹۔20الامن والعلی ص ۴۴۔21 کشف فیوض از محمد عثمان بریلوی ص ۳۹۔22ایضاً ص ۴۳۔23ایضاً ص ۵۔24انوار الانتباہ ص ۱۸۲۔25ایضاً ص ۱۸۱۔39فتاویٰ افریقہ از بریلوی ص ۱۳۵۔40جاء الحق ص ۱۳۸' ۱۳۹۔41جامع الترمذی۔42الامن والعلی ص ۴۶۔43رسالہ حیات الموت درج در فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۰۱' ۳۰۲۔60(الاستمداد علی اجیال الارتداد) للبریلوی ص ۳۲' ۳۳۔61(الاستمداد علی اجیال الارتداد) للبریلوی ص ۳۲' ۳۳۔62الامن والعلی ص ۱۰۵۔63فتاویٰ الرضویہ ج ا ص ۵۷۷۔64مواعظ نعیمیہ ص ۲۷ پاکستان۔65مواعظ نعیمیہ ص ۴۱۔66مواعظ نعیمیہ ص ۳۳۶۔67الفتاویٰ الرضویہ ج ۶ ص ۱۵۵۔68انوار رضا ۲۴۰ مقالہ اعجاز البریلوی۔69بہار شریعت امجد علی جزء ا ص ۱۵۔70بہار شریعت امجد علی جزء ا ص ۱۵۔71جاء الحق احمد یار البریلوی ص ۱۹۵۔72جاء الحق احمد یار البریلوی ۱۹۵' ۱۹۶۔73الامن والعلی از احمد رضا ص ۵۷۔74الامن والعلی للبریلوی ص ۵۷۔75حدائق بخشش للبریلوی ص ۲۸۔76ایضاً ۱۲۵' ۱۲۶۔77ایضاً ص ۱۸۲۔78حدائق بخشش للبریلوی ص ۱۷۹۔79ایضاً ص ۱۸۴۔80ایضاً ص ۱۷۹۔81ایضاً ص ۱۷۹۔82(الزمزمۃ القمریہ فی الذب عن الخمر) ص ۳۵۶۔83(خالص الاعتقاد) للبریلوی ص ۴۹۔84(حکایات رضویہ) للبرکاتی منقولہ عن (ملفوظات) للبریلوی ص ۱۲۵۔85(باغ فردوس) ایوب علی رضوی البریلوی ص ۲۶ بریلی الہند۔86ایضاً ۲۶۔87(الامن والعلی للبریلوی ص ۱۰۹۔88(الاستمداد) الھوامش ۳۵' ۳۶۔89ایضاً ص ۳۴۔90(الامن والعلی) ص ۳۴۔91(الحکایات الرضویہ) ص ۴۴۔92حکایات رضویہ ص ۱۰۲۔93ایضاً ص ۱۲۹ ط لاہور۔94(جاء الحق) احمد یار

ص ۱۹۷۔95رسول الکلام از دیدار علی للبریلوی ص ۱۲۵ ط لاہور۔96(بہار شریعت)جز اول ص ۶۔97(فتاویٰ نعیمیہ)ص ۲۴۹۔98ملاحظہ ہو(مدائح اعلیٰ حضرت)ایوب رضوی ص ۵۔99(مدائح اعلیٰ حضرت)ایوب رضوی ص ۴'۵۔100(باغ فردوس( ایوب رضوی ص ۴۔ 101(مدائح اعلیٰ حضرت)ص ۲۳۔ 102(ایضاً)ص ۵۴۔ 103(نغمۃ الروح) اسماعیل رضوی ص ۴۴'۴۵۔104(ایضاً)نور محمد اعظمی ص ۴۷'۴۸۔105فتح البیان' نواب صدیق حسن خان ج ۴ ص ۲۲۵۔106فتاویٰ شیخ الاسلام ج ا ص ۱۱۲۔107بہار شریعت از امجد علی ص ۵۸۔108ایضاً ص ۱۸'۱۹۔109علم القرآن از احمد یار ص ۱۸۹۔110ازالۃ اضلالۃ از مفتی عبدالقادر ص ۶۷ طبع لاہور۔111نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاند کو خطاب کر کے فرمایا کرتے تھے"ربی وربک اللہ"اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو زمین کو مخاطب ہو کر فرمایا کرتے تھے"یاارض ربی وربک اعوذ باللہ من شرک" بہرحال ضروری نہیں کہ خطاب اسے ہی کیا جائے جو سنتا ہے۔112فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۲۷۔113حکایات رضویہ ۵۷۔114فتاویٰ نوریہ نور اللہ قادری ص ۵۲۷۔115ملفوظات للبریلوی جز ۳ ص ۲۷۶۔116رسول الکلام دیدار علی ص ا۔117حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کاظمی ص ۳ ط ملتان۔118رسالہ نفی الفیٔ عمن انار نبورہ کل شئ للبریلوی المندرجتہ فی مجموعۃ رسائل رضویہ ص ۱۷'۲۲۱' حیات النبی للکاظمی ص ۴۷۔119حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۰۴۔120جاء الحق احمد یار بریلوی ص ۱۵۱'۱۵۰۔121بادیۃ الطریق التحقیق والتقلید' دیدار علی ص ۸۶۔122حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۲۵۔123فتاویٰ نعیمیہ اقتدار بن احمد یار بریلوی ص ۳۴۵۔124فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۳۶۔125فتاوی نعیمیہ ص ۲۴۵۔126حکایات رضویہ ص ۴۴۔127احکام قبور مومنین مندرجہ رسائل رضویہ ص ۲۴۳۔128احکام قبور مؤمنین' رسائل رضویہ ۲۴۵۔129ایضاً ص ۲۳۹۔130'131احکام قبور مؤمنین ص ۲۴۷۔132حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بریلوی ص ۴۶۔136ملفوظات ص ۳۰۷۔137 نقلاعن الاویت المیتات فی عدم سماع الاموات مقدمہ ص ۱۷۔138 تفسیر المنارج ۱۱ ص ۳۳۸'۳۳۹۔

# عقیدہ علم غیب

اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام اشیاء کا علم فقط ذات الٰہی کے لئے خاص ہے' عالم الغیب صرف اللہ کی ذات ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی کسی شئے کا علم اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا' جب تک کہ ان پر وحی نازل نہ ہو جائے۔ انبیاء علیہم السلام کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھنا اعتراف عظمت نہیں' بلکہ انتہائی گمراہی اور ضلالت ہے۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات وحقائق کے اور روشن دلائل کے خلاف ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ اس میں کتاب وسنت کی مخالفت ہے' بلکہ یہ عقیدہ فقہ حنفی کے بھی مخالف ہے۔

بریلوی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء واولیاء کو ہر اس واقعہ کا علم ہے' جو ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے۔ ان کی نظر سے کوئی چیز مخفی نہیں" سارا عالم ان کی نظر کے سامنے ہے۔ سو وہ دلوں کے حالات کو جاننے والے' ہر راز سے باخبر اور تمام مخلوقات سے واقف ہیں۔ انہیں قیامت کا علم' آنے والے دن کے حالات کی اطلاع ہوتی ہے۔ رحمِ مادر میں جو کچھ ہے' اس سے آشنا ہوتے ہیں۔ ہر حاضر وغائب پر ان کی نظر ہوتی ہے۔

غرضیکہ دنیا میں جو کچھ ہو چکا ہے' جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے' اولیاء سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

اب سنئے قرآنی آیات اور اللہ تعالیٰ کے ارشادات' جن سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے۔ مخلوق کا کوئی فرد بھی اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں شریک وساجھی نہیں ہے!

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾[النمل]

"نہیں جانتا کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے غیب مگر اللہ۔"

﴿اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ (فاطر: 38)

" تحقیق اللہ جانتا ہے پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی' تحقیق وہ جاننے والا ہے سینے والی بات کو۔"

﴿اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (الحجرات:18)

" تحقیق اللہ جانتا ہے پوشیدہ غیب آسمانوں کا اور زمین کا' اور اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔"

﴿ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ﴾(ہود:123)

"اور واسطے اللہ کے ہیں پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی' یعنی علم ان کا! اور طرف اسی کی پھیرا جاتا ہے کام سارا۔"

﴿اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ﴾(یونس:20)

"سوائے اس کے نہیں کہ علم غیب واسطے خدا کے ہے' پس انتظار کرو۔ تحقیق میں بھی ساتھ تمہارے انتظار کرنے والوں میں ہوں"۔

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ﴾(الانعام:59)

"اور پاس اس کے ہیں کنجیاں غیب کی۔نہیں جانتا ان کو مگر وہ! اور جانتا ہے جو کچھ بیچ جنگل کے ہے

اور دریا کے ہے۔ اور نہیں گرتا کوئی پتہ' مگر جانتا ہے اس کو۔ اور نہیں گرتا کوئی دانہ بیچ اندھیروں زمین کے اور نہ کوئی خشک اور نہ گیلی چیز' مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے۔"

اور فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾ (لقمان:34)

" تحقیق اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے بارش' اور جانتا ہے جو کچھ بیچ پیٹوں ماں کے ہے۔ اور جانتا نہیں کوئی جی کیا کماوے گا کل کو؟ اور نہیں جانتا کوئی جی کس زمین میں مرے گا؟ تحقیق اللہ خبردار ہے۔"

مگر بریلوی حضرات کتاب وسنت کے برعکس عقیدہ رکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام روز اول سے روز آخر تک کے تمام "ما کان وما یکون" کو جانتے بلکہ دیکھ رہے ہیں اور مشاہدہ فرما رہے ہیں۔[146]

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"انبیاء پیدائش کے وقت عارف باللہ ہوتے ہیں اور جو علم غیب رکھتے ہیں۔"

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق امام بریلویت جناب احمد رضا رقمطراز ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جزئی وکلی علم حاصل ہو گئے اور سب کا احاطہ فرما لیا۔"[148]

ایک دوسری جگہ نقل کرتے ہیں:

"لوح وقلم کا علم' جس میں تمام ما کان وما یکون ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے۔"[149]

مزید لکھتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وانواع میں کلیات' جزئیات' حقائق ودقائق' عوارف اور معارف کہ

ذات وصفات الٰہی کے متعلق ہیں اور لوح وقلم کا علم تو حضور کے مکتوب علم سے ایک سطر اور اس کے سمندروں سے ایک نہر ہے' پھر بایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت سے تو ہے۔ حضور کا علم وحلم تمام جہاں کو محیط ہے"[150]

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات الٰہی کے شانوں اور صفات حق کے احکام اور افعال اور آثار غرض جمیع اشیا کا علم اور حضور نے جمیع علوم اول وآخر ظاہر وباطن کا احاطہ فرمایا۔"[151]

جناب بریلوی کے ایک معتقد ارشاد فرماتے ہیں:

"نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم کی کوئی شئے پردہ میں نہیں ہے۔ یہ روح پاک عرش اور اس کی بلندی وپستی' دنیا وآخرت' جنت ودوزخ سب پر مطلع ہے۔ کیونکہ یہ سب اسی ذات جامع کمالات کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔"[152]

مزید لکھتے ہیں:

"جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ ولدنیہ پر محیط ہے۔"[153]

ایک اور بریلوی ارشاد کرتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کو بھی جانتے ہیں اور تمام موجودات' مخلوقات' ان کے جمیع احوال کو بتمام وکمال جانتے ہیں۔ ماضی' حال' مستقبل میں کوئی شئے کسی حال میں ہو' حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہیں۔"[154]

ایک اور بریلوی مفکر اس پر بھی سبقت لے جاتے ہوئے یوں گویا ہے:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسا علم غیب بخشا کہ آپ پتھر کے دل کا حال بھی جانتے تھے تو ان کو سرکار اپنے عشاق انسانوں کے دلوں کا پتہ کیوں نہ ہوگا؟"[155]

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"جس جانور پر سرکار قدم رکھیں' اس کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیے جاتے ہیں۔ جس کے دل سر پر

حضور کا ہاتھ ہو' اس پر سب غائب و حاضر کیوں نہ ظاہر ہو جائے؟"[156]

خود امام بریلویت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذات پر جھوٹ باندھتے ہوئے فرماتے ہیں:

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے۔"[157]

قرآن کریم کی صریح مخالفت کرتے ہوئے بریلویت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ مخفی امور کا بھی علم تھا' جو قرآنی آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ ۚ وَ يَعۡلَمُ مَا فِى الۡاَرۡحَامِ ؕ وَ مَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌۢ بِاَىِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ خَبِيۡرٌ﴾ (لقمان:34)

"تحقیق اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے بارش' اور جانتا ہے جو کچھ بیچ پیٹوں ماں کے ہے۔ اور نہیں جانتا کوئی جی کیا کماوے گا کل کو؟ اور نہیں جانتا کوئی جی کس زمین میں مرے گا؟ تحقیق اللہ جاننے والا خبردار ہے۔"

﴿اَللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ كُلُّ اُنۡثٰى وَ مَا تَغِيۡضُ الۡاَرۡحَامُ وَ مَا تَزۡدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَىۡءٍ عِنۡدَهٗ بِمِقۡدَارٍ (٨) عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَ الشَّهَادَةِ الۡكَبِيۡرُ الۡمُتَعَالِ﴾ (رعد:8-9)

"اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ کہ اٹھاتی ہے ہر عورت' اور جو کچھ کہ کم کرتے ہیں رحم اور جو کچھ بڑھاتے ہیں' اور ہر چیز نزدیک اس کے اندازے پر ہے۔ جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا' بڑا بلند!"

﴿اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخۡفِيۡهَا لِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا تَسۡعٰى﴾ (طہٰ:15)

"تحقیق قیامت آنے والی ہے۔ نزدیک ہے کہ چھپا ڈالوں میں اس کو' تا کہ بدلا دیا جائے ہر جی ساتھ اس چیز کے کہ کرتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّىْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ؔؕ ثَقُلَتْ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِىٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ.﴾ (الاعراف:۱۸۷)

"یہ لوگ آپ سے قیامت کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اس کا علم بس میرے پروردگار ہی کے پاس ہے۔ اس کے وقت پر اسے کوئی نہ ظاہر کرے گا بجز اس اللہ کے 'بھاری حادثہ ہے وہ آسمانوں اور زمین میں' وہ تم پر محض اچانک ہی آپڑے گی۔ آپ سے دریافت کرتے بھی ہیں تو اس طرح کہ گویا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی تحقیق کر چکے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے' لیکن اکثر لوگ (یہ بھی) نہیں جانتے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (الاحزاب:63)

"یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے اس کا علم تو بس اللہ ہی کو ہے۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ﴾ (الانعام:2)

"وہ اللہ ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر ایک وقت مقرر کیا اور متعین وقت اسی کے علم میں ہے۔۔۔۔ پھر بھی تم شک رکھتے ہو؟"

﴿وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ .﴾ (الزخرف:85)

"اور اسی کو قیامت کی خبر ہے اور اسی کی طرف تم سب واپس کئے جاؤ گے۔"

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ .﴾ (الانعام:59)

"اور اس کے پاس ہیں غیب کے خزانے 'انہیں بجز اس کے کوئی نہیں جانتا۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان میں واضح کر دیا ہے کہ یہ غیبی امور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہیں۔ چنانچہ مشہور حدیث جبریل علیہ السلام اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق دریافت فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

[ما المسئول عنها باعلم من السائل و ساخبرك عن اشراطها اذا ولدت الامة ربّها الخ]

یعنی "مجھے اس کے وقوع کا علم نہیں' البتہ اس کی نشانیاں آپ کو بتلا دیتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

(ان اللّٰه عنده علم الساعة)[166]

اسی طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا" غیب کی پانچ کنجیاں ہیں 'انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا رحم مادر میں جو کچھ ہے، آنے والے کل کے واقعات، بارش ہوگی یا نہیں، موت کہاں آئے گی، قیامت کب قائم ہوگی؟"[167]

مزید برآں حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل ارشاد فرمایا:" تم مجھ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم تو سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی کو نہیں۔"[168]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں:

وقت قیامت' نزول بارش' مافی الارحام' واقعات' واقعات مستقبل اور مقام موت "[169]

آیات قرآنیہ اور اس مفہوم کی بہت ساری احادیث کتب حدیث میں موجود ہیں' مگر بریلوی حضرات تعلیمات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پس پشت ڈالتے ہوئے بالکل اس کے برعکس عقیدہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ احمد رضا بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

" نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے' مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ غیبوں کا علم دے دیا۔ "[170]

مزید ارشاد ہوتا ہے:

" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچوں غیبوں کا علم تھا' مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب کو مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ "[171]

ایک دوسرے بریلوی کا ارشاد سنئے۔ لکھتے ہیں:

" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام گزشتہ اور آئندہ واقعات' جو لوح محفوظ میں ہیں' ان کا بلکہ ان سے بھی زیادہ کا علم ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا بھی علم ملا کہ کب ہو گی۔ "[172]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

حضور علیہ السلام مخلوق کے پہلے کے حالات جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مخلوقات کو پیدا کرنے کے پہلے کے واقعات اور ان کے پیچھے کے حالات بھی جانتے ہیں۔ قیامت کے احوال' مخلوق کی گھبراہٹ اور رب تعالیٰ کا غضب وغیرہ۔ "

" حضور علیہ السلام لوگوں کے حالات کا مشاہدہ فرمانے والے ہیں اور ان کے حالات جانتے ہیں۔ ان کے حالات ان کے معاملات اور ان کے قصے وغیرہ اور ان کے پیچھے کے حالات بھی جانتے ہیں۔ آخرت کے احوال' جنتی اور دوزخی لوگوں کے حالات! اور وہ لوگ حضور علیہ السلام کی معلومات میں سے کچھ بھی نہیں جانتے' مگر اسی قدر جتنا کہ حضور چاہیں۔ اولیاء اللہ کا علم علم انبیا علیہم السلام کے سامنے

ایسا ہے' جیسے ایک قطرہ سات سمندروں کے سامنے! اور انبیاء علیہم السلام کا علم حضور علیہ السلام کے علم کے سامنے اسی درجہ کا ہے۔"[173]

اور سنئے:

حضور علیہ السلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں۔ اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات ونیات اور ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں۔"[174]

ایک اور صاحب فرماتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رہ کر ذرے ذرے کا مشاہدہ فرمارہے ہیں۔"[175]

بریلویت کے ایک اور پیروکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرا علم میری وفات کے بعد اسی طرح ہے جس طرح میری زندگی میں تھا۔"[176]

اسی پر بس نہیں' جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی غیوب خمسہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف یہ کہ خود ان باتوں کا علم ہے' بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسے چاہیں عطا کر دیں۔"[177]

ایک اور بریلوی ارشاد کرتے ہیں:

"قرآنی آیت (وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ) سے مراد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کو جانتے ہیں۔"[178]

قرآن کریم کی تحریف کرتے ہوئے ان مدعیان علم وفضل کو ذرا سا بھی خوف خدا محسوس نہیں ہوتا آہ۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

ان کے نزدیک غیوب خمسہ کا علم فقط نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک محدود نہیں ہے' بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بہت سے دوسرے افراد بھی اس صفت الٰہیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک

ہیں۔ چنانچہ امام بریلویت جناب احمد رضا صاحب بریلوی نقل کرتے ہیں:

" قیامت کب آئے گی؟ مینہ کب کتنا برسے گا؟ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے؟ کل کیا ہوگا؟ فلاں کہاں مرے گا؟ یہ پانچوں غیب جو آیہ کریمہ میں مذکور ہیں' ان سے کوئی چیز حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی نہیں! اور کیوں کر یہ چیزیں حضور سے پوشیدہ ہوسکتی ہیں' حالانکہ حضورت کی امت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں اوران کا مرتبہ غوث کے نیچے ہے۔ غوث کا کیا کہنا! پھر ان کا کیا پوچھنا جو اگلوں' پچھلوں' سارے جہان کے سرداراور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر شئے انہی سے ہے۔"[179]

مزید سنئے اور اندازہ لگایئے' شیطان نے صریح قرآنی آیات کے مقابلہ میں انہیں بصارت و بصیرت سے کس طرح محروم کرر کھا ہے؟

یہ لوگ اتباع شیطان کو دین کا نام دے کر خود بھی گمراہی کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور سادہ لوح عوام کی گمراہی کا سبب بھی بنے ہوئے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"ان پانچوں غیبوں کا معاملہ حضور علیہ السلام پر کیوں چھپا ہے؟ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت مرحومہ میں کوئی صاحب تصرف تصرف نہیں کرسکتا' جب تک کہ ان پانچوں کو نہ جانے۔ تو اے منکرو! ان کلاموں کو سنو اور اولیاء اللہ کی تکذیب نہ کرو۔"[180]

ملاحظہ فرمایئے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور اس کی دلیل نہ قرآنی آیت' نہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ دلیل اور حجت و برہان یہ ہے کہ اولیاء کرام کو غیب کا علم ہے۔ اور چونکہ اولیاء غیب دان ہیں' اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی عالم الغیب ہیں۔ یہ ہیں وہ " منطقی دلائل" جن پر ان کے عقائد کی عمارت ایستادہ ہے۔ سچ ہے:

وَ اِنَّ اَوۡهَنَ الۡبُیُوۡتِ لَبَیۡتُ الۡعَنۡكَبُوۡتِ (العنکبوت:41)

ایک اور دلیل سنئے:

"ہم نے ایسی جماعتوں کو دیکھا ہے کہ جنہوں نے جان لیا کہ کہاں مریں گے؟ اور حالت حمل میں

اوراس سے پہلے یہ معلوم کرلیا کہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے۔لڑکا یالڑکی؟ کہیۓ اب بھی آیت کے معنی معلوم ہوۓ یا کچھ تردد باقی ہے؟" [181]

یعنی اگر چہ آیت کریمہ میں بڑی وضاحت سے مذکور ہے کہ ان غیبی امور کواللہ کی ذات کے سوا کوئی نہیں جانتا' مگر چونکہ بریلوی حضرات میں ایسے اصحاب معرفت اور اہل اللہ موجود ہیں' جنہیں ان باتوں کا پہلے سے علم ہوجاتا ہے' لٰہذا بلاتردد یہ ماننا پڑے گا کہ علم غیب غیر اللہ کو بھی حاصل ہے اس عقیدے کے لیے اگر قرآنی مفہوم میں تبدیلی بھی کرنا پڑے' تو بریلوی مذہب میں جائز ہے۔

خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا
آنکھوں سے شرم، سرور(ص) کون ومکان گئی

(اِذَ لَم تَستَحِ فَاصنَع مَا شِئتَ)

ان واضح دلائل کے بعد اگر اب بھی آپ کو تردد ہے' تو ایک اور دلیل سن لیجئے' بریلویت کے ایک امام نقل کرتے ہیں:

"میں نے اولیاء سے بہت سنا ہے کہ کل کو مینہ برسے گا یارات کو؟ پس برستا ہے! یعنی اس روز کہ جس روز کی انہوں نے خبر دی۔ میں نے بعض اولیاء سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے مافی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی' ویسا ہی وقوع میں آیا۔" [182]

اگر اب بھی کوئی شک باقی ہو تو ایک حکایت سن لیجئے' تاکہ قرآنی آیات اور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تعلیمات کے مطالعہ کے بعد آپ کے عقائد میں جو "فساد" پیدا ہوگیا ہے' اس کی اصلاح ہوجائے۔ جناب احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں:

"ایک دن شیخ مکارم رضی اللہ عنہ نے کہا' عنقریب یہاں تین اشخاص آئیں گے اور وہ یہیں پہ مریں گے' فلاں اس طرح اور فلاں اس طرح۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ تینوں اشخاص آگئے اور پھر ان کی موت

بھی وہیں ہوئی۔اور جس طرح انہوں نے بیان کیا تھا'اسی طرح ہوئی (ملخصاً)۔"[183]

یہ ہیں ان کے باطل شکن دلائل' جنہیں تسلیم نہ کرنا اولیاء کرام کی گستاخی ہے۔واضح دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے جناب احمد رضا بریلوی شیخ جیلانی رحمہ اللہ علیہ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے:

" آفتاب طلوع نہیں ہوتا' یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے' نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے' نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے' نیا دن جو آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم کہ تمام سعید وشقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہوئی ہے' یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے۔ میں اللہ عزوجل کے علم ومشاہدہ سے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں۔

میں تو سب پر حجت الٰہی ہوں۔بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں۔"[184]

کذب وافتراء کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

حضور پرنور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اگر میری زبان پر شریعت کی نوک نہیں ہوتی تو میں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں اندوختہ کر کے رکھتے ہو۔تم میرے سامنے شیشے کی مانند ہو۔میں تمہارا ظاہر وباطن سب دیکھ رہا ہوں۔"[185]

بریلویت کا ایک پیروکار کہتا ہے

"دلوں کے ارادے تمہاری نظر میں عیاں<br>تم پر سب بیش و کم غوث اعظم [186]

علم غیب چند مخصوص "اولیاء" تک ہی محدود نہیں' بلکہ سارے پیر اور مشائخ اس میں شامل

ہیں۔۔۔۔۔چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

" آدمی کامل نہیں ہوتا' جب تک اس کو اپنے مرید کی حرکتیں اس کے آباء کی پیٹھ میں نہ معلوم ہوں۔۔۔۔۔یعنی جب تک یہ نہ معلوم کرے کہ یوم الست سے کس کس پیٹھ میں ٹھہرا' اور اس نے کس وقت حرکت کی؟ یہاں تک کہ اس کے جنت یا دوزخ میں قرار پکڑنے تک کے حالات جانے"[187].

جناب احمد رضا بریلوی کا فرمان سنئے:

کامل کا دل تمام عالم علوی وسفلی کا بروجہ تفصیل آئینہ ہے۔"[188]

یعنی مرد کامل دنیا و آخرت کے تمام واقعات وشواہد کی تفصیل سے واقف ہوتا ہے۔زمین و آسمان میں رونما ہونے والا کوئی واقعہ اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو' اسے ہر ظاہر و خفی کا علم ہوتا ہے۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اس قسم کی خرافات وترہات کی نشر واشاعت کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے اپنے آپ پر اسلام کا لیبل چسپاں کرنے میں ذرا سی بھی خفت محسوس نہیں کرتے۔

مزید ارشاد ہوتا ہے؛

مردہ وہ ہوتا ہے جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے آسمان و جنت و نار یہ چیزیں محدود ومقید کرلیں۔مردوہ ہے جس کی نگاہ تمام عالم کے پار گزر جائے یعنی مکمل علم غیب کے حصول کے بغیر کوئی شخص ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔"[189]

اور سنئے:

ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں' جیسے ایک لق و دق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو۔"[190]

ایک اور بریلوی یوں سخن طراز ہیں:

" کامل بندہ چیزوں کی حقیقتوں پر مطلع ہوجاتا ہے اور اس پر غیب اور غیب الغیب کھل جاتے ہیں۔"[191]

"غیب الغیب" سے کیا مراد ہے" یہ ماہرین بریلویت ہی بتلا سکتے ہیں۔

مزید برآں بہت سی حکایات واساطیر بھی ان کی کتب میں ملتی ہیں' جن سے استدلال کرتے ہیں کہ اولیاء سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔انہیں ہر صغیر وکبیر کا علم ہے۔ہم بعض حکایات ایک مستقل باب میں بیان کریں گے۔ایسے واقعات سے بھی ان کی کتب بھری پڑی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء کے حیوانات اوران کے مویشیوں کو بھی غیب کا علم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان خرافات اور شرکیہ عقائد سے محفوظ رکھے۔آمین! جہاں تک کتاب وسنت کی نصوص کا تعلق ہے' ان میں صراحتاً اس عقیدے کی تردید کی گئی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر.﴾ (النحل:77)

"اوراللہ ہی کے لیے خاص ہیں آسمانوں اورزمینوں کی پوشیدہ باتیں!اور قیامت کا معاملہ بھی ایسا ہوگا جیسے آنکھ کا جھپکنا' بلکہ 'اس سے بھی جلدتر' (الکھف) بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

"اسی کے لیے علم غیب آسمانوں اورزمینوں کا ہے۔وہ کیا کچھ دیکھنے والا ہے' اور کیا کچھ سننے والا!"

﴿ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾ (فاطر: 38)

"بے شک اللہ آسمانوں اورزمین کے غیب کا عالم ہے۔وہ تو سینوں کے بھید بھی جانتا ہے۔"

﴿یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا﴾ (طہ:110)

"وہ جانتا ہے سب کے اگلے پچھلے حالات کواور (لوگ) اس کا (اپنے) علم سے احاطہ نہیں کرسکتے۔"

اوراللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو بتادیں:

﴿ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ

الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۚۛ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴾(الاعراف:188)

" آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لیے بھی کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا' مگر اتنا ہی جتنا اللہ چاہے۔ اگر میں غیب کو جانتا ہوتا تو اپنے لیے بہت سا نفع حاصل کر لیتا اور کوئی تکلیف مجھ پر واقع نہ ہوتی۔ میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں' ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔"

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ ؕ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَ الْبَصِیْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَکَّرُوْنَ﴾(الانعام:50)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں بس اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس آتی ہے۔ آپ کہئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتے ہیں تو کیا تم غور نہیں کرتے؟"

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو متنبہ اور مخلوق کو خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے:

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾(التحریم:1)

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال کیا ہے' اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں حرام کر رہے ہیں؟ اپنی بیویوں کی خوشی حاصل کرنے کے لیے! اور اللہ بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحم والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی اپنے اس فرمان میں نفی کی ہے:

﴿وَ مِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ۛ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ ۣ لَا تَعْلَمُھُمْ ؕ نَحْنُ

نَعۡلَمُهُمۡ﴾ (التوبۃ:101)

"مدینہ والوں میں سے کچھ (ایسے) منافق ہیں (کہ) نفاق میں اڑ گئے ہیں۔ آپ انہیں نہیں جانتے۔ ہم 'انہیں جانتے ہیں۔"

﴿عَفَا اللّٰهُ عَنۡکَ ۚ لِمَ اَذِنۡتَ لَهُمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَکَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا وَ تَعۡلَمَ الۡکٰذِبِيۡنَ﴾ (التوبۃ:43)

"اللہ نے آپ کو معاف کر دیا (لیکن) آپ نے ان کو اجازت کیوں دے دی تھی' جب تک آپ پر سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور آپ جھوٹوں کو جان لیتے؟"

اسی طرح اللہ نے اپنے دیگر رسولوں سے بھی علم غیب کی نفی کی اور ارشاد فرمایا۔"

﴿يَوۡمَ يَجۡمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوۡلُ مَاذَآ اُجِبۡتُمۡ ؕ قَالُوۡا لَا عِلۡمَ لَنَا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ﴾ (المائدۃ:109)

"جس دن اللہ پیغمبروں کو جمع کرے گا' پھر ان سے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب ملا تھا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم کو علم نہیں۔ چھپی ہوئی باتوں کو خوب جاننے والا بس تو ہی ہے۔"

اسی طرح اللہ نے اپنے اس قول میں فرشتوں سے علم غیب کی نفی کی ہے:

﴿ قَالُوۡا سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَکِيۡمُ﴾

(البقرۃ:32)

"وہ بولے تو پاک ذات ہے' ہمیں کچھ علم نہیں! مگر ہاں وہی جو تو نے علم دے دیا' بیشک تو ہی بڑا علم والا' حکمت والا۔"

اسی طرح انبیاء ورسل کے واقعات وشواہد بھی اس بات کی بین دلیل ہیں کہ انہیں غیب کا علم نہیں تھا' اور خود سیرت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات بھی اس پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً ستر قراء کی شہادت کا واقعہ اور حادثہ عرنبین وغیرہ۔ ان تمام واقعات وجزئیات پر ذرا سا غور کر لینے سے یہ بات واضح اور عیاں

ہوجاتی ہے کہ علم غیب فقط اللہ تعالیٰ کی ذات تک ہی محدود ہے اور اس کی اس صفت میں کوئی نبی' ولی اس کا شریک اور ساجھی نہیں۔

لیکن بریلوی قوم کو یہ اصرار ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور بزرگان دین اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں اس کے شرکاء ہیں۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں رکھتا' وہ ان کا گستاخ ہے۔ حتیٰ کہ بریلوی حضرات نے مختلف من گھڑت واقعات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ احمد رضا کو اپنی موت کے وقت کا پہلے ہی علم تھا۔[202]

انبیاء واولیاء کی شان میں غلو سے کام لینا اور ان کے لیے وہ صفات و اختیارات ثابت کرنا' جو فقط ربّ کائنات کے ساتھ ہی مخصوص ہیں' ان کا احترام نہیں بلکہ قرآن وحدیث سے صریح بغاوت ہے۔ اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے جو رتبہ عطا فرمایا ہے' میری ذات کو اس سے نہ بڑھاؤ۔"[203]

میری ذات کے بارے میں غلو ومبالغہ سے کام نہ لو' جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا۔"[204]

اور جب مدینہ منورہ میں کسی بچی نے ایک شعر پڑھا' جس کا مفہوم یہ تھا کہ ہمارے اندر ایسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے جو آنے والے کل کے واقعات کو جانتا ہے' تو یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فوراً ٹوکا اور اس شعر کو دوبارہ دہرانے سے منع فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ (**لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ اِلَّا اللهُ**) ہونے والے واقعات کی خبر اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کو نہیں۔"[205]

اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان برحق ہے یا یہ راہنمایان بریلویت؟

فیصلہ کرنے سے قبل امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا صریح' واضح اور بین ارشاد بھی سن لیجئے۔۔۔۔۔۔'

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"جو یہ کہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں' وہ جھوٹا ہے۔غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی اور کو نہیں ہے۔"[206]

قرآنی آیات' احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس واضح ارشاد کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نہ صرف تمام انبیائے کرام علیہم السلام' بلکہ تمام "بزرگان دین" بھی غیب جانتے ہیں' تو آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ان کے عقائد کا شریعت اسلامیہ سے کیا تعلق ہوسکتا ہے۔

## حوالہ جات

146 الدولتہ المکیۃ بالمادہ الغیبیہ ص ۱۵۸ لاہور پاکستان۔ 147 مواعظ نعیمیہ احمد یار ص ۱۹۲۔ 148 الدولتہ المکیۃ ص ۳۲۰۔ 149 خالص الاعتقاد بریلوی ص ۳۸۔ 150 ایضاً ص ۳۸۔ 151۔الدولتہ المکیۃ ص ۲۱۰۔ 152 الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفیٰ نعیم مراد آبادی ص ۱۴۔ 153 ایضاً ۵۶۔ 154 تسکین الخواطر فی مسئلہ الحاظر والناظر' احمد سعید کاظمی ص ۶۵۔ 155 مواعظ نعیمیہ' اقتدار بن احمد یار ص ۱۹۲۔ 157 خالص الاعتقاد ص ۲۸۔ 166 رواہ البخاری۔ 167 بخاری' مسلم' مسند احمد۔ 168 مسلم۔ 169 مسند احمد' ابن کثیر' فتح الباری۔ 170 خالص الاعتقاد ص ۵۳۔ 171 خالص الاعتقاد ص ۵۶ (الدولتہ المکیۃ بالمادہ الغیبیہ ص ۴۴۱)۔ 172 جاء الحق ص ۴۳۔ 173 جاء الحق ۵۰' ۵۱۔ 174 خالص الاعتقاد ص ۳۹' جاء الحق ص ۱۵۱۔ 175 مواعظ نعیمیہ احمد یار ص ۳۲۶۔ 176 رسول الکلام لبیان الحوار والقیام لدیدار علی ص ۱۔ 177 خالص الاعتقاد بریلوی ص ۱۴۔ 178 تسکین الخواطر کاظمی بریلوی ص ۵۲' ۵۳۔ 179 خالص الاعتقاد ۵۳' ۵۴۔ 180 ایضاً ص ۵۴' الدولتہ المکیۃ ص ۴۸۔ 181 خالص الاعتقاد بریلوی ص ۵۳' الکلمۃ العلیا مراد آبادی ص ۳۵۔ 182 الکلمۃ العلیاء ص ۹۴' ۹۵۔ 183 الدولتہ المکیۃ از بریلوی ص ۱۶۲۔ 184 الامن والعلی بریلوی ص ۱۰۹ (ایضاً الکلمۃ العلیا) مراد آبادی ۶۷' خالص الاعتقاد بریلوی ص ۴۹۔ 185 خالص الاعتقاد ص ۴۹۔ 186 باغ فردوس ایوب رضوی بریلوی ص ۴۰۔ 187 الکلمۃ العلیا مراد آبادی ص ۶۹' تسکین الخواطر کاظمی ص ۱۴۶' جاء الحق ص ۸۷۔ 188 خالص الاعتقاد ص ۵۱۔ 189 ایضاً۔ 190 خالص الاعتقاد ص ۵۷۔ 191 جاء الحق ص ۸۵۔ 202 وصایا بریلوی ص ۷۔ 203 احمد' بیہقی۔ 204 مجمع الزوائد۔ 205 ابن ماجہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب 2

# مسئلہ بشریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بریلوی حضرات کے بہت سے ایسے عقائد ہیں' جن کا قرآن وحدیث سے کوئی واسطہ و ناطہ نہیں۔ اس کے باوجود بھی یہ لوگ خود کو اہل سنت کہلانا پسند کرتے ہیں اور اس میں ذراسی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

چنانچہ ان کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور کا حصہ ہیں۔ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دائرہ انسانیت سے خارج کر کے نوری مخلوق میں داخل کر دیتے ہیں۔

یہ غیر منطقی عقیدہ ہے اور عام آدمی کے فہم سے بالاتر ہے۔شریعت اسلامیہ سادہ اور عام فہم شریعت ہے۔اس قسم کے ناقابل فہم اور خلاف عقل عقائد سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

لہٰذا قرآنی آیات میں اس بات کی واضح تصریح موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے۔اور اسی طرح قرآن ہمیں یہ بھی بتلاتا ہے کہ کفار سابقہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی رسالت پر جو اعتراضات کرتے تھے' ان میں سے ایک اعتراض یہ تھا کہ وہ کہتے تھے: یہ کس طرح ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر کو اپنی ترجمانی کے لیے منتخب فرما لیا ہو اور اس کے سر پر تاج نبوت رکھ دیا ہو؟ اس کام کے لیے ضروری تھا کہ اللہ نوری مخلوق میں سے کسی فرشتے کو منتخب فرماتا۔تو گویا انبیاء و رسل علیہم السلام کی بشریت کو اللہ تعالیٰ نے کفار کی ہدایت میں مانع قرار دیا ہے۔

ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ کوئی بشر رسول نہیں ہوسکتا' عقیدہ کفار تھا۔فرق صرف اتنا ہے کہ کفار

کہتے تھے' بشریت رسالت کے منافی ہے۔ اور بریلویت کے پیروکار یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسالت بشریت کے منافی ہے۔ بہر حال اس حد تک دونوں شریک ہیں کہ بشریت و رسالت کا اجتماع ناممکن ہے۔ اب اس سلسلے میں قرآن کی آیات ملاحظہ فرمائیے:

﴿وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ (الاسراء:94)

اورنہیں منع کیا گیا لوگوں کو یہ کہ ایمان لائیں جس وقت آئی ان کے پاس ہدایت' مگر یہ کہ انہوں نے کہا بھیجا اللہ نے بشر کو پیغام پہنچانے والا۔"

اللہ نے اس نظریے کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (الاسراء:95)

اگر ہوتے بیچ زمین کے فرشتے' چلا کر آرام سے' البتہ اتارتے ہم اوپر ان کے آسمان سے فرشتے کو پیغام پہنچانے والا۔"

﴿قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ﴾ (ابراہیم:10)

" کہا انہوں نے نہیں ہو تم مگر بشر مانند ہمارے' ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ بند کرو ہم کو اس چیز سے کہ تھے عبادت کرتے باپ ہمارے۔ پس لے آؤ ہمارے پاس دلیل ظاہر۔"

جواباً پیغمبروں نے اپنی بشریت کا اثبات کرتے ہوئے ان کی تردید فرمائی:

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ (ابراہیم:11)

" کہا واسطے ان پیغمبروں ان کے نے' نہیں ہم مگر آدمی مانند تمہاری! لیکن اللہ احسان کرتا ہے اوپر

جس کے چاہے اپنے بندوں سے۔"

نیز:

﴿وَ اضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا اَصۡحٰبَ الۡقَرۡيَةِ ۘ اِذۡ جَآءَهَا الۡمُرۡسَلُوۡنَ ۚ(۱۳) اِذۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهِمُ اثۡنَيۡنِ فَكَذَّبُوۡهُمَا فَعَزَّزۡنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوۡۤا اِنَّاۤ اِلَيۡكُمۡ مُّرۡسَلُوۡنَ(۱۴) قَالُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۙ﴾(یٰس:1513,14,)

"اور بیان کر واسطے ان کے ایک مثال رہنے والے گاؤں کی جس وقت کہ آئے ان کے پاس بھیجے ہوئے۔ جب بھیجے ہم نے طرف ان کی دو پیغمبر' پھر جھٹلایا انہوں نے ان دونوں کو' پس قوت دی ہم نے ساتھ تیسرے کے۔ پس کہا انہوں نے تحقیق ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں ہو تم مگر ہمارے جیسے بشر۔"

اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے پیروکاروں کے حوالہ سے فرمایا:

﴿ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوۡنَ ۙ۬ بِاٰيٰتِنَا وَ سُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ۙ(۴۵) اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَ كَانُوۡا قَوۡمًا عَالِيۡنَ ۚ(۴۶) فَقَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ لِبَشَرَيۡنِ مِثۡلِنَا .﴾(المؤمنون:47-45)

"پھر ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو اپنی نشانیوں سمیت بھیجا فرعون اور اس کے لشکر کی طرف۔ انہوں نے تکبر کیا اور وہ سرکش بن گئے۔ کہنے لگے' کیا ہم اپنے جیسے دو انسانوں پر ایمان لے آئیں؟"

﴿فَقَالَ الۡمَلَؤُا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۙ يُرِيۡدُ اَنۡ يَّتَفَضَّلَ عَلَيۡكُمۡ ؕ وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنۡزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعۡنَا بِهٰذَا فِىۡۤ اٰبَآئِنَا الۡاَوَّلِيۡنَ ۚ(۲۴) اِنۡ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوۡا بِهٖ حَتّٰى حِيۡنٍ﴾(المؤمنون:24)

" کہنے لگے یہ (شخص) اور ہے کیا بجز اس کے کہ تمہارے ہی جیسا انسان ہے۔ چاہتا ہے کہ تم سے

برتر ہوکر رہے اور اگر اللہ چاہتا تو وہ فرشتوں کو بھیجتا' ہم نے یہ بات اپنے پہلے بڑوں سے سنی ہی نہیں۔ وہ تو ایک آدمی ہے' جسے جنون ہے۔ پس ایک وقت تک اس کا انتظار کرو۔"

نیز:

﴿مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ (۳۳) وَ لَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ﴾(المؤمنون: 33۔34)

کہ "یہ تو بس تمہاری ہی طرح کا ایک آدمی ہے۔ وہی کھاتا ہے' جو تم کھاتے ہو۔ اور وہی پیتا ہے' جو تم پیتے ہو۔ اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے بشر کی راہ قبول کر لی' تو تم نرے گھاٹے ہی میں رہے۔"

اور اصحاب ایکہ نے بھی حضرت شعیب علیہ السلام کو اسی طرح کہا تھا:

﴿وَ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ﴾(الشعراء:186)

"اور تم بھی کیا ہو' بجز ہمارے ہی جیسے ہی ایک آدمی کے۔ اور ہم تم کو جھوٹوں میں سمجھتے ہیں" اور کفار مکہ نے بھی اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا:

﴿وَ اَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾(الانبیاء:3)

"اور یہ لوگ یعنی ظلم کار اپنی سرگوشیوں کو چھپاتے ہیں کہ یہ تو محض تم جیسے ایک آدمی ہیں' تو کیا تم جادو" کی بات" سننے جاؤ گے؟ درآنحالیکہ تم سمجھ بوجھ رہے ہو!"

اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا:

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(الانبیاء :7)

"اور ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے مردوں ہی کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا جن پر وحی کرتے

رہے ہیں' سوتم اہل کتاب سے پوچھ دیکھو اگر تم علم نہیں رکھتے۔"

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَىَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾(الکہف:110)

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تو بس تمہارے ہی جیسا بشر ہوں' میرے پاس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔"

اور:

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾(بنی اسرائیل:93)

"آپ کہہ دیجئے کہ پاک ہے اللہ۔ میں بجز ایک آدمی (اور) رسول کے اور کیا ہوں؟"

خود اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ﴾۔ (آل عمران:164)

"حقیقت میں اللہ نے بڑا احسان مسلمانوں پر کیا' جبکہ انہی میں سے ایک پیغمبران میں بھیجا"

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾۔ (براءت:128)

"بے شک تمہارے پاس ایک پیغمبر آئے ہیں' تمہاری جنس میں سے!"

﴿كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا﴾(البقرۃ:151)

"(اسی طرح) جیسے ہم نے تمہارے درمیان ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم ہی میں سے بھیجا' جو تمہارے روبرو ہماری آیتیں پڑھتا ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا:

"انما انا بشر مثلکم انسٰی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی۔ (بخاری)

یعنی "میں تمہارے جیسا انسان ہوں۔ جس طرح تم بھول جاتے ہو' میں بھی بھول جاتا ہوں۔ پس

جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔"[222]

اس مسئلہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فیصلہ بھی سن لیجئے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر کے سوا کوئی دوسری مخلوق نہ تھے۔ اپنے کپڑے دھوتے' اپنی بکری کا دودھ دھوتے اور اپنی خدمت آپ کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی فتح الباری)

اور خود بریلویوں کے خان صاحب نے بھی اپنی کتاب میں ایک روایت درج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر شخص کی ناف میں اس مٹی کا کچھ حصہ موجود ہے' جس سے اس کی تخلیق ہوئی ہے' اور اسی میں وہ دفن ہوگا۔ اور میں ابوبکر اور عمر ایک مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی میں دفن ہوں گے۔"[223]

یہ ہیں قرآنی تعلیمات اور ارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم' منکرین کے عقائد کے بالکل برعکس۔ بریلوی حضرات انبیاء ورسل کی نبوت ورسالت کا انکار تو نہ کر سکے' مگر انہوں نے کفار ومشرکین کی تقلید میں ان کی بشریت کا انکار کر دیا۔ حالانکہ انسانیت کو رسالت کے قابل نہ سمجھنا انسانیت کی توہین ہے' اور اس عقیدے کے بعد انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا کوئی معنیٰ نہیں رہتا۔ یہ خلاف عقل بات ہے کہ انسان تمام مخلوقات سے افضل بھی ہو اور پھر اس میں نبوت ورسالت کی اہلیت بھی موجود نہ ہو۔ مگر بریلویت چونکہ ایسے متضاد افکار اور خلاف فطرت عقائد کے مجموعے کا نام ہے، جنہیں سمجھنا عام انسان کے بس سے باہر ہے' اس لیے اس کے پیروکاروں کے ہاں اس قسم کے عقائد ملیں گے۔ انہی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ بریلوی حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور خداوندی کا حصہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ بریلویت کے ایک امام لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور سے ہیں اور ساری مخلوق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہے۔"[224]

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"بے شک اللہ ذات کریم نے صورت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نام پاک بدیع سے پیدا کیا اور کروڑ ہا سال ذات کریم اسی صورت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا رہا۔ اپنے اسم مبارک منّان اور قاہر سے' پھر تجلی فرمائی اس پر اپنے اسم پاک لطیف' غافر سے۔"[225]

خود بریلویت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت سے انکار میں بہت سے رسالے تحریر کئے ہیں۔ ان میں سے ایک رسالے کا نام ہے "صلوٰۃ الصفافی نور المصطفیٰ" اس کا خطبہ انہوں نے شکستہ عربی میں لکھا ہے۔ اس کا اسلوب عجیب وغریب اور نا قابل فہم ہے۔ اس کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

اے اللہ تیرے لیے سب تعریفیں ہیں۔ تو نوروں کا نور ہے۔ سب نوروں سے پہلے نور' سب نوروں کے بعد نور۔ اے وہ ذات جس کے لیے نور ہے' جس کے ساتھ نور ہے' جس سے نور ہے' جس کی طرف نور ہے اور جو خود نور ہے۔ درود وسلامتی اور برکتیں نازل فرما اپنے روشن نور پر جسے تو نے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور پھر اس کے نور سے ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ اور سلامتی فرما اس کے نور کی شعاعوں پر' اس کی آل' اصحاب اور اس کے چاندوں پر۔"[226]

اس غیر منطقی اور بعید از فہم خطبے کے بعد انہوں نے ایک موضوع اور خودساختہ روایت سے استدلال کیا ہے۔ چنانچہ

حافظ عبدالرزاق کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے مصنف عبدالرزاق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے جابر' بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا' دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح وقلم' جنت و دوزخ' فرشتگان' آسمان' زمین' سورج' چاند' جن' آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے۔ پہلے سے قلم' دوسرے سے لوح' تیسرے سے عرش بنایا' پھر چوتھے کے چار حصے

کیئے۔[227]

یہ موضوع حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اس حدیث کو امت نے قبول کرلیا ہے۔اور امت کا قبول کرلینا وہ شئے عظیم ہے جس کے بعد کسی سند کی حاجت نہیں رہتی' بلکہ ضعیف سند بھی ہو تو بھی حرج نہیں کرتی۔"[228]

خاں صاحب بریلوی اس امت سے کون سی امت مراد لے رہے ہیں؟

اگر اس سے مراد خان صاحب جیسے اصحاب ضلال اور گمراہ لوگوں کی امت ہے تو خیر' اور اگر ان سے مراد علماء و ماہرین حدیث ہے' تو ان کے متعلق تو ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس حدیث کو قبول کیا ہو۔اور پھر یہ کس نے کہا کہ امت کے کسی حدیث کو قبول کر لینے سے اس کی سند دیکھنے کی حاجت نہیں رہتی؟

اور یہ روایت تو قرآنی نصوص اور احادیث نبویہ کے صریح خلاف ہے۔اور پھر تمام واقعات و شواہد اس غیر اسلامی و غیر عقلی نظریئے کی تردید کرتے ہیں۔اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انسانوں کی طرح اپنے بابا عبداللہ بن مطلب کے گھر پیدا ہوئے' اپنی والدہ آمنہ کی گود میں پلے' حلیمہ سعدیہ کا دودھ نوش فرمایا' ابوطالب کے گھر پرورش پائی' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا' عائشہ رضی اللہ عنہا' زینب رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہن اور دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے شادی فرمائی۔پھر مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی اور کہولت کے ایام گزارے' مدینہ منورہ ہجرت کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بیٹوں ابراہیم' قاسم' طیب' طاہر' اور بیٹیوں زینب رضی اللہ عنہا' رقیہ رضی اللہ عنہا' ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر' حضرت ابوالعاص' حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کے داماد بنے۔حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔حضرت صفیہ اور حضرت اروی رضی اللہ عنہما آپ کی پھوپھیاں تھیں اور

دوسرے اعزاء واقارب تھے۔

ان ساری باتوں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان ہونے کا انکار کس قدر عجیب اور کتنی غیر منطقی بات ہے؟

کیا مذہب اسلام اس قدر متضاد اور بعید از قیاس عقائد کا نام ہے؟

ان نظریات اور عقائد کی طرف دعوت دے کر آپ غیر مسلموں کو کس طرح قائل کر سکیں گے؟

ان عقائد کی نشر واشاعت سے دین اسلام کیا نا قابل فہم مذہب بن کر رہ جائے گا؟

دراصل بریلویت مجموعہ جہالت ہونے کے ساتھ ساتھ تشیع اور باطنی مذاہب سے متاثر نظر آتی ہے۔ عجیب وغریب تاویلات اور حلول وتناسخ کے عقائد یہودیت اور یونانی فلسفہ سے باطنی مذاہب' اور پھر وہاں سے تصوف اور بریلویت کی طرف منتقل ہوئے ہیں۔اب ان لوگوں کی نصوص وعبارات سنئے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھتے ہیں:

نیست او خدا لیکن از خدا ہم نیست
مظہر صفات اللہ شاہ جاں نواز آمد
دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:
از تو پیدائش از تو ہویدا عرش و کرسی
از تو حوا از آدم صلی اللہ علیہ وسلم [229]

تو گویا آدم وحوا' جن وانس' عرش وکرسی ہر چیز نور محمدی کا حصہ ہے۔اس عقیدے میں باطنیت اور یونانی فلسفہ صاف طور پر مترشح ہے۔جناب بریلوی فرماتے ہیں:

"فرشتے آپ ہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ نے ہر چیز میرے ہی نور سے پیدا فرمائی۔"[230]

مزید لکھتے ہیں:

"مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذات مصطفیٰ ہے' باقی سب پر اس کے عکس کا فیض وجود مرتبہ کون و مکان میں نور احمد آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبہ تکوین میں نور احمدی آفتاب اور سارا جہاں اس کے آبگینے۔"[231]

اس عبارت کا ایک ایک لفظ واضح کر رہا ہے کہ یہ عقیدہ یونانی فلسفے اور باطنیت سے ماخوذ ہے اور وحدۃ الوجود کی ایک صورت ہے۔ اس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ جناب بریلوی کی ایک اور عبارت سنئے:

"عالم نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائے وجود میں محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ بنتا۔ یوں ہی ہر شئے اپنی بقا میں اس کی دست گر ہے۔ آج اس کا قدم درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعتاً فنائے محض ہو جائے۔ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو۔"[232]

اندازہ فرمایئے اس قسم کے عقائد قرآنی تصورات سے کس قدر بعید ہیں؟ قرآن کریم کی کسی آیت میں بھی اس طرح کے باطنی تصورات اور فلسفیانہ افکار و نظریات کا وجود نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ مگر اس قسم کے عقائد کو اگر نکال لیں' تو بریلویت "دفعتاً فنائے محض" ہو جائے۔

احمد رضا خان بریلوی اپنے ایک اور رسالے کے خطبے میں لکھتے ہیں:

"تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے تمام اشیا سے قبل ہی ہمارے نبی کا نور پیدا فرمایا۔ پھر مقام انوار آپ کے ظہور کی کرنوں سے پیدا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوروں کے نور ہیں۔ تمام سورج اور چاند آپ سے روشنی حاصل کرتے ہیں اسی لیے رب کریم نے آپ کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو سورج روشن نہ ہوتا' دن رات کی تمیز نہ ہو سکتی اور نہ ہی نمازوں کے اوقات کا پتہ چلتا۔"[233]

ملاحظہ کیجئے' کس طرح الفاظ کے تصرف کو عقائد کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ مزید نقل کرتے ہیں:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ محض نور تھے۔ جب آپ دھوپ یا چاندنی

میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔"[234]

ان کے اشعار بھی تو سنتے جایئے

"تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا [235]

یعنی نہ صرف یہ کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت سے انکار کیا' بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد کو نوری مخلوق قرار دے دیا۔

اس قسم کے باطنی عقائد کی وجہ سے ہی ان کے اندر عقیدہ حلول سرایت کر گیا' اور اسی بنا پر یہ لوگ یہود ونصاریٰ کے عقائد کو اسلامی عقائد میں داخل کر کے دین اسلام کی تضحیک کے مرتکب ہوئے۔ چنانچہ بریلوی شاعر کہتا ہے

"وہی ہے جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بشری صفات سے متصف ہونے کے باوجود نور ہونا کسی بھی شخص کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ چنانچہ اس نظریے کے ناقابل فہم ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے بریلویت کے پیروکار لکھتے ہیں:

" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کی کیفیت اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں فرمائی اور نہ ہی ہم سمجھ سکتے ہیں۔بس بغیر سوچے سمجھے اسی پر ایمان لانا فرض ہے۔"[236]

یعنی عقل وفکر اور فہم وتدبر سے کام لینے کو کوئی ضرورت نہیں' کیونکہ غور وفکر کرنے سے بریلویت کی ساری عمارت منہدم ہو کر رہ جاتی ہے۔ اسے قائم رکھنے کے لئے سوچ وبچار پر پابندی ضروریات

بریلویت میں سے ہے۔

قرآن کی صریح آیات کی تاویل کرتے ہوئے بریلوی حضرات کہتے ہیں:

"قل کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ (بَشَرٌ مِثلُکُم) کہنے کی حضور ہی کو اجازت ہے۔"[237]

اب ان سے کون پوچھے کہ "قل" کا لفظ تو آیت کریمہ "قُل اِنَّمَا اِلٰھُکُم اِلٰہٌ وَّاحدۃٌ" میں بھی ہے۔تو" کیا اللہ ایک ہے" کہنے کی اجازت بھی حضور کے سوا کسی کو نہیں؟

کہتے ہیں:

"بشر کہنا کفار کا مقولہ ہے۔"[238]

اگر یہی بات ہے تو معاذ اللہ بخاری شریف کی اس حدیث کا کیا مفہوم ہوگا جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے؟

(حدیث گزر چکی ہے!)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان گمراہ نظریات سے محفوظ رکھے آمین!

# حوالہ جات

222 شمائل ترمذی، فتح الباری۔ 223 فتاویٰ افریقہ ص ۸۵ مطبوعہ ۱۳۲۶ھ۔ 224 مواعظ نعیمیہ، احمد یار بریلوی ص ۱۴۔ 225 فتاویٰ نعیمیہ ص ۳۷۔ 226 رسالۃ صلوۃ الصفا بریلوی مندرجہ مجموعۃ رسائل ص ۳۳۔ 227 ایضاً ص ۳۳۔ 228 رسالۃ صلوۃ الصفاء بریلوی مندرجہ مجموعہ رسائل۔ 229 دیوان دیدار علی ۴۱۔ 230 صلوۃ الصفاء مندرجہ مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۳۷۔ 231 ایضاً ص ۶۰۔ 232 ایضاً۔ 233 نفی الفی عمن انا بنورہ کل شئ بریلوی مندرجہ مجموعہ رسائل ص ۱۹۹۔ 234 ایضاً ص ۲۰۲۔ 235 نفی الفی عمن انا بنورہ کل شئ بریلوی مندرجہ مجموعہ رسائل ص ۲۲۴۔ 236 من ھو احمد رضا بریلوی الہند، شجاعت بریلوی ص ۳۹۔ 237 مواعظ نعیمیہ احمد یار گجراتی ص ۱۱۵۔ 238 فتاویٰ رضویہ، بریلوی ج ۶ ص ۱۴۳، مواعظ نعیمیہ ۱۱۵۔

باب2

# مسئلہ حاضر وناظر

اوپر گزر چکا ہے کہ بریلویت کے افکار وعقائد بعید از عقل اور انسان کی فہم سے بالاتر ہیں۔انہی عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ متبعین بریلویت کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر وناظر ہیں اور ایک وقت میں اپنے جسم مبارک سمیت کئی مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں۔

یہ عقیدہ نہ صرف یہ کہ کتاب وسنت کی صریح مخالفت پر مبنی ہے بلکہ عقل وخرد اور فہم وتدبر سے بھی عاری ہے۔شریعت اسلامیہ اس قسم کی بوذی اور ہندوانہ عقائد سے بالکل مبّرا ومنزہ ہے۔

بریلوی حضرات عقیدہ رکھتے ہیں:

" کوئی مقام اور کوئی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں۔"[239]

مزید سنئے:

"سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور نور نبوت سے یہ امر بعید نہیں کہ آن واحد میں مشرق و مغرب، جنوب وشمال' تحت وفوق' تمام جہات وامکنہ 'بعیدہ متعددہ میں سرکار اپنے وجود مقدس بعینہ یا جسم اقدس مثالی کے ساتھ تشریف فرما ہو کر اپنے مقربین کو اپنے جمال کی زیارت اور نگاہ کرم کی رحمت و برکت سرفراز فرمائیں۔"[240]

یعنی آن واحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے جسم اطہر کے ساتھ لاتعداد مقامات پر موجود ہونا امر بعید نہیں۔

یہ عقیدہ کتاب وسنت' شریعت اسلامیہ' فرامین الٰہیہ' ارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عقل وفکر سے تو بعید ہے۔ ہاں امام بریلویت جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی شریعت اور ان کے خود

ساختہ فلسفے میں یہ "امر بعید" نہ ہوتو الگ بات ہے۔

ایک اور متبع بریلویت نقل کرتے ہیں:

"اولیاء اللہ ایک آن میں چند جگہ جمع ہو سکتے ہیں اور ان کے بیک وقت چند اجسام ہو سکتے ہیں۔"[241]

یعنی جب اولیاء کرام سے یہ چیز ممکن ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں ممکن نہیں؟

حضور علیہ السلام کو دنیا میں سیر فرمانے کا صحابہ کرام کی روحوں کے ساتھ اختیار رہے۔آپ کو بہت سے اولیاء اللہ نے دیکھا ہے۔"[242]

دعویٰ اور دلیل دونوں کو ایک ساتھ ہی ذکر کر دیا گیا ہے۔

دعویٰ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ مختلف مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں' اور دلیل یہ ہے کہ بہت سے اولیاء کرام نے انہیں دیکھا ہے! رہی اس بات کی دلیل کہ اولیاء اللہ نے انہیں دیکھا ہے' تو اس کی سند ضعیف بھی ہو تو کوئی حرج نہیں کرتی!"

مزید سنئے:

"اپنی امت کے اعمال میں نگاہ رکھنا' ان کے لئے گناہوں سے استغفار کرنا' ان سے دفع بلا کی دعا فرمانا' اطراف زمین میں آنا جانا' اس میں برکت دینا اور اپنی امت میں کوئی صالح آدمی مر جائے تو اس کے جنازے میں جانا' یہ حضور علیہ السلام کا مشغلہ ہے۔"[243]

اب جناب احمد رضا خان صاحب کا بزرگان کرام کے متعلق ارشاد ملاحظہ ہو:

"ان سے پوچھا گیا کہ کیا اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟ تو جواب دیا:

"اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔"[244]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نقل کرتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کریم تمام جہاں میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔"[245]

جناب احمد رضا کے ایک پیروکار لکھتے ہیں:

"حضور علیہ السلام کی نگاہ پاک ہر وقت عالم کے ذرہ ذرہ پر ہے اور نماز' تلاوت قرآن' محفل میلاد شریف اور نعت خوانی کی مجالس میں' اسی طرح صالحین کی نماز جنازہ میں خاص طور پر اپنے جسم پاک سے تشریف فرما ہوتے ہیں۔"[246]

نامعلوم یہ تعلیمات وہدایات بریلوی حضرات نے کہاں سے اخذ کی ہیں؟ کتاب وسنت سے تو ان کا کوئی رشتہ اور ربط وضبط نہیں!

بریلویت کے یہ پیروکار آگے چل کر لکھتے ہیں:

"حضور علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا' ان کی تعظیم ہونا اور خطا پر جنت سے علیحدہ ہونا اور پھر توبہ قبول ہونا آخر تک ان کے سارے معاملات جو ان پر گزرے' سب کو دیکھا ہے۔ اور ابلیس کی پیدائش اور جو کچھ اس پر گزرا' اس کو بھی دیکھا۔ اور جس وقت روح محمدی کی توجہ دائمی حضرت آدم سے ہٹ گئی' تب ان سے نسیان اور اس کے نتائج ہوئے۔"[247]

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ گر ہونے سے قبل بھی حاضر وناظر تھے!

اور سنئے:

"اہل اللہ اکثر و بیشتر بحالت بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے حضور کے جمال مبارک کا مشاہدہ کرتے ہیں۔"[248]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"اہل بصیرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دوران نماز بھی دیکھتے ہیں۔"[249]

مزید ملاحظہ ہو۔ نقل کرتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم مبارک اور روح اقدس کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اطراف زمین اور ملکوت اعلیٰ میں جہاں چاہتے ہیں' سیر اور تصرف فرماتے ہیں۔ اور

حضور علیہ السلام اپنی اس ہیئت مبارکہ کے ساتھ ہیں' جس پر وفات سے پہلے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی چیز بدلی نہیں ہے۔ اور بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری آنکھوں سے غائب کر دیئے گئے ہیں۔ حالانکہ وہ سب اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال دکھا کر عزت و بزرگی عطا فرمانا چاہتا ہیں تو اس سے حجاب کو دور کر دیتا ہے اور وہ مقرب بندہ حضور کو اس ہیئت پر دیکھ لیتا ہے جس پر حضور واقع ہیں۔ اس رویئت سے کوئی چیز مانع نہیں اور رویئت مثالی کی طرف کوئی امر داعی نہیں۔"[250]

جناب احمد رضا بریلوی ارشاد کرتے ہیں:

" کرشن کنھیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی جگہ موجود ہو گیا۔ فتح محمد (کسی بزرگ کا نام) اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو گیا' تو کیا تعجب ہے۔ کیا گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ تھے باقی جگہ مثالیں؟ حاشا وکلا' بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے' اسرار باطن فہم ظاہر سے وراء ہیں' خوض وفکر بے جا ہے۔"[251]

سبحان اللہ!

دعویٰ کی دلیل میں نہ آیت نہ حدیث۔ دلیل یہ ہے کہ کرشن کنھیا اگر کافر ہونے کے باوجود کئی سو جگہ موجود ہو سکتا ہے' تو کیا اولیائے کرام چند جگہ موجود نہیں ہو سکتے؟

ہم پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
کچھ طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

یہ انوکھا طرز استدلال بریلویت ہی کی خصوصیت ہے۔ امام بریلویت کے اس ارشاد کو بھی ملاحظہ فرمائیں:

"اسرار باطن فہم ظاہر سے وراء ہیں۔ خوض وفکر بے جا ہے۔"

یعنی یہ وہ نازک حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی!

امام بریلویت کے ایک پیروکار رقمطراز ہیں:

"حضور علیہ الصلوۃ والسلام آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے جسمانی دور تک کے تمام واقعات پر حاضر ہیں [252]۔"

بریلویت کے ان عقائد کا ذرا اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے تقابل کیجئے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَ مَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ (القصص:44)

"اور آپ (پہاڑ کے) مغربی جانب موجود نہ تھے' جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو احکام دیئے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں سے نہ تھے' جو (اس وقت) موجود تھے۔"

﴿وَ مَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَ لٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ﴾ (القصص:45)

"اور نہ اہل مدین میں قیام پذیر تھے کہ ہماری آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنا رہے ہوں' لیکن ہم آپ کو رسول بنانے والے تھے۔"

﴿وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ (القصص:46)

"اور نہ آپ طور کے پہلو میں اس وقت موجود تھے' جب ہم نے (موسیٰ علیہ السلام کو) آواز دی تھی۔ لیکن اپنے پروردگار کی رحمت سے (نبی بنائے گئے) تا کہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا' تا کہ وہ لوگ نصیحت قبول کریں۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہ السلام کا قصہ بیان کرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

﴿وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ﴾ (آل عمران:44)

"اور آپ تو ان لوگوں کے پاس تھے نہیں اس وقت جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے' کہ ان میں سے کون مریم کی سرپرستی کرے؟ اور نہ آپ ان کے پاس اس وقت تھے جب وہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔"

﴿تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْکَ ۚ مَا کُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ﴾ (ہود:49)

"یہ (قصہ) اخبار غیب میں سے ہے۔ ہم نے اسے وحی کے ذریعہ سے آپ تک پہنچا دیا۔ اس کو اس (بتانے) سے قبل نہ آپ ہی جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم۔ سو صبر کیجئے' یقیناً نیک انجامی پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے۔"

﴿ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ ۚ وَ مَا کُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَ هُمْ یَمْکُرُوْنَ﴾ (یوسف:102)

"یہ (قصہ) غیب کی خبروں میں سے ہے' جس کی ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ اور آپ ان کے پاس اس وقت موجود نہ تھے جب انہوں نے اپنا ارادہ پختہ کر لیا تھا اور وہ چالیں چل رہے تھے۔"

اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾ (الاسراء:1)

"پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندے کو رات ہی رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جن کے اردگرد کو ہم نے بابرکت بنا رکھا ہے' تاکہ ان (بندہ) کو ہم بعض اپنے عجائب (قدرت) دکھائیں' بے شک سمیع و بصیر وہی اللہ ہے۔"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر حاضر و ناظر ہوتے تو مسجد اقصیٰ تک براق کے ذریعہ سفر کرنے کی

کیا ضرورت تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلے ہی وہاں موجود تھے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (التوبۃ:40)

"اگر تم لوگ ان کی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد نہ کرو گے تو ان کی مدد تو (خود) اللہ کر چکا ہے' جبکہ ان کو کافروں نے وطن سے نکال دیا تھا جبکہ دو میں سے ایک وہ تھے اور دونوں غار میں (موجود) تھے' جبکہ وہ اپنے رفیق سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو! بے شک اللہ ہم لوگوں کے ساتھ ہے۔"

﴿وَ لَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ﴾ (آل عمران:123)

"اور یقیناً اللہ نے تمہاری نصرت کی بدر میں' حالانکہ تم پست تھے۔ تو اللہ سے ڈرتے رہو' عجب کیا کہ شکر گزار بن جاؤ۔"

﴿اِذۡ اَنۡتُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الدُّنۡيَا وَ هُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الۡقُصۡوٰى وَ الرَّكۡبُ اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ﴾ (ال?نفال:42)

(یہ وہ وقت تھا) جب تم (میدان جنگ) کے نزدیک والے کنارہ پر تھے اور وہ دور والے کنارہ پر' اور قافلہ تم سے نیچے کی (جانب) تھا۔"

﴿لَقَدۡ رَضِىَ اللّٰهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ يُبَايِعُوۡنَكَ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ﴾ (الفتح:18)

"بے شک اللہ خوش ہوا ان مسلمانوں پر' جبکہ وہ آپ سے بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے۔"

﴿لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيۡنَ ۙ مُحَلِّقِيۡنَ رُءُوۡسَكُمۡ وَ مُقَصِّرِيۡنَ ۙ لَا تَخَافُوۡنَ﴾ (الفتح)

"تم لوگ مسجد الحرام میں ان شاء اللہ ضرور داخل ہو گے امن وامان کے ساتھ' سر منڈاتے ہوئے

بال کتراتے ہوئے' اور تمہیں اندیشہ (کسی کا بھی) نہ ہوگا۔"

ان آیات سے ثابت ہوا کہ ایک ہی وقت میں بہت سے مقامات پہ موجود ہونے کا عقیدہ درست نہیں۔ قرآنی آیات کا مفہوم اس غیر اسلامی فلسفے سے متصادم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ایک ہی وجود رکھتے تھے۔ اور جب وہ مدینہ منورہ میں موجود ہوتے تھے تو بدر میں ان کا وجود نہ ہوتا تھا' ورنہ بدر کی طرف سفر کرنے کا کوئی معنی نہیں رہتا۔ اسی طرح جب تک مکہ مکرمہ فتح نہیں ہوا تھا ان کا وجود مکہ مکرمہ میں نہیں تھا۔

ان آیات کریمہ کے ساتھ ساتھ حقائق وواقعات بھی اس عقیدے کی تردید کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب حجرہ مبارک میں تشریف فرما ہوتے تھے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں انتظار فرمایا کرتے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر تھے' صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسجد میں انتظار کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

اسی طرح جب آپ مدینہ میں تھے تو حنین میں آپ کا وجود نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تھے تو مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ تھے۔ اور جب عرفات میں تھے تو نہ مکہ مکرمہ میں آپ کا وجود تھا نہ مدینہ منورہ میں!

مگر بریلوی حضرات ان تمام آیات کریمہ اور شواہد وحقائق سے پہلو تہی کرتے ہوئے عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن ہر مقام پر حاضر وناظر ہیں۔ [265]

مزید کہتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کو بھی جانتے ہیں اور تمام موجودات ومخلوقات ان کے جمیع احوال کو بتمام کمال جانتے ہیں۔ ماضی حال مستقبل میں کوئی شئے کسی حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہیں۔" [266]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کو اپنی نظر مبارک سے دیکھ رہے ہیں۔"[267]

جناب بریلوی لکھتے ہیں:

"نبی علیہ السلام نہ کسی سے دور ہیں اور نہ کسی سے بے خبر!"[268]

مزید رقم طراز ہیں:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں' نیتوں' ارادوں اور دل کے خطروں کو پہنچانتے ہیں۔اور یہ سب حضور پر روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔"[269]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاظر و ناظر ہیں اور دنیا میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ہیں اور ہر چیز کو دیکھ رہے ہیں۔"[270]

صرف انبیاء علیہم السلام ہی نہیں' بلکہ امام بریلویت جناب احمد رضا بریلوی بھی اس صفت الٰہیہ میں ان کے شریک ہیں۔چنانچہ ان کے ایک پیروکار ارشاد کرتے ہیں:

"احمد رضا آج بھی ہمارے درمیان موجود ہیں۔وہ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔"[271]

یہ ہیں بریلوی عقائد و افکار جن کا دین و دانش سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔دین الٰہی تو عقل و فطرت کے عین مطابق ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣوقف النبی عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (یوسف:108)

" آپ کہہ دیجئے کہ میرا طریق کار یہی ہے' میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔دلیل پر قائم ہوں' میں بھی اور میرے پیرو بھی! اور پاک ہے اللہ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔"

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ

سَبِيلِهٖ ۗ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (الانعام:153)

"اور یہ بھی کہہ دیجئے کہ یہی میری سیدھی شاہراہ ہے۔سواسی پر چلواور دوسری پگڈنڈیوں پر نہ چلو کہ وہ تم کوراہ سے جدا کردیں گی۔اس (سب) کا (اللہ) نے حکم دیا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔"

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (محمد:24)

"تو کیا لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے'یا دلوں پر قُفل لگ رہے ہیں؟"

کیا کوئی غور کرنے والا ہے کہ وہ غور وفکر کرے اور تدبر کرنے والا ہے کہ وہ تدبر کرے؟

ان کے عقائد اور قرآن وحدیث کے درمیان اس قدر عظیم تضاد وتناقض کے بعد اس بات سے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ شریعت اسلامیہ اور افکار بریلویہ کا نقطہ نظر اور نہج فکر الگ الگ ہے۔دونوں کے مابین کسی قسم کی بھی مطابقت نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

## حوالہ جات

239 تسکین الخواطر فی مسلۃ الحاضر والناظر'احمد سعید اکاظمی ص ۸۵۔240 ایضاً ص ۱۸۔241 جاء الحق ص ۱۵۰۔242 ایضاً ص ۱۵۴۔243 جاء الحق گجراتی بریلوی ص ۱۵۴۔244 ملفوظات ص ۱۱۳۔245 خالص الاعتقاد ص ۴۰۔246 جاء الحق ۱۵۵۔247 جاء الحق ص ۱۵۶۔248 تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر ص ۱۸۔249 ایضاً۔250 تسکین الخواطر فی مسلۃ الحاضر والناظر ص ۸۶۔251 فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۴۲ ایضاً ملفوظات ص ۱۱۴۔252 جاء الحق ص ۱۶۳۔265 تسکین الخواطر مسئلۃ الحاضر والناظر'احمد سعید کاظمی ص ۵۔266 ایضاً ص ۶۸۔267 ایضاً ص ۹۰۔268 خالص الاعتقاد ص ۳۹۔269 ایضاً ص ۴۶۔271 انوار رضا ص ۲۴۶۔

باب 3

# بریلوی تعلیمات

جس طرح بریلوی حضرات کے مخصوص عقائد ہیں' اسی طرح ان کی کچھ مخصوص تعلیمات بھی ہیں جو اکل وشرب اورکسب معاش کے گرد گھومتی ہیں۔ مذہب بریلویت میں اکثر مسائل صرف اس لئے وضع کیے گئے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے سادہ لوح عوام کو اپنے جال میں پھنسا کر کھانے پینے کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ بریلوی ملاّؤں نے نئے نئے مسائل وضع کر کے اور نئی نئی بدعات گھڑ کے دین کو ایسی نفع بخش تجارت بنالیا ہے' جس میں راس المال کی بھی ضرورت نہیں رہی۔

بریلوی حضرات نے مزارات کی تعمیر کا حکم دیا اور خود ان کے دربان اور مجاور بن کر بیٹھ گئے۔ نذرونیاز کے نام پر جاہل لوگوں نے دولت کے انبار لگادیئے۔انھوں نے اسے سمیٹنا شروع کیا اوران کا شمار بڑے بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں میں ہونے لگا۔

غریبوں کا خون چوس کر بزرگوں کے نام کی نذرونیاز پر پلنے والے یہ لوگ دین کے بیوپاری اور دنیا کے پجاری ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک اسلامی معاشرہ نہیں کہلاسکتا' جب تک وہ توحید باری تعالٰی کے تصور سے آشنا نہ ہو۔ پاکستان میں جب تک شرک وبدعت کے یہ مراکز موجود ہیں' اس وقت تک اسلامی نظام کے نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔

مریدوں کی جیبوں پر نظر آنے والے یہ دنیا کے بھوکے پیران ومشائخ جب تک انسان کو انسان کی غلامی کا درس دیتے رہیں گے' اس وقت تک ہمارا معاشرہ توحید کی شان وشوکت سے آشنا نہیں ہوسکتا' اور جب تک کسی معاشرے میں توحید کے تقاضے پورے نہ کیے جائیں' اس وقت تک الحاد ولادینیت کا مقابلہ ایں خیال است ومحال است وجنوں" کا مصداق ہے!

ہمیں الحاد ولا دینیت کے سیلاب کو روکنے کے لیے انسان کی غلامی کی زنجیروں کو پاش پاش کرنا ہوگا اور معاشرے کے افراد کو توحید کا درس دینا ہوگا۔

"اللہ ہو" کے سر پہ سر دھننا' قوالی کے نام پر ڈھول کی تھاپ پر رقص کرنا۔۔۔۔ ناچتے اور غیر اخلاقی حرکتیں کرتے ہوئے' دامن پھیلا کر مانگتے ہوئے اور سبز چادر کے کونے پکڑ کر دست سوال دراز کرتے ہوئے مزاروں پر چڑھاوے کے لیے جانا۔۔۔۔ مضحکہ خیز قصے کہانیوں کو کرامتوں کا نام دینا' کھانے پینے کے لئے نت نئی رسموں کا نکالنا چنانچہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ جب سوچتا ہے کہ اگر اس کا نام مذہب ہے' تو وہ الحاد ولا دینیت کے خوب صورت جال کا شکار بن جاتا ہے۔

برا ہو ان ملّاؤں اور پیروں کا' جو دین کا نام لے کر دنیا کے دھندوں میں مگن رہتے اور حدود اللہ و شعائر اللہ کو پامال کرتے ہیں۔ یہ قبر پرستی کی لعنت' یہ سالانہ عرس اور میلے' یہ گیارہویں' قل اور چالیسواں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ سب دنیا کی دولت کو جمع کرنے کے ڈھنگ ہیں' مگر کون سمجھائے ان مشائخ و پیران طریقت کو؟

یہ لوگوں کی آنکھوں پر پٹی باندکر دنیا میں بھی اپنا منہ کالا کر رہے ہیں اور اپنی عاقبت کو بھی برباد کر رہے ہیں۔ جو لوگ انہیں روکتے اور ان کی حرکتوں سے منع کرتے ہیں' انہیں وہابی اور اولیائے کرام کا گستاخ کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے۔ ان کی کتابوں کو دیکھنا[1] اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا جرم قرار دے دیا جاتا ہے۔[2]

مبادا لوگ ان کی وعظ و نصیحت سے متاثر ہو کر راہ راست پر آ جائیں اور ان کی دنیاداری خطرے میں پڑ جائے۔

آیئے اب بریلویت کی تعلیمات کا جائزہ لیں اور کتاب وسنت کے ساتھ ساتھ خود فقہ حنفی کے ساتھ ان کا موازنہ کریں' تاکہ پتہ چلے کہ ان لوگوں کے افکار و تعلیمات کی سند نہ کتاب وسنت سے ملتی ہے اور نہ فقہ حنفی سے۔۔۔۔۔ احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

"صاحب قبر کے اظہار عظمت کے لیے قبہ وغیرہ بنانا شرعاً جائز ہے۔"[3]

مزید:

"علماء اور اولیاء وصالحین کی قبروں پر عمارت بنانا جائز کام ہے' جب کہ اس سے مقصود ہو کہ لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا۔۔۔۔۔تا کہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔"[4]

جب کہ حدیث میں صراحت موجود ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو چونا گچ کرنے' پختہ بنانے اور اس پر کوئی قبہ وغیرہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔"[5]

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خصوصی طور پر حکم دیا تھا کہ وہ اونچی قبروں کو زمین کے برابر کر دیں۔[6]

حضرت عمر بن الحارث رضی اللہ عنہ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے کہ انہوں نے کہا:

"روم میں ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا تو حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کو زمین کے برابر کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے۔"[7]

اب فقہ حنفی کی نصوص ملاحظہ فرمائیں:

"قبروں کا پختہ بنانا ممنوع ہے۔"[8]

امام محمد بن الحسن سے پوچھا گیا کہ کیا قبروں کو پختہ بنانا مکروہ ہے؟

تو انہوں نے جواب دیا "ہاں!"[9]

امام سرخسی رحمہ اللہ المسبوط میں فرماتے ہیں:

"قبروں کو پختہ نہ بناؤ' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت ثابت ہے۔"[10]

قاضی خاں اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

"قبر کو پختہ نہ بنایا جائے اور نہ ہی اس پر قبہ وغیرہ تعمیر کیا جائے' کیونکہ امام ابوحنیفہ سے اس کی نہی وارد ہوئی ہے۔"[11]

امام کاسانی کا ارشاد ہے:

"قبر کو پختہ بنانا مکروہ ہے۔ اور امام ابوحنیفہ نے قبر پر قبہ وغیرہ بنانا مکروہ سمجھا ہے۔ اس میں مال کا ضیاع ہے۔ البتہ قبر پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں' مگر امام ابویوسف سے مروی ہے کہ پانی چھڑکنا بھی مکروہ ہے کیونکہ اس سے قبر پختہ ہوتی ہے۔"[12]

ملاحظہ ہو بحر الرائق[13]' بدائع الصنائع[14] فتح القدیر[15] ردّ المختار علی درّ المختار'[16] فتاویٰ ہندیہ[17]' فتاویٰ بزازیہ[18] اور کنز الدّقائق[19] وغیرہ۔ قاضی ابراہیم حنفی فرماتے ہیں:

"وہ قبے جو قبروں پر تعمیر کئے گئے ہیں' انہیں گرانا فرض ہے۔۔۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت اور نافرمانی پر تعمیر کیے گئے ہیں۔ اور وہ عمارت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت پر تعمیر کی گئی ہو اسے گرانا مسجد ضرار کے گرانے سے بھی زیادہ ضروری ہے۔"[20]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(لعن الله الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد)[21]

"اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائے' انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔"

یہ تو ہیں کتاب وسنت اور فقہ حنفیہ کی واضح نصوص۔۔۔ مگر بریلوی قوم کو اصرار ہے کہ قبروں کو پختہ کرنا اور ان پر قبے وغیرہ بنانا ضروری ہیں۔

جناب احمد رضا خاں بریلوی کہتے ہیں:

"قبوں وغیرہ کی تعمیر اس لیے ضروری ہے تاکہ مزارات طیّبہ عام قبور سے ممتاز رہیں اور عوام کی نظر میں ہیبت وعظمت پیدا ہو۔"[22]

چادریں ڈالنا اور شمعیں جلانا یہ بھی جائز ہے تاکہ:

عوام جس مزار پر کپڑے اور عمامے رکھیں' مزار ولی جان کر اس کی تحقیر سے باز رہیں۔ اور تا کہ زیارت کرنے والے غافلوں کے دلوں میں خشوع وادب آئے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیاء کرام کی روحیں حاضر ہوتی ہیں۔"[23]

مزید لکھتے ہیں:

"شمعیں روشن کرنا قبر کی تعظیم کے لیے جائز ہے' تا کہ لوگوں کو علم ہو کہ یہ بزرگ کی قبر ہے اور وہ اس سے تبرک حاصل کریں۔"[24]

ایک اور بریلوی عالم رقمطراز ہیں:

"اگر کسی ولی کی قبر ہو تو ان کی روح کی تعظیم کرنے اور لوگوں کو بتلانے کے لیے کہ ولی کی قبر ہے' تا کہ لوگ اس سے برکت حاصل کر لیں چراغ جلانا جائز ہے۔"[25]

یہ تو ہیں بریلوی اکابرین کے فتوے! مگر حدیث میں اس کی واضح ممانعت آئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

(لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور و المتخذين عليها مساجد والسّروج)[26]

یعنی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کے لیے آنے والی عورتوں' قبروں پر سجدہ گاہ تعمیر کرنے والوں اور ان پر چراغ روشن کرنے والواں پر لعنت فرمائی ہے۔"

ملّا علی قاری حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یعنی "قبروں پر چراغ جلانے کی ممانعت اس لیے آئی ہے کہ یہ مال کا ضیاع ہے۔ اور اس لیے کہ یہ جہنم کے آثار میں سے ہے۔ اور اس لیے آئی ہے کہ اس میں قبروں کی تعظیم ہے۔"[27]

قاضی ابراہیم حنفی رحمہ اللہ قبر پرستوں کے اصول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آج بعض گمراہ لوگوں نے قبروں کا حج کرنا بھی شروع کر دیا ہے اور اس کے طریقے وضع کر لیے

ہیں۔ اور دین وشریعت کے مخالف امور میں سے یہ بھی ہے کہ لوگ قبروں اور مزاروں کے سامنے عاجزی وانکساری کا ظہار کرتے ہیں اوران پر دیئے وغیرہ جلاتے ہیں۔قبروں پر چادریں چڑھانا' ان پر دربان بٹھانا' انہیں چومنا اوران کے پاس رزق واولاد طلب کرنا' ان سب امور کا شریعت اسلامیہ میں کوئی جواز نہیں۔"[28]

خود احمد یار نے فتاویٰ عالمگیری سے نقل کیا ہے کہ:

"قبروں پر شمعیں روشن کرنا بدعت ہے۔"

اسی طرح فتاویٰ بزازیہ میں بھی ہے کہ " قبرستان میں چراغ لے جانا بدعت ہے۔اس کی کوئی اصل نہیں۔"[29]

ابن عابدین فرماتے ہیں:

"مزاروں پر تیل یا شمعوں وغیرہ کی نذر چڑھانا باطل ہے۔"[30]

علامہ حصکفی حنفی فرماتے ہیں:

"وہ نذرونیاز جو عوام کی طرف سے قبروں پر چڑھائی جاتی ہے' خواہ وہ نقدی کی صورت میں ہو یا تیل وغیرہ کی شکل میں' وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں۔"[31]

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"قبروں پر روشنی کرنا جاہلیت کی رسموں میں سے ہے۔"[32]

علامہ آلوسی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قبروں پر سے چراغوں اور شمعوں کو ہٹانا ضروری ہے۔ایسی کوئی نذر جائز نہیں۔"[33]

اسی طرح:

"چادروغیرہ سے قبر کوڈھانپنا بھی درست نہیں"[34]

"یہ سب باطل کام ہے۔ان کاموں سے بچنا چاہیے۔"[35]

نیز:

"چراغ جلانا اور چادریں چڑھانا حرام ہے۔"[36]

علمائے احناف حضرت علی کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ:

"وہ کسی ایسی قبر کے پاس سے گزرے جسے کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ دیا گیا تھا' تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے منع فرما دیا۔"[37]

ان ساری بدعات کا شریعت اسلامیہ میں کوئی وجود نہیں تھا اور نہ ہی یہ قرون اولیٰ سے ثابت ہیں اگر اس میں کسی قسم کا کوئی دینی فائدہ ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ وغیرہ سے اس کا عمل ثابت ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دعاء فرمائی تھی:

(اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبد)[38]

یعنی "اے اللہ! میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا کہ اس کی پوجا شروع کر دی جائے۔"

بریلوی حضرات نے عرسوں' محافل میلاد' فاتحہ کی نذر' قل' گیارہوں اور چالیسویں وغیرہ کی شکل میں بہت سی اس طرح کی بدعات ایجاد کیں' تا کہ وہ ان کے ذریعہ سے پیٹ کی آگ ٹھنڈی کر سکیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"اولیاء اللہ رحمت رب کے دروازے ہیں۔ رحمت دروازوں سے ملتی ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

(هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ)

ثابت ہوا کہ زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس کھڑے ہو کر بچے کی دعاء کی[39] یعنی ولیہ کے پاس دعا کرنا باعث قبول ہے۔[40]

نیز:

"قبروں پر عرس اولیاء کی خدمت میں حاضری کا سبب ہے اور یہ تعظیم شعائر اللہ ہے اور اس میں بے

شمار فوائد ہیں۔"[41]

احمد رضا کے ایک اور شاگرد کہتے ہیں:

"اولیائے کرام کی قبروں پر عرس کرنا اور فاتحہ پڑھنا برکات کا باعث ہے۔ بے شک اولیاء اللہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور مرنے کے بعد ان کی طاقتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔"[42]

نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:

"عرس کرنا اور اس موقع پر روشنی' فرش اور لنگر کا انتظام کرنا شریعت[43] سے ثابت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔"[44]

نیز:

اولیاء کے مزارات میں نماز پڑھنا اور ان کی روحوں سے مدد طلب کرنا برکات کا باعث ہے۔"[45]

"وہابیوں کا یہ کہنا کہ قبروں کو چومنا شرک ہے' یہ ان کا غلو ہے۔"[46]

نیز:

نذر لغیر اللہ سے آدمی مشرک نہیں ہوتا۔"[47]

قبروں کے گرد طواف کرنا بھی بریلوی شریعت میں جائز ہے:

"اگر برکت کے لیے قبر کے گرد طواف کیا تو کوئی حرج نہیں۔"[48]

اس لیے کہ:

اولیاء کی قبریں شعائر اللہ میں سے ہیں اور ان کی تعظیم کا حکم ہے۔"[49]

نیز:

طواف کو شرک ٹھہرانا وہابیہ کا گمان فاسد اور محض غلو و باطل ہے۔"[50]

عرس کی وجہ تسمیہ:

عرس کو عرس اس لیے کہتے ہیں' کیونکہ یہ عروس یعنی دولہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا دن

ہے۔"[51]

احمد یار گجراتی کا فتویٰ ہے:

"نماز صرف اس کے پیچھے جائز ہے جو عرس وغیرہ کرتا ہو۔ اور جو ان چیزوں کا مخالف ہو' اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔"[52]

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی غیر اسلامی عید ہے۔ قرون اولیٰ میں اس کا کوئی وجود نہیں۔ خود دیدار علی نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ میلاد شریف کا سلف صالحین سے قرون اولیٰ میں کوئی ثبوت نہیں۔ یہ بعد میں ایجاد ہوئی ہے۔[53]

اس کے باوجود ان کا عقیدہ ہے کہ:

"محفل میلاد شریف منعقد کرنا اور ولادت پاک کی خوشی منانا' اس کے ذکر کے موقعہ پر خوشبو لگانا' گلاب چھڑکنا' شیرینی تقسیم کرنا' غرضیکہ خوشی کا اظہار کرنا جو جائز طریقے سے ہو' وہ مستحب ہے اور بہت ہی باعث برکت۔ آج بھی اتوار کو عیسائی اس لیے عید مناتے ہیں کہ اس دن دستر خوان اترا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اس مائدہ سے کہیں بڑھ کر نعمت ہے۔ لہٰذا ان کی ولادت کا دن بھی یوم العید ہے۔"[54]

نیز:

میلاد شریف قرآن وحدیث اور ملائکہ اور پیغمبروں سے ثابت ہے۔"[55]

نیز:

میلاد ملائکہ کی سنت ہے۔ اس سے شیطان بھاگتا ہے۔"[56]

دیدار علی لکھتے ہیں:

"میلاد سنت اور واجب ہے"[57]

نیز:

ذکر میلاد کے وقت کھڑے ہونے کا قرآن مجید (کون سے قرآن مجید؟) میں حکم ہے۔"[58]

اوریہی دیدار علی ہیں' جنہوں نے کہا ہے کہ میلاد شریف کی اصل قرون اولیٰ سے ثابت نہیں۔

جناب بریلوی کہتے ہیں:

"میلاد شریف میں رلا دینے والے قصے بیان کرنا ناجائز ہے۔"[59]

بریلوی قوم نے اکل وشرب کو دوام بخشنے کے لیے اس طرح کی بدعات جاری کی ہیں اور دین اسلام کو غیر شرعی رسوم ورواج کا مجموعہ بنا دیا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کو بھی استعمال کیا' تاکہ کھانے پینے کا بازار بخوبی گرم ہو سکے۔

حالانکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

(من احدث فی امرنا ھذا فھو ردّ)[60]

"جس نے دین کے معاملے میں کوئی نئ چیز ایجاد کی' اسے ردّ کر دیا جائے گا۔"

نیز:

(ایّاکم و محدثات الامور کل محدثة بدعةو کل بدعة ضلالة)[61]

"دین میں نئ نئ رسموں سے بچو۔ ہرنئ رسم بدعت ہے' اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

اور خود عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی عزیز کی عید میلاد نہیں منائی اور نہ ہی ان کی وفات کے بعد قل وغیرہ کروائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی وفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوئی' مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ رسموں میں سے کوئی رسم ادا نہیں کی۔ اگر ان رسموں کا کوئی فائدہ ہوتا یا ایصال ثواب کا ذریعہ ہوتیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور عمل فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

اگر کسی قبر پر عرس وغیرہ کرنا باعث ثواب اور حصول برکات کا سبب ہوتا تو خلفائے راشدین رضی اللہ

عنہم کسی صورت میں بھی اس سے محروم نہ رہتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان سے زیادہ محبت کس کو ہوسکتی ہے؟ مگر ان میں سے کسی سے بھی اس قسم کے اعمال ثابت نہیں۔ معلوم ہوا' یہ سب رسمیں کسب معاش کے لیے وضع کی گئیں ہیں۔ثواب و برکات حصول محض ایک دھوکہ ہے!

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قبر کی طرف خصوصی طور پر سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور قبروں پر ہونے والی بدعات بہت بری ہیں۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر کو میلہ نہ بننے کی دعاء فرمائی تھی۔[62]

مشہور حنفی مفسر قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

" آج کل کچھ جاہل لوگوں نے قبروں کے پاس غیر شرعی حرکات شروع کردی ہیں' ان کا کوئی جواز نہیں۔ عرس وغیرہ اور روشنی کرنا سب بدعات ہیں۔[63]

قبروں کے گرد طواف کے بارے میں ابن نجیم الحنفی کا ارشاد ہے:

" کعبہ کے سوا کسی دوسری چیز کے گرد طواف کفر ہے۔"[64]

ملا علی قاری صاحب فرماتے ہیں:

"روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد طواف کرنا بھی جائز نہیں' کیونکہ یہ کعبۃ اللہ کی خاصیت ہے۔ آج کل کچھ جاہل لوگوں نے مشائخ اور علماء کا لبادہ اوڑھ کر یہ کام شروع کردیا ہے' ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ ان کا یہ فعل جہالت پر مبنی ہے۔"[65]

جہاں تک عید میلاد کا تعلق ہے' تو یہ ساتویں صدی ہجری میں ایک بدعتی بادشاہ مظفر الدین کی ایجاد ہے۔

"وہ ایک فضول خرچ بادشاہ تھا۔ وہ سب سے پہلا شخص تھا۔ جس نے یہ کام شروع کیا۔"[66]

نیز:

"وہ ہر سال تقریباً تین لاکھ روپے اس بدعت پر خرچ کیا کرتا تھا۔"[67]

نیز:

اس کے دور میں ایک بدعتی عالم عمر بن دحیہ نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ بادشاہ نے اسے ایک ہزار دینار انعام دیا۔"[68]

البدایہ والنہایہ میں عمر بن دحیہ کے متعلق لکھا ہے کہ:

"یہ جھوٹا شخص تھا۔ لوگوں نے اس کی روایت پر اعتبار کرنا چھوڑ دیا تھا اور اس کی بہت زیادہ تذلیل کی تھی۔"[69]

امام ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے متعلق فرمایا ہے:

"یہ بہت جھوٹا شخص تھا۔ احادیث خود وضع کر کے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتا۔ سلف صالحین کے خلاف بدزبانی کیا کرتا تھا۔ ابوالعلاء اصبہانی نے اس کے متعلق ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ:

"وہ ایک دن میرے والد کے پاس آیا' اس کے ہاتھ میں ایک مصلیٰ بھی تھا۔ اس نے اسے چوما اور آنکھوں سے لگایا اور کہا کہ یہ مصلیٰ بہت بابرکت ہے۔ میں نے اس پر کئی ہزار نوافل ادا کیے ہیں اور بیت اللہ شریف میں اس پر بیٹھ کر قرآن مجید ختم کیا ہے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اسی روز ایک تاجر میرے والد کے پاس آیا اور کہنے لگا' آپ کے مہمان نے آج مجھ سے بہت مہنگا جائے نماز (مصلیٰ) خریدا ہے۔ میرے والد نے وہ مصلیٰ جو مہمان عمر بن دحیہ کے پاس تھا' اسے دکھلایا تو تاجر نے کہا کہ یہی وہ جائے نماز ہے جو اس نے مجھ سے آج خریدا ہے۔ اس پر میرے والد نے اسے بہت شرمندہ کیا اور گھر سے نکال دیا۔[70]

بہرحال ایسے شخص نے اس بادشاہ کی تائید کی اور میلاد کے سلسلے میں اس کا ساتھ دیا۔

عید میلاد صرف عیسائیوں کی مشابہت میں جاری کی گئی ہے' اسلامی شریعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

محفل میلاد میں بریلوی حضرات میلاد پڑھتے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ معاذ اللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اس میں حاضری کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ بریلوی حضرات اکثر یہ شعر پڑھتے ہیں۔

دم بدم پڑھو درود حضور بھی ہیں یہاں موجود

ان کا کہنا ہے:

میلاد شریف کے ذکر کے وقت قیام فرض ہے۔"[71]

حالانکہ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

" جسے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ لوگ اس کی تعظیماً قیام کریں' اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔"[72]

اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوا کرتے تھے' کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ناپسند فرماتے ہیں۔"[73]

بریلوی حضرات پر تعجب ہے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم میلاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات کے روز مناتے ہیں' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 12 ربیع الاول کو انتقال فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت 9 ربیع الاول ہے اور جدید تقویم سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ چند سال قبل بریلوی حضرات اسے بارہ وفات کہا کرتے تھے' مگر اب بارہ وفات سے بدل کر عید میلاد کر دیا۔

جہاں تک قل' ساتویں' دسویں اور چالیسویں وغیرہ کا تعلق ہے' یہ سب خود ساختہ بدعات ہیں۔ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا ثبوت ملتا ہے' نہ اصحاب رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ہی فقہ حنفی سے۔ حقیقت میں یہ لوگ حنفی نہیں' کیونکہ یہ فقہ حنفی کی پابندی نہیں کرتے۔ ان کی الگ اپنی فقہ ہے' جس پر یہ عمل پیرا ہیں۔

فقہ حنفی کے امام ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہمارے مذہب میں علماء کا اتفاق ہے کہ تیجا اور ساتواں وغیرہ جائز نہیں۔"[74]

ابن بزاز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تیجا اور ساتواں مکروہ ہے۔اسی طرح مخصوص دنوں میں ایصال ثواب کے لیے کھانا پکانا اور ختم وغیرہ بھی مکروہ ہیں۔"[75]

مگر بریلوی حضرات کسی شخص کے مرجانے کے بعد اس کے ورثاء پر قل وغیرہ کرنا فرض قرار دیتے ہیں اور ایصال ثواب کے بہانے شکم پروری کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

گیارہوں کے متعلق بریلوی قوم کا اعتقاد ہے:

" گیارہویں تاریخ کو کچھ مقررہ پیسوں پر فاتحہ کی پابندی کی جائے تو گھر میں بہت برکت رہتی ہے۔ کتاب "یازدہ مجالس" میں لکھا ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی بارہویں یعنی 12 تاریخ کے میلاد کے بڑے پابند تھے۔ایک بار خواب میں سرکار نے فرمایا کہ عبدالقادر! تم نے بارہویں سے ہم کو یاد کیا' ہم تم کو گیارہویں دیتے ہیں۔یعنی لوگ گیارہویں سے تم کو یاد کیا کریں گے۔ یہ سرکاری عطیہ ہے۔"[76]

یہ ہے گیارہویں اور "یازداہ مجالس" سے اس کی عظیم الشان دلیل۔نامعلوم کون کون سے دن انہوں نے حصول برکات کے لیے وضع کرر کھے ہیں۔ بریلوی مذہب میں جمعرات کی روٹی بھی معروف ہے۔ کیونکہ:

"جمعرات کے روز مومنوں کی روحیں اپنے گھروں میں آتی ہیں اور دروازے کے پاس کھڑے ہوکر دردناک آواز سے پکارتی ہیں کہ: اے میرے گھر والوں! اے میرے بچو! اے میرے عزیزو! ہم پر صدقے سے مہربانی کرو۔ چنانچہ میت کی روح اپنے گھر میں جمعہ کی رات کو آکر دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا گیا ہے یا نہیں؟"[77]

صرف جمعرات کے روز ہی روحیں صدقہ خیرات کا مطالبہ کرنے کے لیے نہیں آتیں' بلکہ:

"عید' جمعۃ المبارک' عاشورہ اورشب برات کے موقعہ پر بھی آتی اوراس قسم کا مطالبہ کرتی ہیں"[78]

اکل وشرب کے لیے ایجاد کی جانے والی بریلوی حضرات کی "رسم ختم شریف" جہلا میں بہت مشہور ہے۔ ان کے ملاّؤں نے پیٹ کے لیے ایندھن فراہم کرنے کی غرض سے اس رسم کو رواج دے کر شریعت اسلامیہ کو بہت بدنام کیا ہے۔ اس رسم سے علمائے کرام کے وقار کو بھی سخت دھچکا لگا ہے اور ہمارے یہاں یہ رسم علمائے کرام کے لیے گالی سمجھی جانے لگی ہے۔ ان ملاّؤں کی شکم پروری کا سامان مہیا ہوتا رہے' باقی کسی چیز سے انہیں کوئی غرض نہیں۔

اسی طرح یہ حضرات کسی سرمایہ دار کے گھر اکھٹے ہوکر قرآن مجید ختم کرتے ہیں اور پھر اس کا ثواب میت کو ہبہ کردیتے ہیں۔ سرمایہ دار خوش ہوجاتا ہے کہ چند ٹکوں کے عوض اس کا عزیز بخشا گیا۔ اور یہ حضرات خوش ہوجاتے ہیں کہ تھوڑے سے وقت کے عوض مختلف انواع کے کھانے بھی مل گئے اور جیب بھی گرم ہوگئی' حالانکہ فقہائے احناف کی صراحت ہے:

"اجرت لے کر قرآن ختم کرنے کا ثواب خود پڑھنے والے کو نہیں ملتا' میت کو کیسے پہنچے گا؟"[79]

امام عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس طرح قرآن مجید ختم کرکے اجرت لینے والا اور دینے والا دونوں گناہ گار ہیں۔ اس طرح کرنا جائز نہیں۔"[80]

ابن عابدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ایسا کرنا کسی مذہب میں جائز نہیں' اس کا کوئی ثواب نہیں ملتا!"[81]

امام شامی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

"قرآن مجید اجرت پر پڑھنا اور پھر اس کا ثواب میت کو ہبہ کرنا کسی سے ثابت نہیں ہے۔ جب کوئی شخص اجرت لے کر پڑھتا ہے تو اسے پڑھنے کا ثواب نہیں ملتا' پھر وہ میت کو کیا ہبہ کرسکتا ہے۔"[82]

رب تعالٰی نے فرمایا:

﴿وَلَا تَشتَرُوا بِاٰیٰاتِی ثَمَنًا قَلِیلًا﴾ (البقرہ)

"میری آیات کے بدلے مال کا کچھ حصہ نہ خریدو۔"

مفسرین کہتے ہیں:

"یعنی اس پر اجرت نہ لو۔"[84]

شرح عقیدہ طحاویہ میں ہے:

" کچھ لوگوں کا اجرت دے کر قرآن مجید ختم کروانا اور پھر اس کا ثواب میت کو ہبہ کرنا' یہ سلف صالحین میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں۔ اور نہ اس طرح ثواب میت تک پہنچتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص اجرت دے کر اس سے نوافل وغیرہ پڑھوائے اور ان کا ثواب میت کو ہبہ کر دے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ وصیت کر جائے کہ اس کے مال کا کچھ حصہ قرآن مجید کی تلاوت کر کے اسے ہبہ کرنے والوں کو دیا جائے' تو ایسی وصیت باطل ہے۔"[85]

بہر حال اس بدعت کا ذاتی خواہشات کی تکمیل سے تو تعلق ہوسکتا ہے' دین وشریعت سے کوئی تعلق نہیں!

بریلوی حضرات نے مال و دولت جمع کرنے کے لیے "تبرکات" کی بدعت بھی ایجاد کی ہے' تاکہ جبہ ودستار کی زیارت کرا کے دنیوی دولت کو سمیٹا جائے۔ بریلوی اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

"اولیاء کے تبرکات شعائر اللہ میں سے ہیں۔ ان کی تعظیم ضروری ہے۔"[86]

مزید:

جو شخص تبرکات شریفہ کا منکر ہو' وہ قرآن و حدیث کا منکر اور سخت جاہل' خاسر اور گمراہ و فاجر ہے۔"[87]

نیز:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ جو چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے

پہچانی جاتی ہے' اس کی تعظیم کی جائے۔"[88]

چنانچہ کسی بھی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردو اور پھر اس کی زیارت کروا کے صدقے اور نذرانے جمع کرنے شروع کردو۔ کوئی ضرورت نہیں تحقیق کی کہ اس "تبرک" کا واقعی آپ سے تعلق ہے بھی یا نہیں؟ جناب بریلوی تصریح فرماتے ہیں:

"اس کے لیے کسی سند کی حاجت نہیں' بلکہ جو چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک سے مشہور ہو' اس کی تعظیم شعائر دین میں سے ہے۔"[89]

تعظیم کا طریقہ کیا ہے؟ جناب احمد رضا بیان کرتے ہیں:

"در ودیوار اور تبرکات کو مس کرنا اور بوسہ دینا اگرچہ ان عمارتوں کا زمانہ اقدس میں وجود ہی نہ ہو۔۔۔۔۔اس کی دلیل؟ مجنوں کا قول۔۔۔۔کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

امر علی الدیار دیار لیلیٰ
اقبل ذا الجدار وذا الجدار
وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیارا

"میں لیلیٰ کے شہروں پر گزرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو۔ اور یہ شہر کی محبت کی وجہ سے نہیں' بلکہ یہ تو شہر والوں کی محبت ہے۔"[90]

نیز:

حتیٰ کہ بزرگوں کی قبر پر جانے کے وقت دروازے کی چوکھٹ چومنا بھی جائز ہے۔"[91]

بریلوی قوم کے نزدیک مدینہ منورہ اور بزرگوں کی قبروں کو چومنا ہی نہیں' بلکہ مزاروں وغیرہ کی تصویروں کو بھی چومنا ضروری ہے۔ بریلوی صاحب ارشاد کرتے ہیں:

"علمائے دین نعل مطہر و روضہ حضور سید البشر علیہ افضل الصلوۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر

بنانے اور انہیں بوسہ دینے' آنکھوں سے لگانے اور سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے۔"[93]

نیز:

"علمائے دین ان تصویروں سے دفع امراض وحصول اغراض کے لیے توسل فرماتے تھے۔"[94]

بریلوی اعلیٰ حضرت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کی خیالی تصویر کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جس کے پاس نقشہ متبرکہ ہو' ظالموں اور حاسدوں سے محفوظ رہے۔عورت دردزہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے' آسانی ہو۔ جو ہمیشہ پاس رکھے گا معزز اور اسے زیارت روضہ رسول نصیب ہو۔ جس لشکر میں ہو نہ بھاگے' جس قافلے میں ہو نہ لٹے' جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے' جس مال میں ہو نہ چرایا جائے' جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو' جس مراد کی نیت اپنے پاس رکھیں حاصل ہو۔"[95]

ان خرافات اور دور جاہلیت کی خرافات میں کوئی فرق نہیں ہے۔سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خرافات کو ختم کیا تھا' یہ لوگ دوبارہ اسے زندہ کررہے ہیں۔

خاں صاحب نقل کرتے ہیں:

"اگر ہوسکے تو اس خاک کو بوسہ دے جسے نعل مبارک کے اثر سے نم حاصل ہوئی ورنہ اس کے نقشہ ہی کو بوسہ دے۔"[96]

مزید:

اس نقشے کے لکھنے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضہ عالیہ کی زیارت نہ ملی' وہ اس کی زیارت کرلے۔اور شوق سے اسے بوسہ دے کہ یہ مثال اس اصل کے قائم مقام ہے۔"[97]

نیز:

"روضہ منورہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل صحیح بلاشبہ معظمات دینیہ سے ہے۔اس کی

تعظیم وتکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضائے ایمان ہے۔"[98]

ان چیزوں کی زیارت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ذہن میں لائیں اور درود شریف کی کثرت کریں۔"[99]

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کے نقشہ کو مس کرنے والے کو قیامت میں خیر کثیر ملے گی اور دنیا میں یقیناً نہایت اچھے عیش وعشرت اور عزت وسرور میں رہے گا۔ اسے قیامت کے روز کامیابی کی غرض سے بوسہ دینا چاہئے' جو اس نقشے پر اپنے رخسار رگڑے اس کے لیے بہت عجیب برکتیں ہیں۔"[100]

اندازہ لگائیں' بریلوی حضرات کی ان حرکات اور بت پرستی میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ اپنے ہاتھوں سے ایک تصویر بناتے ہیں اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور اپنے ذہن میں لاکر اسے چومتے ہیں' اپنی آنکھوں سے لگاتے اور اپنے گالوں پر رگڑتے ہیں اور پھر برکات کے حصول کی امید کرتے ہیں۔

ایک طرف تو تصویر اور مجسمے کی اس قدر تعظیم کرتے' اور دوسری طرف اللہ رب العزت کی شان میں اس قدر گستاخی اور بے ادبی کہ کہتے ہیں:

"نعل شریف (جوتے کا مجسمہ) پر بسم اللہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔"[101]

جناب احمد رضا صاحب ان مشرکانہ رسموں کی اصل غرض وغایت کی طرف آتے ہیں:

"زائر کو چاہیے کہ وہ کچھ نذر کرے' تاکہ اس سے مسلمانوں کی اعانت ہو۔ اس طرح زیارت کرنے والے اور کرانے والے دونوں کو ثواب ہوگا۔ ایک نے سعادت و برکت دے کر ان کی مدد کی اور دوسرے نے متاع قلیل سے فائدہ پہنچایا۔ حدیث میں ہے "تم میں جس سے ہوسکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے" تو اسے چاہئے کہ نفع پہنچائے (طرز استدلال ملاحظہ فرمائیں) حدیث میں ہے:

"اللہ اپنے بندوں کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے۔ خصوصاً جب یہ تبرکات والے حضرات سادات ہوں تو ان کی خدمت اعلیٰ درجے کی برکت وسعادت ہے۔"[102]

یہ ہے بریلوی دین وشریعت اور یہ ہیں اس کے بنیادی اصول وضوابط! عوام کو بے وقوف بنا کر کس طرح یہ لوگ اپنا کاروبار چمکانا چاہتے اور اپنی تجوریاں بھرنا چاہتے ہیں۔

کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ اسلام تصاویر اور مجسموں کی تعظیم کا حکم دے؟ انہیں بوسہ دینے اور ہاتھ سے چھونے کو باعث برکت بتائے اور پھر اس پر چڑھاوے چڑھانے کی ترغیب دے؟

حاشا وکلّا!

دین کو نفع بخش تجارت بنا لینے والے بعض بریلوی ملاؤں نے عوامی سرمائے کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کے لیے بعض ایسی بدعات ایجاد کی ہیں' جو کھلم کھلا کتاب وسنت کے خلاف اعلان بغاوت ہیں۔ بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے کہ اگر کسی نے ساری زندگی نماز نہ پڑھی ہو روزے نہ رکھے ہوں' مرنے کے بعد دنیوی مال ومتاع خرچ کر کے اسے بخشوایا جا سکتا ہے۔ جسے یہ لوگ حیلہ اسقاط کا نام دیتے ہیں۔ اس کا طریقہ ملاحظہ فرمائیں اور بریلوی ذہنیت کی داد دیں:

"میت کی عمر کا اندازہ لگا کر مرد کی عمر سے بارہ سال اور عورت کی عمر سے نو سال (نابالغ رہنے کی کم از کم مدت) کم کر دیئے جائیں۔ بقیہ عمر میں اندازہ لگایا جائے کہ ایسے کتنے فرائض ہیں جنہیں وہ ادا نہ کر سکا اور نہ قضا۔ اس کے بعد ہر نماز کے لیے صدقہ فطر کی مقدار بطور فدیہ خیرات کر دی جائے' صدقہ فطر کی مقدار نصف صاع گندم یا ایک صاع جو ہے۔ اس حساب سے ایک دن کی وتر سمیت چھ نمازوں کا فدیہ تقریباً بارہ سیر ایک ماہ کا نو من اور شمسی سال کا ایک سو آٹھ من ہوگا۔"[103]

قرآن کریم میں ہے:

﴿اِنَّ الَّذِینَ یَاکُلُونَ اَموَالَ الیَتٰمٰی ظُلمًا اِنَّمَا یَاکُلُونَ فِی بُطُونِھِم نَارًا وَ سَیَصلَونَ سَعِیرًا﴾

"بلاشبہ وہ ظالم جو یتیموں کا مال کھاتے ہیں' وہ حقیقت میں اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں ایسے لوگ جہنم میں داخل ہوں گے۔"

نیز فرمایا:

﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزرَ اُخرٰی﴾

" کسی کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھا سکتا"

نیز:

﴿وَاَنَّ لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾

"انسان کو اسی کی جزا ملے گی' جو اس نے خود کمایا۔"

مگر بریلوی حضرات نے نا معلوم یہ حیلے کہاں سے اخذ کیے ہیں؟

ان کا ماخذ اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تو ہو سکتا ہے' شریعت اسلامیہ میں ان کا کوئی وجود نہیں!

کہتے ہیں اپنے عزیزوں کو بخشوانے کے لیے اتنی دولت شاید ہی کوئی خرچ کرے۔ پھر اس میں تخفیف کے لیے دوسرے کئی حیلے بیان کرتے ہیں تا کہ اسے استطاعت سے باہر سمجھ کر بالکل ہی ترک نہ کر دیا جائے۔

جو لوگ ان حیلوں کے قائل نہیں' ان کے متعلق ان کا ارشاد ہے کہ:

"وہابی وغیرہ کو دنیا سے رخصت ہونے والوں کے ساتھ نہ کوئی خیرخواہی ہے اور نہ فقراء و غرباء (بریلوی ملاّؤں) کے لیے جذبہ ہمدردی۔

اگر کوئی شخص حساب کے مطابق فدیہ ادا کرے' تو کیا اچھا ہے۔"[107]

اگر ہر محلے کے لوگ اپنے اعزا کو بخشوانے کے لیے ان حیلوں پر عمل شروع کر دیں تو ان ملاّؤں کی تو پانچوں گھی میں ہو جائیں۔

ان حیلوں سے بے نمازوں اور روزہ خوروں کی تعداد میں اضافہ تو ہو سکتا ہے' بریلوی اکابرین کی

تجوریاں تو بھر سکتی ہیں' مگر عذاب کے مستحق مردوں کو بخشوایا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ ان حیلوں کا نہ قرآن میں ذکر نہ حدیث میں۔ جس نے دنیا میں جو کمایا' آخرت میں اس کا پھل پائے گا۔ اگر نیک ہے تو اسے حیلوں کی ضرورت نہیں' اور اگر بد ہے تو اسے ان کو کوئی فائدہ نہیں!

انگوٹھے چومنا بھی ایک بدعت ہے' جس کا حدیث سے کوئی ثبوت نہیں۔ بریلوی حضرات اس بدعت کو ثابت کرنے کے لیے من گھڑت اور موضوع روایات ذکر کرتے ہیں۔ جناب بریلوی لکھتے ہیں

"حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص (اشھد ان محمدا رسول اللہ) سن کر اپنے انگوٹھے چومے گا اور پھر اپنی آنکھوں پر لگائے گا' اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔"[108]

جناب احمد رضا نے اس روایت کو امام سخاوی سے نقل کیا ہے۔ جب کہ امام سخاوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ذکر کر کے لکھا ہے:

"اس روایت کو کسی صوفی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ اس کی سند میں جن راویوں کے اسماء ہیں' وہ محدثین کے نزدیک مجہول اور غیر معروف ہیں۔ یعنی خود ساختہ سند ہے۔ اور پھر خضر علیہ السلام سے کس نے سنا ہے؟ اس کا بھی کوئی ذکر نہیں۔"[109]

یعنی امام سخاوی جس روایت کو صوفیہ کے خلاف استعمال کر رہے ہیں اس پر تنقید کر رہے ہیں اور اسے موضوع روایت قرار دے رہے ہیں' جناب احمد رضا مکمل علمی بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک غیر اسلامی بدعت کو رواج دینے کے لئے اس سے استدلال کر رہے ہیں۔

امام سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "وہ تمام روایات' جن میں انگوٹھوں کو چومنے کا ذکر ہے' وہ موضوع ومن گھڑت ہیں۔"[110]

اسی طرح امام سخاوی رحمہ اللہ' ملا علی قاری' محمد طاہر الفتنی اور علامہ شوکانی رحمہم اللہ وغیرہ نے ان تمام روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔[111]

لیکن جناب احمد رضا صاحب کو اصرار ہے کہ "انگوٹھے چومنے کا انکار اجماع امت (بریلوی امت)

کے منافی ہے۔"[112]

مزید: "اسے وہی شخص ناجائز کہے گا' جو سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جلتا ہے۔"[113]

بریلوی خرافات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں "جس نے (لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ) یہ ساری دعاء لکھ کر میت کے کفن میں رکھ دی' وہ قبر کی تنگیوں سے محفوظ رہے گا اور منکر نکیر اس کے پاس نہیں آئیں گے۔"[114]

اسی طرح بریلوی حضرات نے "عہد نامہ" کے نام سے ایک دعا وضع کر رکھی ہے' جس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ "اسے جس شخص کے کفن میں رکھا جائے' اللہ اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا۔"[115]

احمد یار لکھتے ہیں:

عہد نامہ دیکھ کر میت کو یاد آ جاتا ہے کہ اس نے نکیرین کو کیا جواب دینا ہے؟"[116]

بریلوی حضرات کتاب وسنت اور خود فقہ حنفی کی مخالفت کرتے ہوئے بہت سی ایسی بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں' جن کا سلف صالحین سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ان میں سے ایک قبر پر اذان دینا بھی ہے۔

خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

" قبر پر اذان دینا مستحب ہے' اس سے میت کو نفع ہوتا ہے۔"[117]

نیز:

قبر پر اذان سے شیطان بھاگتا ہے اور برکات نازل ہوتی ہیں۔"[118]

حالانکہ فقہ حنفی میں واضح طور پر اس کی مخالفت کی گئی ہے۔ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" قبر پر اذان وغیرہ دینا یا دوسری بدعات کا ارتکاب کرنا درست نہیں۔ سنت سے فقط اتنا ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنت البقیع تشریف لے جاتے تو فرماتے (السلام علیکم دار قوم مومنین ۔۔۔ الخ) اس کے علاوہ کچھ ثابت نہیں' ان بدعات سے اجتناب کرنا چاہیئے"[119]

امام شامیؒ کہتے ہیں:

" آج کل قبر پر اذان دینے کا رواج ہے۔اس کو کوئی ثبوت نہیں' یہ بدعت ہے۔"[120]

محمود بلخی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

" قبر پر اذان دینے کی کوئی حیثیت نہیں۔"[121]

بہرحال یہ ہیں بریلوی حضرات کی وہ تعلیمات جو نہ صرف کتاب وسنت کے خلاف ہیں' بلکہ فقہ حنفی کے بھی خلاف ہیں۔حالانکہ بریلوی قوم فقہ حنفی کا پابند ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں سنت پر عمل پیرا ہونے اور بدعات سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

## حوالہ جات

1 ملاحظہ ہو فتاویٰ رضویہ جلد ٦ ص ٥٦۔2 ملاحظہ ہو 'ماھی الضلالۃ' از فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص ۸۹۔3 جاء الحق از احمد یار ص ۲۸۲۔4 ایضاً ص ۲۸۵۔5 رواہ مسلم والترمذی والنسائی واحمد والحاکم والبیہقی۔6 ایضاً۔7 رواہ مسلم۔8 کتاب الاثار از امام محمد۔9 کتاب الاصل جلد ا ص ۴۲۲ از امام محمد۔10 المبسوط از امام سرخسی جلد ۲ ص ٦۲۔11 فتاویٰ قاضی خاں جلد ا ص ۱۹۴۔12 بدائع الصنائع از امام کاسانی جلد ا ص ۳۲۰۔13 جلد ۲ ص ۲۰۹۔14 جلد ا ص ۳۲۰۔15 جلد ا ص ۴۷۲۔16 جلد ا ص ۷۰۱۔17 جلد ا ص ٦٦۱ 18 جلد ۴ ص ۸۱۔19 ص ۵۰۔20 مجالس الابرار از قاضی ابراہیم ص ۱۲۹۔21 رواہ البخاری۔22 احکام شریعت للبریلوی ج ا ص ۷۱۔23 اقیجاً ص ۷۱۔24 بریق المنار بشموع المزار در فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۱۴۴۔25 جاء الحق از احمد یار گجراتی ص ۳۰۰۔26 رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی۔27 مرقاۃ از ملا علی قاری جلد ا ص ۴۷۰۔28 مجالس الابرار ص ۱۱۸۔29 جاء الحق ص ۳۰۲۔30 ردّ المختار از ابن عابدین شامی جلد ۲ ص ۱۳۹۔31 ردّ المختار از حصکفی جلد ۲ ص ۱۳۹۔32 فتاویٰ عالمگیری جلد ا ص ۱۷۸۔33 روح المعانی جلد ۱۵ ص ۲۱۹۔34 فتاویٰ مطالب المومنین۔35 فتاویٰ عزیزیہ ص ۹۔36 فتاویٰ شاہ رفیع الدین ص ۱۴۔37 مطالب المومنین۔38 مشکوٰۃ المصابیح باب المساجد عن مالک فی موطا۔39 ملاحظہ فرمائیں' کس طرح یہ لوگ قرآن مجید میں معنوی تحریف کا ارتکاب کررہے ہیں اور نبوت کی شان میں گستاخی کررہے ہیں۔اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے' اور یہی عقیدہ ہے گمراہ ابن عربی صوفی کا۔احمد یار گجراتی نے حضرت

زکریا علیہ السلام کا مقام ومرتبہ حضرت مریم علیہا السلام سے گھٹا دیا ہے۔ (العیاذ باللہ)۔40 جاء الحق ص ۳۳۵۔41 مواعظ نعیمیہ از گجراتی ص ۲۲۴۔42 بہار شریعت جزء اول ص ۵۶۔43 بریلوی شریعت سے تو یہ بات ثابت ہوسکتی ہے' اسلامی شریعت سے ثابت نہیں ہے!۔44 رسالہ المعجزۃ العظمٰی الحمد یہ درج فتاویٰ صدر الافاضل نعیم مراد آبادی ص ۱۶۰۔45 رسالہ حاجز البحرین از بریلوی درج فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۳۳۳۔46 فتاویٰ رضویہ جلد ۱ ص ۶۶۔47 ایضاً ص ۲۰۷۔48 بہار شریعت از امجد علی رضوی جزء ۴ ص ۱۳۳۔49 علم القرآن از احمد یار ص ۳۶۔50 حکایات رضویہ ص ۴۶۔51 حکایات رضویہ ص ۱۴۶۔52 الحق المبین از احمد سعید کاظمی ص ۴۷۔53 رسول الکلام فی بیان المولد والقیام ص ۱۵۔54 جاء الحق جلد ۱ ص ۲۳۱۔55 ایضاً۔56 ایضاً ص ۲۳۳۔57 رسول الکلام ص ۵۸۔58 ایضاً ص ۶۰۔60 متفق علیہ۔61 رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ۔62 حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ ص ۷۷' ایضاً تفہیمات الٰہیہ جلد ۲ ص ۶۴۔63 تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ جلد ۲ ص ۶۵۔64 البحر الرائق۔65 شرح المناسک از ملا علی قاری۔66 القول المعتمد فی عمل المولد از احمد بن محمد مصری۔67 دول الاسلام از امام ذہبی رحمہ اللہ جلد ۲ ص ۱۰۲۔68 البدایہ والنہایہ از امام ابن کثیرؒ جلد ۱۳ ص ۱۴۴۔69 ایضاً ص ۱۴۵۔70 لسان المیزان از امام ابن حجرؒ جلد ۴ ص ۲۹۶۔71 الانوار الساطعہ از عبدالسمیع بریلوی ص ۲۵۰۔72 رواہ الترمذی وابوداؤد۔37 رواہ الترمذی وقال' حدیث حسن۔74 مرقاۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۵ ص ۴۸۲۔75 فتاویٰ بزازیہ جلد ۴ ص ۸۱۔76 جاء الحق جلد ۱ ص ۲۷۰۔77 رسالہ اتیان الارواح در مجموعہ رسائل جلد ۲ ص ۶۹' ایضاً جاء الحق جلد ۱ ص ۲۶۲۔78 اتیان الارواح ص ۷۰۔79 شرح الدرایہ از محمود بن احمد حنفی۔80 البنایہ شرح الہدایہ جلد ۳ ص ۶۵۵۔81 مجموعہ رسائل از ابن عابدین ص ۱۷۳' ۱۷۴۔82 ایضاً ص ۱۷۵۔84 تفسیر طبری' ابن کثیر اور قرطبی وغیرہ۔85 شرح العقیدہ الطحاویہ ص ۵۱۷۔86 مقدمہ رسالہ بدرالانوار مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت جلد ۲ ص ۸۔87 بدرا لانوار احمد رضا ص ۱۲۔88 ایضاً ص ۲۱۔89 ایضاً الفصل الرابع ص ۴۳۔90 رسالۃ ابر المقال درج در مجموعہ رسائل جلد ۲ ص ۱۴۱۔91 ایضاً ص ۱۵۹۔92 ایضاً ص ۱۴۴۔93 ابر المقال فی قبلۃ الاجلال از بریلوی ص ۱۴۳۔94 بدرالانوار فی آداب الآثار ص ۳۹۔95 ایضاً ص ۴۰۔96 ابر المقال فی قبلۃ الاجلال از بریلوی ص ۱۴۳۔97 ایضاً ص ۱۴۸۔98 بدر الانوار ص ۵۳۔99 ایضاً ص ۵۶۔100 مجموعہ رسائل از احمد رضا ص ۱۴۴۔101 ایضاً ص ۳۰۴۔102 بدار الانوار در مجموعہ رسائل ص ۵۰ ومابعد۔103 غایۃ الاحتیاط فی جواز حیلۃ الاسقاط درج در بذل الجوائز ص ۳۴ طبع لاہور۔107 حیلۃ الاسقاط ص ۳۵۔108 منیز العین فی حکم تقبل الابہامین مندرج در فتاویٰ رضویہ ص ۳۸۳۔109 المقاصد الحسنہ للسخاوی۔110 تیسیر المقال از امام

سیوطی ۔111 ملاحظہ ہو تذکرۃ الموضوعات للفتنی، موضوعات ملا علی قاری، الفوائد المجموعۃ للامام الشوکانی ۔112 منیر العین در فتاویٰ رضویہ جلد۲ ص ۴۸۸ ۔113 ایضاً ص ۴۹۶ ۔114 فتاویٰ رضویہ جلد۴ ص ۱۲۷ ۔115 ایضاً ص ۱۲۹ ۔116 جاء الحق ص ۳۴۰ ۔117 فتاویٰ رضویہ جلد۴ ص ۵۴ ۔118 جاء الحق جلد ا ص ۳۱۵ ۔119 ابر المقال فی قبلۃ الاجلال ص ۱۴۳ ۔120 بدر الانوار فی آداب الآثار ص ۳۸ ۔121 ایضاً ص ۴۰ ۔

باب 4

# بریلویت اور تکفیری فتوے

بریلوی حضرات نے اکابرین اسلامیہ کی جس انداز سے تکفیر کی ہے' انہیں ملحد زندیق اور مرتد قرار دیا ہے اور انہیں غلیظ اور نجس گالیوں سے نوازا ہے' کسی شخص کا اس پر جذباتی ہونا اور جواباً وہی طرز و اسلوب اختیار کرنا اگرچہ فطری تقاضا ہے۔۔۔ مگر ہمارا چونکہ مثبت' نرم اور غیر متشددانہ ہے' لہٰذا ہم کفر کے فتووں کو ذکر کرنے کے باوجود اپنے اسلوب میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آنے دیں گے۔ ویسے بھی مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ لعن طعن کا اسلوب و انداز اختیار کرے۔

بریلوی مذہب کے پیروکاروں نے اپنے مخصوص عقائد و نظریات کو اسلام کا نام دے رکھا ہے۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے تمام اختیارات اولیاء کے پاس ہیں۔ ان کے خودساختہ بزرگان دین ہی خلق کی شنوائی اور ان کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ وہ علم غیب رکھتے ہیں اور آناً فاناً پوری دنیا کا چکر لگا کر اپنے مریدوں کی تکالیف کو دور کرتے' انہیں دشمنوں سے نجات عطا کرتے اور مصائب و مشکلات سے چھٹکارا دیتے ہیں۔ ان کے پاس نفع و نقصان پہنچانے' مردے کو زندہ کرنے اور گناہ گاروں کو بخشنے جیسے اختیارات موجود ہیں۔ وہ جب چاہیں بارش برسا دیں' جسے چاہیں عطا کریں اور جسے چاہیں محروم رکھیں۔ حیوانات ان کے فرماں بردار ہیں' فرشتے ان کے دربان ہیں۔ وہ حشر نشر اور حساب و کتاب کے وقت اپنے پیروکاروں کی مدد کرنے پر قادر ہیں۔ زمین و آسمان میں ان کی بادشاہی ہے۔ جب چاہیں ایک ہی قدم میں عرش پر چلے جائیں اور جب چاہیں وہ سمندروں کی تہہ میں اتر جائیں۔ سورج ان کی اجازت کے بغیر طلوع نہیں ہوتا۔ وہ اندھے کو بینا کر سکتے ہیں اور کوڑھی کو شفا دے سکتے ہیں۔ مرنے کے

بعد ان کی قوت و طاقت میں حیرت ناک حد تک اضافہ ہو جاتا ہے۔ دلوں کے راز جاننے والے اور موت وحیات کے مالک ہیں۔

یہ تمام اختیارات جب بزرگان دین کے پاس ہیں تو کسے کیا ضرورت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پکارے' مساجد کا رخ کرے' رات کی تاریکیوں میں اٹھ کر وہ اپنے رب کے حضور گڑ گڑائے؟

وہ کسی پیر کے نام کی نذر و نیاز دے گا' آپ کو اس کا مرید بنالے گا' وہ خود ہی اس کی نگہبانی کرے گا' مصائب میں اس کے کام آئے گا اور قیامت کے روز اسے جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دے گا۔

ظاہر ہے جس کی عقل سلامت ہو اور اسلام کی تعلیمات سے ادنیٰ سی بھی واقفیت بھی رکھتا ہو' وہ تو ان عقائد کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ وہ تو رب کائنات کو اپنا خالق و مالک و رازق اور داتا و حاجت روا مانے گا اور مخلوق کو اس کا محتاج اور اس کے بندے تصور کرے گا۔ وہ انسان ہو کر انسان کی غلامی اختیار نہیں کر سکتا۔ بس یہی قصور تھا اہل حدیث کا!۔۔۔۔۔انہوں نے ہندوانہ و مشرکانہ عقائد کو نہ مانا چنانچہ وہ جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور ان کے پیروکاروں کے تکفیری فتووں کا نشانہ بن گئے۔

اہل حدیث نے کہا ہمیں جناب بریلوی کی اطاعت کا نہیں' بلکہ کتاب وسنت کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

انہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عزیز تھا:

(ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ)[1]

"میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے: کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

یہی ایک جرم تھا جو انہیں مقتل لے گیا ان پر فتووں کی بوچھاڑ ہوئی اور وہ کافر' زندیق' ملحد اور مرتد ٹھہرے!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَطِیعُوا اللهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُم تُرحَمُونَ﴾

"اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرو' تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔"

﴿اَطِیعُوا اللهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوا عَنهُ وَاَنتُم تَسمَعُونَ﴾

"اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان کے فرامین سننے کے باوجود ان سے روگردانی نہ کرو۔"

﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اَطِیعُوا اللهَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ﴾

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اطاعت کرو۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔مگر بریلوی عقائد وافکار کے دلائل چونکہ کتاب وسنت سے مہیا نہیں ہوتے اور اہل حدیث صرف کتاب وسنت پر اکتفا کرتے ہیں اور لوگوں کو اسی کی طرف دعوت دیتے ہیں' چنانچہ بریلوی حضرات کو ان پر سخت غصہ تھا کہ یہ ان کے کاروبار زندگی کو خراب اور ان کی چمکتی ہوئی دکانوں کو ویران کر رہے ہیں۔

یہی قصور امام محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے ساتھیوں کا تھا۔

بریلوی حضرات کے نزدیک دیوبندی بھی اسلام سے خارج ہیں۔ان کا قصور یہ تھا کہ وہ ان کے تراشے ہوئے قصے کہانیوں پر ایمان نہیں لائے اور جناب احمد رضا کی پیروی نہیں کی۔

تمام وہ شعراء حضرات' جنھوں نے معاشرے کو غیر اسلامی رواجات سے پاک کرنا چاہا' وہ بھی بریلوی حضرات کے نزدیک کفار ومرتدین قرار پائے۔ان کا قصور یہ تھا کہ وہ لوگوں کو یہ کیوں بتلاتے ہیں کہ خانقاہی نظام اور آستانوں پر ہونے والی خرافات وبدعات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

ماہرین تعلیم بھی کافر ومرتد قرار پائے' کیونکہ وہ تعلیم کے ذریعے شرک و جہالت کی تاریکیوں کا مقابلہ کرتے اور معاشرے سے ہندووانہ رسموں کو ختم کرنے کے لیے آواز بلند کرتے تھے' اور اس سے ان (بریلوی ملاؤں) کا کاروبار ختم ہوسکتا تھا۔

اسی طرح تحریک آزادی کے ہیرو' مسلم سیاستدان' تحریک خلافت کے قائدین' انگریزوں کے خلاف بغاوت بلند کرنے والے اور جہاد کی دعوت دینے والے بھی بریلویوں کے فتووں اور دشمنی سے محفوظ نہ رہ سکے' کیونکہ وہ جناب بریلوی کے افکار سے متفق نہ تھے۔

بریلوی حضرات کی تکفیری مشین گن کی زد سے شائد ہی کوئی شخص محفوظ رہ سکا ہو۔ ہر وہ شخص ان کے نزدیک کافر و مرتد ٹھہرا' جس کا ذرا سا بھی ان سے اختلاف ہوا۔ حتٰی کہ بہت سے ایسے لوگ بھی ان کی تکفیر سے نہ بچ سکے' جو عقائد و افکار میں تو ان سے متفق تھے' مگر مخالفین کو کافر کہنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ جب کہ بریلوی حضرات کے نزدیک مخالفین کے کفر و ارتداد میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ اس کا ذکر مفصل آرہا ہے!

انہوں نے اپنے ایک ساتھی عبدالباری لکھنوی کو بھی کافر قرار دے دیا' کیونکہ انہوں نے بعض علماء کو کافر قرار دینے سے انکار کر دیا تھا۔[5] چنانچہ اس موضوع پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی "الطاری الداری لهفوات عبدالباری۔"

جناب احمد رضا اور ان کے ساتھی اس جملے کو بار بار دہراتے ہیں!" جس نے فلاں کے کفر میں شک کیا' وہ بھی کافر!" جو اسے۔۔۔۔۔۔!"[6]

مشہور اسلامی کاتب مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ احمد رضا خاں صاحب کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"احمد رضا فقہی اور کلامی مسائل میں بہت متشدد تھے۔ بہت جلد کفر کا فتویٰ لگا دیتے۔ تکفیر کا پرچم اٹھا کر مسلمانوں کو کافر قرار دینے کی ذمے داری انہوں نے خوب نبھائی۔ بہت سے ان کے ساتھی بھی پیدا ہو گئے جو اس سلسلے میں ان کا ساتھ دیتے رہے۔ جناب احمد رضا ہر اصلاحی تحریک کے مخالف رہے۔ بہت سے رسالے بھی ان کی تکفیر کو ثابت کرنے کے لیے تحریر کیے۔

حرمین شریفین کے علماء سے ان کے خلاف فتوے بھی لیے۔ استفتاء میں ایسے عقائد ان کی طرف

منسوب کیے جن سے وہ بری الذمہ تھے۔ امام محمد بن قاسم نانوتوی' علامہ رشید احمد گنگوہی' مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ وغیرہ کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے اور برملا ان کے کفر و ارتداد کے فتووں کا اظہار کرتے تھے۔ اپنی کتاب حسام الحرمین میں لکھتے ہیں' جو شخص ان کے کفر اور عذاب میں ذرا سا بھی شک کرے' وہ بھی کافر ہے۔ جناب احمد رضا ساری زندگی مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگانے میں مصروف و مشغول رہے۔ حتیٰ کہ کفر کے فتوے کو ایک معمولی امر تصور کیا جانے لگا اور ان کے اس عمل کی وجہ سے ہندوستان کے مسلمان اختلاف و انتشار کا شکار ہو گئے۔"[7]

تکفیر مسلمین میں جناب بریلوی تنہا نہیں تھے' بلکہ ان کے متبعین نے بھی مسلمانوں کو کفار و مرتدین کے اس زمرے میں شامل کرنے کے لیے چوٹی کا زور صرف کیا۔ اہل حدیث کا اس کے علاوہ کیا جرم تھا کہ وہ عوام کو شرک و بدعت سے اجتناب کی تلقین کرتے اور اختلاف کے وقت کتاب و سنت ہی سے ہدایت وراہنمائی حاصل کرنے کی دعوت دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَاِن تَنَازَعتُم فِی شَیءٍ فَرُدُّوہُ اِلَی اللہِ وَالرَّسُول ﴾ (النساء)

"اگر تمہارا آپس میں اختلاف ہو جائے تو اس کے حل کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم 'یعنی کتاب و سنت کی طرف رجوع کرو۔"

اسی طرح اہل حدیث کی دعوت ہے کہ امت محمدیہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کی اطاعت واتباع فرض نہیں۔۔۔۔۔۔خواہ کتنا بڑا ولی' محدث اور امام ہی کیوں نہ ہو!

حدیث میں ہے:

"جب تک تم کتاب وسنت کی اطاعت کرتے رہو گے' گمراہ نہیں ہو گے۔"

اہل حدیث نے پاک و ہند میں ہندوؤانہ رسم و رواج کو اسلامی تہذیب کا حصہ بننے سے روکا اور بدعات وخرافات کا کھل کر مقابلہ کیا انہوں نے کہا کہ دین اسلام کے مکمل ہو جانے کے بعد اب کسی نئ

چیز کی ضرورت نہیں رہی:

﴿اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَ اَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی﴾

یعنی دین اسلام عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی مکمل ہو چکا تھا۔ دین میں کسی نئے مسئلے کی ایجاد بدعت ہے' اور بدعت کے متعلق ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

من احدث فی امرنا ھذا فھو ردّ۔ وفی روایة : فشر الامور محدثاتھا و کل محدثةبدعة و کل بدعة ضلالة۔[11]

"جو دین میں کوئی چیز ایجاد کرے' اسے رد کر دیا جائے۔ ایک روایت میں ہے سب سے بری چیز دین میں نئی ایجادات ہیں۔ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی!"

نیکی اور ثواب کے تمام کاموں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا ہے۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایجاد ہونے والی رسوم ورواج اور بدعات دین اسلام کا حصہ نہیں" انہیں مسترد کر دیا جائے۔

اہل حدیث علماء نے اسی بات کی طرف دعوت دی۔ بریلوی حضرات نے اس دعوت کو اپنے عقائد و نظریات کے منافی سمجھا۔ کیونکہ اس دعوت میں ان کے میلے' عرس ومیلاد' تیجے و چالیسویں' قوالی اور گانے بجانے' رقص وسرور کی محفلیں اور شکم پروری وخواہشات نفسانی کی تکمیل کے لیے ایجاد کی جانے والی دوسری بدعات خطرے میں پڑ جاتی تھیں۔

چنانچہ انہوں نے علمائے اہل حدیث کو اپنا بدترین دشمن سمجھا اور ان کے خلاف تکفیر بازی کی مہم شروع کر دی۔

اس سلسلے میں انہوں سب سے پہلے وہابی تحریک کے سرخیل شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کو نشانہ بنایا' کیونکہ شرک و بدعت کے خلاف کھلم کھلا اعلان جنگ کرنے والے وہ سب سے پہلے شخص تھے۔ وہ توحید وسنت کا پرچم لے کر نکلے اور کفر وبدعت کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا کرتے چلے گئے۔

انہوں نے جب دیکھا کہ ہندووانہ عقائد اسلامی تہذیب کا حصہ بن رہے ہیں' حدود اللہ معطل ہوچکی ہیں' اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا جارہا ہے اور جاہل صوفیاء غلط نظریات کا پرچار کررہے ہیں' وہ کتاب وسنت کی روشنی میں صحیح اسلامی دعوت کا جھنڈا لے کر اٹھے اور انگریزوں کے خلاف عملی جہاد کے ساتھ ساتھ شرک وبدعت کے طوفان کا بھی مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اتر آئے۔

انہوں نے جب اپنی کتاب تقویۃ الایمان [12] میں لوگوں کو توحید کے عقیدے کی طرف دعوت دی' غیر اللہ سے فریاد رسی جیسے عقائد کو باطل ثابت کیا اور تقلید وجمود اور مذہبی تعصب کی بھی بیخ کنی کی۔ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ انگریزوں اور سکھوں کے خلاف جہاد میں مشغول رہے اور درس وتدریس اور وعظ و تبلیغ کے ذریعے بھی مسلمانوں کو توحید کا سبق دیتے رہے۔ دن کا جہاد کرتے' راتوں کو قیام کرتے۔ یوں مسلسل محنت اور جدوجہد سے شرک وبدعت کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ راہِ حق میں شہادت پاگئے۔ وہ اس آیت کا مصداق تھے:

﴿اِنَّ اللّٰہَ اشتَرٰی مِنَ المُومِنِینَ اَنفُسَھُم وَ اَموَالَھُم بِاَنَّ لَھُمُ الجَنَّۃَ فَیَقتُلُونَ وَ یُقتَلُونَ﴾ (التوبہ: ۱۱۱)

"اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کا مال خرید لیا ہے اور اس کے بدلے میں ان کے لیے جنت لکھ دی ہے وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور کافروں کو قتل کرتے کرتے خود بھی شہید ہوجاتے ہیں۔"

شاہ شہید رحمہ اللہ علیہ کے بعد انہوں نے ان کی دعوت کے جانشین سید امام نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ کو تکفیری مہم کا نشانہ بنایا۔ ان کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے حدیث کی نشر واشاعت میں اس وقت موجود پوری دنیا کے علماء سے زیادہ کردار ادا کیا۔ ان کے شاگردوں نے دنیا بھر میں علوم حدیث کے احیاء کے لیے مسلسل محنت کی اور درس تدریس میں مصروف رہے۔ اسی بناء پر مصری مفکر رشید رضا نے لکھا ہے:

اگر ہمارے ہندوستانی اہلحدیث بھائی حدیث کے علوم کا اہتمام نہ کرتے تو شاید ان علوم کا بہت سے علاقوں میں وجود ختم ہو جاتا۔"[14]

کیونکہ:

بہت سے مقلدین حدیث کی کتابوں کا سوائے تبرک کے کوئی فائدہ نہیں سمجھتے تھے۔"[15]

جناب بریلوی نے شاہ شہید اور سید نذیر حسین علیہما الرحمہ کو کافر قرار دیا۔ شاہ شہید علیہ الرحمہ کی تکفیر کے لئے انہوں نے ایک مستقل رسالہ "الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات الوہابیہ" تحریر کیا۔ اس کی ایک عبارت ملاحظہ ہو:

"اے سرکش منافقو اور فاسقو! تمہارا بڑا (شاہ اسماعیل شہید) یہ گمان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف عام انسانوں سے بھی کم ہے' رسول اللہ سے بغض وعداوت تمہارے منہ سے ظاہر ہو گئی۔ جو تمہارے سینوں میں ہے' وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ تم پر شیطان غالب آ چکا ہے۔ اس نے تمہیں خدا کی یاد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بھلا دی ہے۔ قرآن میں تمہاری ذلت ورسوائی بیان ہو چکی ہے۔ تمہاری کتاب تقویۃ الایمان اصل میں تفویت الایمان ہے یعنی وہ ایمان کو ضائع کر دینے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کفر سے غافل نہیں۔"[16]

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

وہابیہ اور ان کے پیشوا (شاہ اسماعیل) پر بوجوہ کثیر قطعاً یقیناً کفر لازم اور حسب تصریحات فقہائے کرام ان پر حکم کفر ثابت وقائم ہے۔ اور بظاہر ان کا کلمہ پڑھنا ان کو نفع نہیں پہنچا سکتا اور کافر ہونے سے نہیں بچا سکتا۔ اور ان کے پیشوا نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں اپنے اور اپنے سب پیروؤں کے کھلم کھلا کافر ہونے کا صاف اقرار کیا ہے۔"[17]

اب ذرا ان کے کافر ہونے کا سبب بھی ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں:

"اسماعیل دہلوی کہتا ہے کہ ایک شخص کی تقلید پر جمے رہنا' باوجودیکہ اس کے کہ اپنے امام کے خلاف

صریح احادیث موجود ہوں' درست نہیں ہے۔اس کا یہ کہنا اس کی کفریات میں سے ہے۔"[18]

یعنی امام اسماعیل شہید رحمہ اللہ اس لیے کافر ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ صریح احادیث کے مقابلے میں کسی کے قول پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ ان کی کفریہ باتوں میں سے ہے۔

لکھتے ہیں:

"انہیں کافر کہنا فقہاء واجب ہے۔ واضح ہو کہ وہابیہ منسوب ابن عبدالوہاب نجدی ہیں۔ ابن عبدالوہاب ان کا معلم اول تھا۔اس نے کتاب التوحید لکھی' تقویۃ الایمان اس کا ترجمہ ہے۔

ان کا پیشوا نجدی تھا۔اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام ناہنجار پر جزماً قطعاً یقیناً اجمالاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم ہے۔اور بلا شبہ جماہیر فقہائے کرام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر ہیں۔"[19]

ایک اور جگہ کہتے ہیں:

"اسماعیل دہلوی کافر محض تھا۔"[20]

ایک دفعہ ان سے پوچھا گیا کہ اسماعیل دہلوی کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ تو جواب دیا: "میرا عقیدہ ہے' وہ مثل یزید کے ہے۔اگر اسے کوئی کافر کہے تو اسے روکا نہ جائے۔"[21]

مزید:

اسماعیل دہلوی سرکش' طاغی شیطان لعین کا بندہ داغی تھا۔"[22]

نیز:

امام الوہابیہ یہودی خیالات کا آدمی ہے۔"[23]

ان کی کتاب تقویۃ الایمان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

" تقویۃ الایمان ایمان کو برباد کر دینے والا وہابیہ کا جھوٹا قرآن ہے۔"[24]

نیز:

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جدید قرآن تقویۃ الایمان کو جہنم پہنچایا۔"[25]

اس پر بھی مستزاد:

"تقویۃ الایمان وغیرہ سب کفری قول' نجس بول و براز ہیں۔ جو ایسا نہ جانے 'زندیق ہے۔"[26]

اس کتاب کا پڑھنا زنا اور شراب نوشی سے بھی بدتر ہے۔"[27]

ظاہر ہے یہ سارا غیظ وغضب اس لیے کہ تقویۃ الایمان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی اور وہ شرک وقبر پرستی کی لعنت سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہوئے۔

جناب بریلوی بخوبی واقف تھے کہ اس کتاب کو پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا' چنانچہ انہوں نے اس کے پڑھنے کو حرام قرار دے دیا۔ تقویۃ الایمان قرآنی آیات اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھری ہوئی ہے۔ اور پڑھنے والا جب ایک ہی موضوع پر اس قدر آیات کو ملاحظہ کرتا ہے تو وہ حیران و ششدر رہ جاتا ہے کہ یہ تمام آیات بریلوی عقائد وافکار سے متصادم ہیں اور ان کے مفہوم کا بریلوی مذہب کے بنیادی نظریات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کتاب کا قاری تردد کا شکار ہو کر بالآخر اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ وہ جن عقائد کا حامل ہے ان کا شریعت اسلامیہ سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور وہ اپنے شرکیہ عقائد کو چھوڑ کر توحید وسنت پر عمل پیرا ہو جاتا ہے۔ جناب بریلوی کو اس بات کا بہت دکھ تھا۔ چنانچہ خود بدلنے کی بجائے تقویۃ الایمان کو اپنے بغض وحسد کا نشانہ بناتے رہے۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿وَاِذَ ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَت قُلُوبُهُم وَاِذَا تُلِيَت عَلَيهِم اٰيٰتُهُ زَادَتهُم اِيمَانًا﴾ (الانفال)

"مومنوں کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے' ان کے دلوں میں اللہ کا خوف آجاتا ہے اور جب ان پر قرآنی آیات تلاوت کی جاتی ہے' ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔"

﴿وَاِذَ سَمِعُوا مَا اُنزِلَ اِلَى الرَّسُولِ تَرٰى اَعيُنَهُم تَفِيضُ مِنَ الدَّمعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الحَقِّ.﴾ (المائدہ: ۸۳)

"جب مومن قرآن مجید سنتے ہیں اور انہیں حق کی پہچان ہوتی ہے' تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔"

بہر حال قرآن کریم کی تلاوت اور اسے سمجھنے کے بعد کوئی شخص بھی بریلوی عقائد سے توبہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وفرامین سن کر کسی مومن کے لیے انہیں تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں:

﴿وَمَا كَانَ لِمُومِنٍ وَلَا مُومِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَمرًا اَن يَكُونَ لَهُمُ الخِيَرَةُ.﴾ (احزاب)

"جب اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی امر کا فیصلہ کر دیں' تو اس کے آگے کسی مومن مرد یا مومن عورت کو چوں چراں کرنے کا حق نہیں ہے۔"

﴿وَمَن يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الهُدٰى وَ يَتَّبِعُ غَيرَ سَبِيلِ المُومِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَ نُصلِهِ جَهَنَّمَ وَ سَاءَ ت مَصِيرًا.﴾ (النساء)

"ہدایت واضح ہو جانے کے بعد جو شخص اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے گا اور مومنوں کے راستے کے علاوہ کسی اور کی پیروی کرے گا' ہم اسے گمراہی کی طرف پھیر دیں گے اور جہنم میں داخل کریں گے۔۔۔۔اور جہنم برا ٹھکانہ ہے۔"

﴿مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُم عَنهُ فَانتَهُوا.﴾ (الحشر)

"جو اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہے' اس پر عمل کرو۔اور جس سے روکے' اس سے رک جاؤ۔"

اب جس شخص کا بھی یہ ایمان ہو کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مقابلے میں کسی قول کی کوئی حیثیت نہیں' تو ظاہر ہے وہ جب شرک و بدعت کے خلاف تقویۃ الایمان میں موجود آیات واحادیث پڑھے گا' تو وہ رضاخانی افکار ونظریات پر قائم نہیں رہ سکے گا۔اور یہ چیز خاں صاحب

اوران کے ساتھیوں پر بدعات وخرافات اورنذر ونیاز کے ذریعہ سے حاصل ہونے والے معاش کو بند کرنے کا باعث تھی۔لہٰذاانہوں نے یہ سارے فتوے صادر کر کے اپنے غصے کا اظہار کیا۔

سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کہ جنہیں جناب بریلوی کافر ومرتد قرار دیتے تھے' ان کے متعلق مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کے والد علامہ عبدالحئ لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "نزہۃ الخواطر" کی ایک عبارت یہاں نقل کی جاتی ہے' جس میں آپ رحمہ اللہ نے سید نذیر حسین محدّث کے احوال بیان کیے ہیں۔وہ لکھتے ہیں:

"حضرت حسین بن محسن الانصاری فرماتے ہیں کہ سید نذیر حسین یکتائے زمانہ تھے۔علم وفضل اورحلم و بردباری میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔وہ کتاب وسنت کی تعلیمات کی طرف لوگوں کی راہنمائی فرماتے تھے' ہندوستان کے علماء کی اکثریت ان کی شاگرد ہے۔

حسد کی بنا پر کچھ لوگ ان کی مخالفت بھی کرتے رہے' مگران کے حسد کی وجہ سے اس جلیل القدرامام ومحدث کی عزت میں کمی کی بجائے اضافہ ہوتا رہا۔

خودعلامہ عبدالحئ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"امام نذیر حسین محدّث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی جلالت پرتمام علماء کا اتفاق ہے۔آپ رحمہ اللہ نے درس وتدریس اورافتاء کے ذریعے اسلامی علوم کی خدمت کی۔میں خود 1312ھ میں ان کا شاگرد رہا ہوں۔اصول حدیث اوراصول فقہ میں ان سے زیادہ ماہر کوئی شخص نہ تھا۔قرآن وحدیث پر انہیں مکمل عبور حاصل تھا۔تقویٰ وپرہیز گاری میں بھی ان کی کوئی مثال نہ تھی۔ہمہ وقت درس وتدریس یا ذکر وتلاوت میں مصروف رہتے۔عجم وعرب میں ان کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔وہ اپنے دور کے رئیس المحد ثین تھے۔

دوسرے ائمہ کی طرح انہیں بھی بہت سی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔

انگریز دشمنی کے الزام میں گرفتار کیے گئے۔ایک سال جیل میں رہے' رہا ہونے کے بعد دوبارہ درس

وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ پھر حجاز تشریف لے گئے' وہاں آپ رحمہ اللہ کے اوپر حاسدین نے بہت الزامات لگائے۔آپ کو گرفتار کر لیا گیا مگر بری ہونے پر ایک دن بعد چھوڑ دیا گیا۔

آپ واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔ یہاں بھی آپ پر تکفیری فتووں کی بوچھاڑ کر دی گئی۔آپ نے تمام تکالیف برداشت کر کے ہندوستان کو قرآن وحدیث کے علوم سے منور کیا اور عصبیت و جمود کی زنجیروں کو پاش پاش کیا۔

آپ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھے۔ارض ہندوستان پر آپ کے بہت زیادہ احسانات ہیں۔قرآن وحدیث کے علوم سے دلچسپی رکھنے والے آپ کی علمی قدر و منزلت پر متفق ہیں۔ جزاہ اللہ خیرا![33]

مزید فرماتے ہیں:

سید نذیر محدث رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ زیادہ تر تدریس میں مشغول رہے۔اس لیے آپ کی تصنیفات بہت زیادہ نہیں۔آپ کی مشہور تصانیف میں معیار الحق' ثبوت الحق' مجموعۃ الفتاوی' رسالۃ الولی باتباع النبی صلی اللہ علیہ وسلم' وقعۃ الفتویٰ ودافعۃ البلوی اور رسالہ فی ابطال عمل المولد شامل ہیں۔

البتہ آپ کے فتاویٰ کو اگر جمع کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں۔آپ کے شاگردوں کے کئی طبقات ہیں۔ان میں سے جو معروف ومشہور ہیں' ان کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہے۔ بقیہ شاگرد ہزاروں سے متجاوز ہیں۔

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور تلامذہ میں سید شریف حسین' مولانا عبداللہ غزنوی' مولانا عبدالجبار غزنوی' مولانا محمد بشیر السّہسوانی' سید امیر حسین' مولانا امیر احمد الحسینی السّہسوانی' مولانا عبدالمنان وزیر آبادی' مولانا محمد حسین بٹالوی' مولانا عبداللہ غازی پوری' سید مصطفیٰ ٹونکی' سید امیر علی ملیح آبادی' قاضی ملا محمد پشاوری' مولانا غلام رسول' مولانا شمس الحق ڈیانوی' شیخ عبداللہ المغربی' شیخ محمد بن ناصر بن المبارک النجدی اور شیخ سعد بن حمد بن عتیق ہیں۔

بہت سے علماء نے قصائد کی صورت میں آپ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ مولانا شمس الحق ڈیانوی نے غایۃ المقصود میں آپ کی سوانح عمری تحریر کی ہیں۔ اسی طرح مولانا فضل حسین مظفر پوری نے اپنی کتاب الحیاۃ بعد المماۃ میں آپ کے حالات زندگی مفصلاً بیان کیے ہیں۔

مجھے مولانا (عبدالحئی لکھنوی) سید صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے 1312ھ میں سند اجازت عطا فرمائی۔

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات 10 رجب 1320ھ بروز سوموار دہلی میں ہوئی نفعنا اللہ ببرکاتہ۔ آمین!"[34]

سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس نے بخاری و بغداد کی مجالس ومحافل کی یاد تازہ کردی۔ ہندوستان کے کونے کونے سے لوگ علم حدیث کے حصول کے لیے آپ کے حلقہ درس میں شامل ہونے لگے۔

احمد رضا بریلوی نے علم ومعرفت کے اس سیل رواں کو اپنی خرافات و بدعت کے لیے خطرہ سمجھتے ہوئے آپ کو طعن وتشنیع اور تکفیر وتفسیق کا نشانہ بنایا۔انہوں نے کہا:

"نذیر حسین دیلوی لامذہباں' مجہتدنا مقلداں' مخترع طرز نوی اور مبتدع آزادروی ہے۔"[35]

مزید لکھتے ہیں:

"نذیر حسین دہلوی کے پیروکار سرکش اور شیطان خناس کے مرید ہیں۔"[38]

نیز:

"تم پر لازم ہے کہ عقیدہ رکھو' بے شک نذیر حسین دہلوی کافر ومرتد ہے۔اوراس کی کتاب معیار الحق کفری قول اور نجس براز بول ہے' وہابیہ کی دوسری کتابوں کی طرح۔"[39]

صرف اسماعیل شہید رحمہ اللہ اور سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ ہی کافر ومرتد نہیں' بلکہ جناب بریلوی کے نزدیک تمام اہل حدیث کفار ومرتد ہیں۔ارشاد فرماتے ہیں:

"غیر مقلدین (اہل حدیث) سب بے دین' پکے شیاطین اور پورے ملاعین ہیں۔"[40]

نیز:

"جو اسماعیل اور نذیر حسین وغیرہ کا معتقد ہو ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے۔ اہل حدیث سب کافر و مرتد ہیں۔"[41]

مزید ارشاد ہے:

غیر مقلدین گمراہ' بددین اور بحکم فقہ کفار و مرتدین ہیں۔"[42]

مزید:

"غیر مقلد اہل بدعت اور اہل نار ہیں۔ وہابیہ سے میل جول رکھنے والے سے بھی مناکحت ناجائز ہے۔ وہابی سے نکاح پڑھوایا' تو تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم' وہابی مرتد کا نکاح نہ حیوان سے ہوسکتا ہے نہ انسان سے۔ جس سے ہوگا زنائے خالص ہوگا۔"[43]

وہابیوں سے میل جول کو حرام قرار دینے والے کا ہندوؤں کی نذر و نیاز کے متعلق فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"ان سے سوال کیا گیا کہ ہندوؤں کی نذر و نیاز کے متعلق کیا خیال ہے؟ کیا ان کا کھانا پینا جائز ہے؟

جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "ہاں ان باتوں پر آدمی مشرک نہیں ہوتا۔"[44]

ایک دوسری جگہ ہر قسم کی نذر لغیر اللہ کو مباح قرار دیا ہے![45]

مگر سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں کو ملعون قرار دیتے ہیں:

"نذیریہ لعنہم اللہ ملعون و مرتد ابد ہیں۔"[46]

اہل حدیث کو کافر و مرتد کہنے پر ہی اکتفا نہیں کیا' بلکہ حسب عادت گالی دیتے ہوئے اور غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"غیر مقلدین جہنم کے کتے ہیں۔ رافضیوں کو ان سے بدتر کہنا رافضیوں پر ظلم اور ان کی شان خباثت

میں تنقیص ہے۔"[47]

" کفر میں مجوس یہود ونصاریٰ سے بدتر ہیں' ہندو مجوس سے بدتر ہیں۔اور وہابیہ ہندوؤں سے بھی بدتر ہیں۔"[48]

مزید ارشاد کرتے ہیں:

وہابیہ اصلاً مسلمان نہیں۔ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ان سے مصافحہ ناجائز وگناہ ہے۔جس نے کسی وہابی کی نماز جنازہ پڑھی' تو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے!"[49]

نیز:

ان سے مصافحہ کرنا حرام قطعی وگناہ کبیرہ ہے' بلکہ اگر بلاقصد بھی ان کے بدن سے بدن چھو جائے تو وضو کا اعادہ مستحب ہے۔"[50]

یہ تو تھے جناب احمد رضا صاحب بریلوی کے اہل حدیث کے متعلق ارشادات وفرامین کہ وہابی ملعون' کفار اور مرتدین ہیں۔نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز' نہ ان کی نماز جنازہ جائز' نہ ان سے نکاح کرنا جائز' نہ ان سے مصافحہ کرنا جائز۔ یہ سب شیاطین وملاعین' ہندوؤں سے بدتر کافر اور جہنم کے کتے ہیں۔جس نے کسی وہابی کی نماز جنازہ پڑھی' وہ توبہ کرے اور اپنا نکاح دوبارہ پڑھائے۔اور جس کا ان سے بدن چھو جائے' وہ وضو کرے۔

اب جناب بریلوی کے پیروکاروں کے فتوے ملاحظہ ہوں۔ بریلوی مکتب فکر کے ایک مفتی ارشاد فرماتے ہیں:

"اہل حدیث جو نذیر حسین دہلوی' امیر احمد سہسوانی'[51] امیر حسن سہسوانی'[52] بشیر حسن قنوجی[53] اور محمد بشیر قنوجی'[54] کے پیروکار ہیں' سب بحکم شریعت کافر اور مرتد ہیں۔اور ابدی عذاب اور رب کی لعنت کے مستحق ہیں!"[55]

نیز:

ثناء اللہ امرتسری کے پیروکار سب کے سب کافر اور مرتد ہیں' از روئے حکم شریعت!"[56]

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ علیہ کہ جن کے بارے میں سید رشید رضا نے کہا ہے:

"رجل الٰهی فی الهند"[57]

اور جنہوں نے تمام باطل مذاہب وادیان: قادیانی' آریہ' ہندو' مجوسی اور عیسائی وغیرہ کو مناظروں میں شکست فاش دی اور وہ اس موضوع میں حجت سمجھے جاتے ہیں' ان کے بارے میں بریلوی حضرات کا فتویٰ ہے:

"غیر مقلدین کا رئیس ثناء اللہ امرتسری مرتد ہے۔"[58]

اور خود جناب بریلوی نے لکھا ہے:

"ثناء اللہ امرتسری در پردہ نام اسلام' آریہ کا ایک غلام باہم جنگ زرگری کام۔"[59]

جناب بریلوی پوری امت مسلمہ کے نزدیک متفقہ ائمہ دین: امام ابن حزم رحمہ اللہ' امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ' امام ابن قیم رحمہ اللہ وغیرہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وہابیہ کے مقتدا ابن حزم فاسد الجزم اور ردئی المشرب تھے۔"[60]

مزید:

ابن حزم لا مذہب' خبیث اللسان۔"[61]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق کہتے ہیں:

"ابن تیمیہ فضول باتیں بکا کرتے تھے۔"[62]

خان صاحب کے ایک خلیفہ لکھتے ہیں:

"ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) نے نظام شریعت کو فاسد کیا۔ ابن تیمیہ ایک ایسا شخص تھا' جسے اللہ تعالیٰ نے رسوا کیا۔ وہ گمراہ' اندھا اور بہرہ تھا۔ اسی طرح وہ بدعتی' گمراہ اور جاہل شخص تھا۔"[63]

ایک اور نے لکھا:

ابن تیمیہ گمراہ اور گمراہ گر تھا۔"[64]

نیز:

ابن تیمیہ بد مذہب تھا۔"[65]

"ابن قیم ملحد تھا۔"[66]

امام شوکانی رحمہ اللہ کے متعلق ان کا ارشاد ہے:

"شوکانی کی سمجھ وہابیہ متاخرین کی طرح ناقص تھی۔"[67]

مزید:

شوکانی بد مذہب تھا۔"[68]

جناب بریلوی اوران کے متبعین امام محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ کے بھی سخت دشمن ہیں' کیونکہ انہوں نے بھی اپنے دور میں شرک و بدعت اور قبر پرستی کی لعنت کے خلاف جہاد کیا اور توحید باری تعالیٰ کا پرچم بلند کیا۔

ان کے متعلق احمد رضا صاحب رقمطراز ہیں:

"بد مذہب جہنم کے کتے ہیں۔ان کا کوئی عمل قبول نہیں۔محمد بن عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لیے کوئی بشارت نہیں۔اگرچہ اس کا نام محمد ہے اور حدیث میں جو ہے کہ "جس کا نام احمد یا محمد ہے" اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل نہیں کرے گا" یہ حدیث صرف سنیوں (بریلوی) کے لیے' بد مذہب (یعنی وہابی) تو اگر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر و طالب ثواب رہے' تب بھی اللہ عزوجل اس کی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم میں ڈالے۔"[69]

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

"مرتدوں میں سب سے خبیث تر وہابی ہیں۔"[70]

نیز:

وہابیہ اخبث واضر اصلی یہودی' بت پرست وغیرہ سے بدتر ہیں۔"[71]

خان صاحب لکھتے ہیں:

"وہابی فرقہ خبیثہ خوارج کی ایک شاخ ہے' جن کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ وہ قیامت تک منقطع نہ ہوں گے۔ جب ان کا ایک گروہ ھلاک ہوگا' دوسرا سر اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ ان کا پچھلا طائفہ دجال لعین کے ساتھ نکلے گا۔ تیرہویں صدی کے شروع میں اس نے دیارِ نجد سے خروج کیا اور بنام نجدیہ مشہور ہوا۔ جن کا پیشوا شیخ نجدی تھا' اس کا مذہب میاں اسماعیل دہلوی نے قبول کیا۔"[72]

خان صاحب سے پوچھا گیا کہ کیا فرقہ وہابیہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں تھا؟ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

"ہاں یہی وہ فرقہ ہے' جن کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ یہ ختم نہیں ہوئے۔ ان کا آخری گروہ دجال لعین کے ساتھ نکلے گا۔ یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانہ میں نئے رنگ نئے نام سے ظاہر رہا اور اب اخیر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا۔ بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب باتوں سے اچھی معلوم ہو' اور حال یہ ہوگا کہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے!"[73]

اپنی خرافات کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"غزوہ حنین میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غنائم تقسیم فرمائیں' اس پر ایک وہابی نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا۔ اس پر فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیجئے کہ میں منافق کی گردن ماردوں؟ فرمایا' اسے رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں۔ یہ اشارہ وہابیوں کی طرف تھا۔ یہ تھا وہابیہ کا باپ' جس کی ظاہری ومعنوی نسل آج دنیا کو گندہ کررہی ہے۔"[74]

بریلوی صاحب کے ایک پیروکار اپنے بغض وعناد کا اظہار ان لفظوں سے کرتے ہیں:

"خارجیوں کا گروہ فتنے کی صورت میں محمد بن عبدالوہاب کی سرکردگی میں نجد کے اندر بڑے زور شور

سے ظاہر ہوا۔ محمد بن عبدالوہاب باغی' خارجی بے دین تھا۔ اس کے عقائد کو عمدہ کہنے والے اس جیسے دشمنان دین' ضال مضل ہیں۔"[75]

امجد علی رضوی نے بھی اسی قسم کی خرافات کا اظہار کیا ہے![76]

ایک بریلوی مصنف نے تو الزام تراشی اور دشنام طرازی کی حد کر دی ہے۔ صدق وحیا سے عاری ہو کر لکھتا ہے:

"وہابیوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بے گناہوں کو بے دریغ اور حرمین شریفین کے رہنے والوں کی عورتوں اور لڑکیوں سے زنا کیا (لعنۃ اللہ علی الکاذبین!) سادات کرام کو بہت قتل کیا' مسجد نبوی شریف کے تمام قالین اور جھاڑ وفانوس اٹھا کر نجد لے گئے۔ اب بھی جو کچھ ابن سعود نے حرمین شریفین میں کیا[77] وہ ہر حاجی پر روشن ہے۔"[78]

ایک اور بریلوی' امام محمد بن عبدالوہاب اور ان کے ساتھیوں کے متعلق غلیظ اور غیر شائستہ زبان استعمال کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"یہ پیارے مذہب اہل سنت کا رعب حقانیت ہے کہ فراعنہ نجد حجاز کی مقدس سرزمین پر مسلط ہوتے ہوئے بھی لرز رہے ہیں' کپکپا رہے ہیں۔ (اب کہاں گیا رعب حقانیت! اب تو نہ صرف مسلط ہو چکے ہیں بلکہ اکابرین بریلویت کا داخلہ بھی وہاں بند کر دیا گیا ہے!)

لکھتے ہیں:

"ناپاک' گندے' کفری عقیدے رکھنے والے حکومت سعودیہ 'ملت نجدیہ خبیثہ 'ابن سعود کے فرزند نامسعود۔"[79]

ایک مرتبہ بمبئی کی جامع مسجد کے امام احمد یوسف نے سعودی شہزادوں کا استقبال کیا' تو بریلوی حضرات نے ان کے متعلق تکفیری فتوے دیتے ہوئے کہا:

"احمد یوسف مردود نے شاہ سعود کے بیٹوں کا استقبال کیا ہے اور نجدی حکومت کی تعریف کی ہے۔ وہ

نجدی حکومت جس کے نجس' کفریہ اور خبیث عقائد ہیں۔ اس نے کفار و مرتدین کی عزت کی ہے اور گندی نجدی ملت کا استقبال کیا ہے۔ وہ اپنے اس عمل کی وجہ سے کافر و مرتد ہو گیا ہے اور غضب الٰہی کا مستحق ٹھہرا ہے اور اسلام کو منہدم کیا۔ اس کے اس عمل کی وجہ سے عرش الٰہی ہل گیا ہے۔ جو اس کے کفر میں شک کرے' وہ بھی کافر ہے۔"[80]

یعنی سعودی خاندان کے افراد کا استقبال اتنا عظیم گناہ ہے کہ جس کے ارتکاب سے انسان کا ومرتد قرار پاتا اور غضب الٰہی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اس عمل کی وجہ سے عرش الٰہی بھی ہلنے لگتا ہے۔ دوسری طرف انگریزی استعمار کی حمایت و تائید کرنے سے ایمان میں کوئی فرق نہیں آتا' بلکہ اسے جلاء ملتی ہے!

اس کی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ اہل توحید کی دعوت ان کی "دین کے نام پر دنیاداری" کے راستے میں حائل ہوتی ہے اور عوام الناس کو ان کے پھیلائے ہوئے جال سے آزاد کرتی ہے۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ ان کی کتب قادیانی' شیعہ' بابی' بہائی' ہندو' عیسائی اور دوسرے ادیان و فرق کے خلاف دلائل و احکامات سے تو خالی ہیں' مگر اہل حدیث اور دوسرے اہل توحید کے خلاف سباب وشتائم اور تکفیر و تفسیق سے بھری ہوئی ہیں۔

اہل حدیث کے علاوہ جناب بریلوی صاحب اور ان کے پیروکاروں نے دیوبندی حضرات کو بھی اپنی تکفیری مہم کی لپیٹ میں لیا اور ان پر کفر و ارتداد کے فتوے لگائے ہیں۔

سب سے پہلے دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتوی ان کی تکفیر کا نشانہ بنے' جن کے بارے میں مولانا عبدالحئیؒ لکھنوی لکھتے ہیں:

"مولانا نانوتوی بہت بڑے عالم دین تھے' زہد و تقویٰ میں معروف تھے۔ ذکر و مراقبے میں مصروف رہتے' لباس میں تکلف نہ کرتے۔ آغاز زندگی میں صرف ذکر اللہ میں مصروف رہے' پھر حقائق و معارف کے ابواب ان پر منکشف ہوئے تو شیخ امداد اللہ (مشہور صوفی حلولی) نے انہیں اپنا خلیفہ منتخب کرلیا۔ عیسائیوں اور آریوں کے ساتھ ان کے مناظرے بھی بہت مشہور ہیں۔ ان کی وفات 1297ھ

میں ہوئی۔"[81]

دیوبندی تحریک کے بانی اور اپنے وقت میں احناف کے امام مولانا قاسم نانوتوی کے متعلق خاں صاحب لکھتے ہیں:

"قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب' جس کی "تحذیر الناس" ہے اور اس نے اپنے رسالہ میں کہا کہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو' جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ یہ تو سرکش شیطان کے چیلے اس مصیبت عظیم میں سب شریک ہیں۔"[82]

مزید کہا:

قاسمیہ لعنہم اللہ ملعون ومرتد ہیں۔"[83]

ان کے ایک پیروکار نے لکھا:

تحذیر الناس مرتد نانوتوی کی ناپاک کتاب ہے!"[84]

مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی حضرات کے بہت جید عالم وفاضل ہیں۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی ان کے متعلق لکھتے ہیں:

"شیخ امام' محدث رشید احمد گنگوہی محقق عالم وفاضل ہیں۔ صدق وعفاف توکل اور تصلب فی الدین میں ان کا کوئی مثیل نہ تھا۔ مذہبی امور میں بہت متشدد تھے۔"[85]

بریلی کے خاں صاحب کا ان کے پیروکاروں کے بارے میں خیال ہے:

"جہنمیوں کے جہنم جانے کی ایک وجہ (رشید احمد) گنگوہی کی پیروی ہوگی۔"[86]

اور ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اسے جہنم میں پھینکا جائے گا اور آگ اسے جلائے گی اور (ذق الاشرف الرشید) کا مزہ چکھلائے گی۔"[87]

نیز:

"رشید احمد کو کافر کہنے میں توقف کرنے والے کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔"[88]

ایک بریلوی مصنف نے اپنی ایک کتاب کے صفحہ میں چار مرتبہ "مرتد گنگوہی" کا لفظ دہرایا ہے۔"[89]

ان کے اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

"رشید احمد کی کتاب "براہین قاطعہ" کفری قول اور پیشاب سے بھی زیادہ پلید ہے۔ جو ایسا نہ جانے وہ زندیق ہے۔"[90]

ان کے علاوہ بریلوی خاں صاحب نے مولانا اشرف علی تھانوی کو بھی کافر و مرتد قرار دیا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی احناف کے بہت بڑے امام ہیں۔۔۔۔۔ "نزہۃ الخواطر" میں ہے:

"مولانا اشرف علی بہت بڑے عالم دین تھے۔ ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ وعظ و تدریس کے لیے منعقد کی جانے والی مجالس سے استفادہ کیا اور ہندووٴانہ رسوم وعادات سے تائب ہوئے۔"[91]

ان کے متعلق احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

"اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں سے ایک شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں ہے' جسے اشراف علی تھانوی کہتے ہیں۔ اس نے ایک چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں۔ اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے' ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔"[92]

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"بدکاری کو دیکھو' کیسے ایک دوسرے کو کھینچ کر لے جاتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفہ سب کے سب کافر و مرتد ہیں اور باجماع امت اسلام سے خارج ہیں۔ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے' خود کافر ہے۔ اور شفا شریف میں ہے' جو ایسے کو کافر نہ کہے یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک

لائے' وہ بھی کافر ہوجائے گا۔ بے شک جن چیزوں کا انتظار کیا جاتا ہے' ان سب میں بدترین دجال ہے۔اور بے شک اس کے پیروان لوگوں سے بھی بہت زیادہ ہوں گے۔"[93]

مزید لکھتے ہیں:

"جو اشرف علی کو کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔"[94]

نیز:

"بہشتی زیور (مولانا تھانوی کی کتاب) کا مصنف کافر ہے۔تمام مسلمانوں کو اس کتاب کا دیکھنا حرام ہے۔"[95]

نیز:

"اشرفیہ سب مرتد ہیں۔"[96]

تجانب اہل السنہ میں ہے:

"مرتد تھانوی!"[97]

اس طرح خان صاحب نے مشہور دیوبندی علماء مولانا خلیل احمد' مولانا محمود الحسن' مولانا شبیر احمد عثمانی وغیرہ کے خلاف بھی کفر کے فتوے صادر کیے ہیں۔

احمد رضا صاحب ان علماء وفقہاء کے پیروکاروں' عام دیوبندی حضرات کو کافر قرار دیتے ہیں ہوئے کہتے ہیں:

"دیوبندیوں کے کفر میں شرک کرنے والا کافر ہے۔"[98]

اسی پر اکتفاء نہیں کیا' مزید لکھتے ہیں:

"انہیں مسلمان سمجھنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔"[99]

مزید:

دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنے والا مسلمان نہیں۔"[100]

نیز:

دیو بندی عقیدے والے کافر و مرتد ہیں۔"[101]

اتنا کچھ کہہ کر بھی خاں صاحب کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔فرماتے ہیں:

"جو مدرسہ دیو بند کی تعریف کرے اور دیو بندیوں کو برا نہ سمجھے' اسی قدر اس کے مسلمان نہ ہونے کو بس ہے۔"[102]

اب بھی بریلویوں کے اعلیٰ حضرت کے دل کی بھڑاس نہیں نکلی۔ارشاد فرماتے ہیں:

"دیو بندیوں وغیرہ کے کھانا پینا' سلام علیک کرنا' ان سے موت وحیات میں کسی طرح کا کوئی اسلامی برتاؤ کرنا سب حرام ہے۔نہ ان کی نوکری کرنے کی اجازت ہے' نہ انہیں نوکر رکھنے کی اجازت کہ ان سے دور بھاگنے کا حکم ہے۔"[103]

نیز:

"انہیں قربانی کا گوشت دینا بھی جائز نہیں۔"[104]

جناب بریلوی کے ایک پیروکار لکھتے ہیں:

"دیو بندی' بدعتی' گمراہ اور شرار خلق اللہ ہیں"[105]

ایک اور بریلوی مصنف لکھتے ہیں:

"دیو بندیہ بحکم شریعت کفار و مرتدین لئیم ہیں۔"[106]

بریلوی اعلیٰ حضرت کے نزدیک دیو بندیوں کا کفر ہندوؤں' عیسائیوں اور مرزائیوں سے بھی بڑھ کر ہے۔فرماتے ہیں:

"اگر ایک جلسہ میں آریہ وعیسائی اور دیو بندی' قادیانی وغیرہ جو کہ اسلام کا نام لیتے ہیں' وہ بھی ہوں تو وہاں بھی دیو بندیوں کا ردّ کرنا چاہیئے' کیونکہ یہ لوگ اسلام سے نکل گئے مرتد ہو گئے اور مرتدین کی مدافعت بدتر ہے' کافر اصلی کی موافقت سے۔"[107]

اور:

"دیوبندی عقیدہ والوں کی کتابیں ہندوؤں کی پوتھیوں سے بدتر ہیں۔ان کتابوں کو دیکھنا حرام ہے۔ البتہ ان کتابوں کے ورقوں سے استنجاء نہ کیا جائے۔حروف کی تعظیم کی وجہ سے' نہ کہ ان کتابوں کی۔نیز اشرف علی کے عذاب اور کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔"[108]

ایک اور بریلوی مصنف نے یوں گل فشانی کی ہے:

"دیوبندیوں کی کتابیں اس قابل ہیں کہ ان پر پیشاب کیا جائے ان پر پیشاب کرنا پیشاب کو مزید ناپاک بناتا ہے۔اے اللہ ہمیں دیوبندیوں یعنی شیطان کے بندوں سے پناہ میں رکھ!"[109]

دیوبندی حضرات اور ان کے اکابرین کے متعلق بریلوی مکتب فکر کے کفریہ فتوے آپ نے ملاحظہ فرمائے'اب ندوۃ العلماء کے متعلق ان کے ارشادات سنئے۔

جناب برکاتی نے حشمت علی صاحب سے تصدیق کرواکے اپنی کتاب تجانب اہل السنہ میں لکھا ہے:

ندوۃ العلماء کو ماننے والے دہریے اور مرتد ہیں۔"[110]

خودخاں صاحب بریلوی کا ارشاد ہے:

ندوۃ کھچڑی ہے'ندوہ تباہ کن کی شرکت مردود'اس میں صرف بدمذہب ہیں۔"[111]

جناب بریلوی نے ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے والوں کو کافر و مرتد قرار دینے کے لیے دو رسالے (الجام السنة لاهل الفتنة)اور(مجموعة فتاوی الحرمین برجف ندوة المین)تحریر کیے۔

تجانب اہل السنہ میں بھی ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے والوں کے خلاف تکفیری فتووں کی بھرمار ہے۔"[112]

مطلقاً وہابیوں کے متعلق ان کے فتوے ملاحظہ ہوں:

"وہابیہ اور ان کے زعماء پر بوجوہ کثیر کفر لازم ہے اور ان کا کلمہ پڑھنا ان سے کفر کو دور نہیں کرسکتا۔"[113]

نیز:

"وہابیہ پر ہزار درجہ سے کفر لازم آتا ہے۔"[114]

نیز:

"وہابی مرتد باجماع فقہاء ہیں"[115]

جناب احمد رضا مزید فرماتے ہیں:

"وہابی مرتد اور منافق ہیں۔اوپر اوپر کلمہ گو ہیں۔"[116]

نیز:

"ابلیس کی گمراہی وہابیہ کی گمراہی سے ہلکی ہے۔"[117]

نیز:

"خدا وہابیہ پر لعنت کرے'ان کو رسوا کرے اور ان کا ٹھکانہ جہنم کرے۔"[118]

نیز:

وہابیہ کو اللہ برباد کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔"[119]

نیز:

"وہابیہ اسفل السافلین پہنچے۔"[120]

نیز:

اللہ عزوجل نے وہابیہ کی قسمت میں ہی کفر لکھا ہے۔"[121]

ظاہر ہے جب تمام وہابی کفار و مرتدین ہیں تو ان کی کوئی عبادت بھی قبول نہیں۔اس بات کا جناب احمد رضا نے یوں فتویٰ دیا ہے:

"وہابیہ کی نہ نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت۔"[122]

خاں صاحب سے پوچھا گیا کہ وہابیہ کی مسجد کا کیا حکم ہے؟ تو جواب دیا"ان کی مسجد عام گھر کی طرح

ہے۔جس طرح ان کی نماز باطل'اسی طرح اذان بھی۔لہٰذاان کی اذان کا اعادہ نہ کیا جائے۔"[123]

بریلوی حضرات کے نزدیک وہابیوں کو "مسلمانوں کی مساجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔

خاں صاحب کے ایک ساتھی نعیم مرادآبادی فرماتے ہیں:

"مسلمان وہابیہ غیر مقلدین کو اپنی مسجد میں نہ آنے دیں'وہ نہ مانیں تو قانونی طور پر انہیں رکوادیں۔ ان کا مسجد میں آنا فتنہ کا باعث ہے۔چنانچہ اہل سنت کی مسجد میں وہابی و غیر مقلد کو کوئی حق نہیں۔"[124]

بریلوی حضرات نے وہابیوں کو مساجد سے نکالنے کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی ہے (اخراج الوھابیین عن المساجد) یعنی "وہابیوں کو مساجد سے نکالنے کا حکم۔"

آج بھی کچھ ایسی مساجد (مثلاً بیگم شاہی مسجد اندرون مستی دروازہ لاہور) موجود ہیں جن کے دروازوں پر لکھا ہوا ہے کہ:

"اس مسجد میں وہابیوں کا داخلہ ممنوع ہے۔"

خود میں نے لاہور میں دو ایسی مساجد دیکھی ہیں'جہاں یہ عبارت ابھی تک درج ہے!

جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

"وہابیوں کے پیچھے نماز ادا کرنا باطل محض ہے۔"[125]

نیز:

"اقتدار احمد گجراتی کا بھی یہی فتویٰ ہے!"[126]

جناب بریلوی کا ارشاد ہے:

"وہابی نے نماز جنازہ پڑھائی تو گویا مسلمان بغیر جنازے کے دفن کیا گیا۔"[127]

ان سے پوچھا گیا کہ اگر وہابی مرجائے تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے'اور جو پڑھے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب میں ارشاد فرمایا:

"وہابی کی نماز جنازہ پڑھنا کفر ہے۔"[128]

نیز:

"وہابیوں کے لیے دعا کرنا فضول ہے۔وہ راہ راست پر نہیں آ سکتے۔"[129]

صرف اسی پر بس نہیں بلکہ:

"وہابیوں کو مسلمان سمجھنے والے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔"[130]

ان کے ایک پیروکار نے لکھا ہے:

"جو اعلیٰ حضرت کو برا کہے' اس کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔"[131]

وہابیوں کے ساتھ مکمل بائیکاٹ کا فتویٰ دیتے ہوئے جناب احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

"ان سب سے میل جول قطعی حرام ہے۔ان سے سلام وکلام حرام' انہیں پاس بٹھانا حرام' ان کے پاس بیٹھنا حرام' بیمار پڑیں تو ان کی عیادت حرام' مر جائیں تو مسلمانوں کا سا انہیں غسل وکفن دینا حرام' ان کا جنازہ اٹھانا حرام' ان پر نماز پڑھنا حرام' ان کو مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام' اور ان کی قبر پر جانا حرام!"[132]

ایک اور صاحب لکھتے ہیں:

"وہابیہ گمراہ اور گمراہ گر ہیں۔ان کے پیچھے نماز درست نہیں اور نہ ان سے میل جول جائز ہے۔"[133]

مزید:

"ان سے بیاہ شادی کرنا ناجائز' سلام ممنوع اور ان کا ذبیحہ نادرست' یہ لوگ گمراہ' بے دین ہیں۔ان کے پیچھے نماز ناجائز اور اختلاط ومصاحبت ممنوع ہے۔"[134]

نیز:

"وہابیوں سے مصافحہ کرنا ناجائز وگناہ ہے۔"[135]

احمد یار گجراتی کہتے ہیں:

"حنفیوں کو چاہئے کہ وہ وہابیوں کے کنویں کا پانی بے تحقیق نہ پئیں "[136]

نیز:

"وہابیوں کے سلام کا جواب دینا حرام ہے۔"[137]

مزید:

"جو شخص وہابیوں سے میل جول رکھے' اس سے بھی بیاہ شادی ناجائز ہے "[138]

احمد رضا صاحب کا ارشاد ہے:

"وہابی سے نکاح پڑھوایا تو نہ صرف یہ کہ نکاح نہیں ہوا' بلکہ اسلام بھی گیا۔ تجدید اسلام وتجدید نکاح لازم "[139]

نیز:

"نکاح میں وہابی کو گواہ بنانا بھی حرام ہے۔"[140]

خاں صاحب کے ایک خلیفہ ارشاد فرماتے ہیں:

"وہابی سے نکاح نہیں ہوسکتا کہ وہ مسلمان نہیں' کفو ہونا بڑی بات ہے۔"[141]

اور خود اعلیٰ حضرت صاحب کا فرمان ہے:

"وہابی سب سے بدتر مرتد ہیں۔ ان کا نکاح کسی حیوان سے بھی نہیں ہوسکتا۔ جس سے ہوگا زنائے خالص ہوگا۔"[142]

یہ ارشاد کئی دفعہ پڑھنے میں آیا ہے' میں پہلی مرتبہ بریلوی حضرات سے پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں کہ ان کے اعلیٰ حضرت کے نزدیک کسی وہابی کا نکاح تو حیوان سے نہیں ہوسکتا' لیکن کیا بریلوی حضرات کا ہوسکتا ہے؟

جناب احمد رضا صاحب کو اس بات کا شدید خطرہ تھا کہ لوگ وہابیوں کے پاس جا کر ان کے دلائل سن کر راہ راست پر نہ آجائیں۔ اس خطرے کو بھانپتے ہوئے خاں صاحب فرماتے ہیں:

"وہابیہ سے فتویٰ طلب کرنا حرام' حرام اور سخت حرام ہے۔"[143]

امجد علی صاحب لکھتے ہیں:

"وہابیوں کو زکوٰۃ دی' زکوٰۃ ہرگز ادا نہ ہوگی۔"[144]

بریلوی اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا' وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے؟ تو جواب میں ارشاد فرمایا:

"حرام' حرام' حرام' اور جو ایسا کرے وہ بچوں کا بدخواہ اور گناہوں میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اپنے آپ کو' اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔"[145]

وہابیوں کے ہاتھ سے ذبح کیے ہوئے جانوروں کے متعلق احمد رضا صاحب کا ارشاد ہے:

"یہودیوں کا ذبیحہ حلال ہے' مگر وہابیوں کا ذبیحہ محض نجس مردار' حرام قطعی ہے۔ اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی' پرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں۔"[146]

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

ایسے زانی کہ جن کا زنا کرنا ثابت ہو چکا ہو' ان کا ذبیحہ حلال ہے۔"[147]

یہ سارا کچھ اس لیے ہے کہ:

"وہابی یہود و نصاریٰ' ہندوؤں اور مجوسیوں سے بھی بدتر ہیں اور ان کا کفران سے بھی زیادہ ہے۔"[148]

مزید:

"وہابی ہر کافر اصلی یہودی' نصرانی' بت پرست' اور مجوسی سب سے زیادہ اخبث' اضر اور بدتر ہیں۔"[149]

نیز:

"یہ کتے سے بھی بدتر و ناپاک تر ہیں کہ کتے پر عذاب نہیں' اور یہ عذاب شدید کے مستحق ہیں۔"[150]

آہ!

﴿وَمَا نَقَمُوا مِنهُم اِلَّآ اَن یُّومِنُوا بِاللّٰهِ العَزِیزِ الحَمِیدِ﴾ (البروج:۸)

"ان لوگوں نے صرف اس بات کا انتقام لیا ہے کہ یہ (ان کی خرافات کی بجائے) اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں۔"

نیز:

"بریلوی حضرات کے نزدیک وہابیوں کی کتابوں کا مطالعہ حرام ہے۔"[152]

مزید:

"غیر عالم کو ان کی کتابیں دیکھنا بھی جائز نہیں۔"[153]

خود جناب بریلوی کا کہنا ہے:

"عالم کامل کو بھی ان کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے"[154] کہ انسان ہے' ممکن ہے کوئی بات معاذ اللہ جم جائے اور ہلاک ہو جائے۔"[155]

نیز ایک کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

"عام مسلمانوں کو اس کتاب کا دیکھنا بھی حرام ہے۔"[156]

نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں:

"ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) اور اس کے شاگرد ابن قیم جوزی (رحمہ اللہ) وغیرہ کی کتابوں پر کان رکھنے سے بچو۔"[157]

## حوالہ جات

1 مشکوٰۃ شریف۔5 مصحح دماغ مجنون ص۱۴ مطبوعہ بریلی۔6 اس کا ذکر آگے مفصلا آئے گا۔7 نزہۃ الخواطر از امام عبدالحئی لکھنوی ج ۸ ص ۳۹۔9 مشکوٰۃ المصابیح۔11 مشکوٰۃ المصابیح۔12 امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان ایک دوسرے سے بہت حد تک مشابہ ہیں اور دونوں ایک طرز پر لکھی گئی ہیں۔14 مفتاح کنوز السنہ مقدمتہ السید رشید رضا ص ق۔15 ایضاً۔16 الکوکبۃ

الشہابیۃ از احمد رضا ص ۸۔ 17 الکوبتہ الشہابیۃ از احمد رضا ص ۱۰۔ 18 ایضاً ص ۴۹۔ 19 الکوبیۃ الشہابیۃ از احمد رضا ص ۶۰۔ 20 دامان باغ ملحق سبحان السبوح ص ۱۳۴۔ 21 ملفوظات احمد رضا ج ا ص ۱۱۰ ترتیب محمد مصطفیٰ رضا بن احمد رضا بریلوی۔ ۲۲ الامن والعلی از احمد رضا ص ۱۱۲۔ 23 ایضاً ص ۱۹۵۔ 24 الامن والعلی ۲۷۔ 25 ایضاً ص ۱۹۵۔ 26 دامان باغ سبحان السبوح ص ۱۳۴۔ 72 العطایہ النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ مجموعتہ فتاویٰ البریلوی ج ۶ ص ۱۸۳۔ 33 نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۴۹۸۔ 34 نزہتہ الخواطر ص ۵۰۰، ۵۰۱۔ 35 حاجز البحرین درج شدہ فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۱۰۔ 38 حسام الحرمین علی منحرالکفر والمین ص ۱۹۔ 39 دامان سبحان السبوح از احمد رضا ص ۱۳۶۔ 40 ایضاً ص ۱۳۴۔ 41 سبحان السبوح ص ۱۳۵، ۱۳۶۔ 42 بالغ النور مندرج در فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۲۳۔ 43 فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص ۵۰، ۲، ۷، ۹۰، ۱۳۷، ۱۹۴ وغیرہ۔ 44 ایضاً جلد ۱۰ ص ۲۱۰ کتاب الحظر والاباحۃ۔ 45 ایضاً جلد ۱۰ ص ۲۱۹۔ 46 فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۵۹۔ 47 ایضاً جلد ۶۶ ص ۱۲۱۔ 48 ایضاً ص ۱۳۔ 49 بریق المنار درج شدہ فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۱۸، و فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۱۲۱۔ 50 فتاویٰ رضویہ جلد ا ص ۲۰۸۔ 51 بہت بڑے اہل حدیث عالم دین تھے۔ نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۲۷ میں ان کے حالات زندگی موجود ہیں۔ 52 اپنے دور کے امام حدیث تھے۔ 53 یہ بھی سید نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ میں سے ہیں۔ 54 جید اہل حدیث عالم 'سید صاحب کے شاگرد! حالات زندگی کے لیے ملاحظہ ہو نزہتہ الخواطر جلد ۸ ص ۴۱۵، ۴۱۶۔ 55 تجانب اہل السنّت از محمد طیب قادری تصدیق شدہ حشمت علی قادری وغیرہ ص ۲۱۹۔ 56 تجانب اہل السنہ ص ۲۴۸۔ 57 مجلّہ المنار المجلد ۳۳، ۱۳۴۱ھ ص ۲۳۹۔ 58 تجانب ص ۲۴۷۔ 59 الاستمداد از احمد رضا ص ۱۴۷۔ 60 سبحان السبوح ص ۲۷۔ 61 حاجز البحرین از احمد رضا درج شدہ فتاویٰ جلد ۲ ص ۲۳۷۔ 62 فتاویٰ رضویہ جلد ۳ ص ۳۹۹۔ 63 سیف المصطفیٰ از بریلوی ص ۹۲۔ 64 فتاویٰ صدر الافاضل ص ۳۱، ۳۲ مطبوعہ ہند۔ 65 جاء الحق از احمد یار گجراتی جلد ا ص ۴۵۵۔ 66 فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۱۹۹۔ 67 ایضاً جلد ۲ ص ۲۴۲۔ 68 سیف المصطفیٰ ص ۹۵۔ 69 احکام شریعت از احمد رضا جلد ا ص ۸۰۔ 70 ایضاً ص ۱۲۳۔ 71 ایضاً ص ۱۲۴۔ 72 الکوبتہ الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیہ ص ۵۸، ۵۹۔ 73 ملفوظات احمد رضا ص ۶۶۔ 74 ایضاً ص ۶۷، ۶۸۔ 75 الحق المبین از احمد سعید کاظمی ص ۱۰، ۱۱۔ 76 بہار شریعت جلد ا ص ۴۶، ۴۷۔ 77 جی ہاں! سب کو معلوم ہے کہ ابن سعود رحمہ اللہ اور ان کے جانشینوں نے بیت اللہ الحرام میں حجاج کرام کی سہولتوں کے لیے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ 78 جاء الحق از احمد یار گجراتی ص ۴۔ 79 تجانب اہل السنہ ص ۲۶۷۔ 80 ایضاً مختصراً ص ۲۶۸ ص ۲۷۲۔ 81 نزہتہ الخواطر جلد ۷ ص ۳۸۳۔ 82 حسام الحرمین علی منحرالکفر والمین از احمد رضا ص ۱۹۔ 83 فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص

۵۹۔84 تجانب اہل السنہ ص ۱۷۳۔85 نزہۃ الخواطر ج۸ ص ۱۴۸۔86 حسام الحرمین ص ۲۱۔87 خالص الاعتقاد از بریلوی ص ۶۲۔88 فتاویٰ افریقہ از بریلوی احمد رضا ۱۲۴۔89 تجانب اہل السنہ ص ۲۴۵۔90 سبحان السبوح ص ۱۳۴۔91 نزہۃ الخواطر ص ۸۵۔92 حسام الحرمین ص ۲۸۔93 ایضاً ص ۳۱۔94 فتاویٰ افریقہ ص ۱۲۴۔95 فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۵۴۔96 ایضاً ص ۱۰۴۔97 ایضا! ص ۲۳۷۔98 فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۸۲۔99 ایضاً ص ۸۱۔100 ایضاً جلد ۶ ص ۷۷۔101 بالغ النور مندرج فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۴۳۔102 المبین فی ختم النبیین درج شدہ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۱۱۰۔103 ایضاً ص ۹۵۔104 ایضاً ص ۱۶۷۔105 تفسیر میزان الادیان از دیدار علی جلد ۲ ص ۲۷۰۔106 تجانب اہل السنہ ص ۱۱۲۔107 ملفوظات احمد رضا ص ۳۲۵٬۳۲۶۔108 فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۱۳۶۔109 حاشیہ سبحان السبوح ص ۷۵۔110 تجانب ص ۹۰۔111 ملفوظات بریلوی ص ۲۰۱۔113 الکوکبۃ الشہابیہ از احمد رضا ص ۱۰۔114 ایضاً ص ۹۵۔115 ایضاً ص ۶۰۔116 احکام شریعت از بریلوی ص ۱۱۲۔117 ایضاً ص ۱۱۷۔118 فتاویٰ افریقہ ص ۱۲۵۔119 ایضاً ص ۱۷۲۔120 خالص الاعتقاد ص ۵۴۔121 المبین فی ختم النبیین درج شدہ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۱۹۸۔122 ملفوظات ص ۱۰۵۔123 ایضاً۔124 مجموعہ فتاویٰ نعیم الدین مراد آبادی ص ۶۴۔125 بالغ النور درج شدہ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۱۴۳ ایضاً بریق المنار در فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۱۸۔126 فتاویٰ نعیمیہ جلد ا ص ۱۰۴۔127 فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۱۲۔128 ملفوظات ص ۷۶۔129 ایضاً ص ۲۸۶۔130 المبین درج شدہ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۸۰٬۸۱۔131 فتاویٰ نعیم الدین مراد آبادی ص ۶۴۔132 فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۹۰۔133 فتاویٰ نوریہ جلد ا ص ۲۱۳۔134 مجموعہ فتاویٰ نعیم الدین ص ۱۱۲۔135 بریق المنار درج فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۱۸۔136 جاء الحق جلد ۲ ص ۲۲۲۔137 فتاویٰ افریقہ ص ۱۷۰۔138 ماحی الضلالۃ درج فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص ۷۲۔139 ایضاً ۸۹٬۵۰۔140 فتاویٰ افریقہ ص ۶۹۔141 بہار شریعت از امجد علی رضوی جلد ۷ ص ۳۲۔142 ازالۃ العار درج شدہ فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص ۱۹۴٬ ایضاً فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص ۴۶۔143 فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۴۶۔144 بہار شریعت جلد ۵ ص ۴۶۔145 احکام شریعت از بریلوی ص ۲۳۷۔146 ایضاً ص ۱۲۲۔147 فتاویٰ افریقہ ص ۲۷۔148 بالغ النور درج در فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۱۳۔149 ازالۃ العار درج فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص ۱۲۰۸۔150 المبین درج فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۹۔152 المبین درج فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۹۔153 ایضاً۔154 ملاحظہ فرمائیں خود تو بریلوی حضرات دوسروں کی کتابیں دیکھنا حرام قرار دے رہے ہیں۔لیکن جب ان کے اعلیٰ حضرت کے تحریف شدہ قرآن پر بعض حکومتوں کی طرف سے پابندی لگائی

گئی تو اس پر واویلا کرنا شروع کر دیا۔ دوسروں کی کتابوں کے مطالعے پر حرام ہونے کا فتویٰ لگانے والوں کو کیسے حق پہنچتا ہے کہ وہ اس پر صدائے احتجاج بلند کریں؟ پہلے اپنے فتووں کو تو واپس لو۔ پھر دوسروں سے اس قسم کے مطالبات کریں۔ خود تو وہ لوگوں کو وہابیوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے اور مسجدوں میں داخل ہونے سے بھی روک رہے ہیں۔ اور کسی کو اتنا بھی حق نہیں دیتے کہ وہ ان کی تحریف معنوی پر مبنی کتابوں کے داخلے پر پابندی لگا سکیں۔ 155 ملفوظات ص ۳۳۵۔ 156 بالغ النور در فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۵۴۔ 157 فتاویٰ نعیم الدین مرادآبادی ص ۳۳۔

باب4

# حج کے ملتوی ہونے کا فتوی

بریلوی حضرات کی عقل کا ماتم کیجئے' انہوں نے وہابیوں کی دشمنی میں فریضہ حج کے ساقط ہونے کا فتوٰی جاری کر دیا اور کہا چونکہ حجاز مقدس پر وہابیوں کی حکومت ہے اور وہاں مسلمانوں (بریلویوں) کے لیے امن مفقود ہے' لہٰذا حج ملتوی ہو چکا ہے۔ اور جب تک وہاں سعودی خاندان کی حکومت ہے' اس وقت تک مسلمانوں سے حج کی فرضیت ختم ہوگئی ہے۔

اس فتوے کو انہوں نے ایک مستقل رسالے (تنویر الحجة لمن یجوز التوائة الحجة) میں شائع کیا ہے۔

فتوٰی دینے والے بریلوی حضرات کوئی غیر معروف شخص نہیں بلکہ اس کے مفتی' جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے صاحبزادے مصطفٰے رضا صاحب ہیں۔ اس فتوے پر پچاس کے قریب بریلوی اکابر کے دستخط ہیں۔ جن میں حشمت علی قادری' حامد رضا بن احمد رضا بریلوی' نعیم الدین مراد آبادی اور سید دالدار علی وغیرہ شامل ہیں۔

اس میں درج ہے:

"نجس ابن سعود اور اس کی جماعت تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک جانتی ہے اور ان کے اموال کو شیر مادر سمجھتی ہے۔ ان کے اس عقیدے کی وجہ سے حج کی فرضیت ساقط اور عدم لازم ہے۔[158]

فتوے کے آخر میں درج ہے:

"اے مسلمانو! ان دنوں آپ پر حج فرض نہیں' یا ادا لازم نہیں۔ تاخیر روا ہے!" اور یہ ہر مسلمان جانتا

ہے اور اپنے سچے دل سے مانتا ہے کہ اس نجدی علیہ ما علیہ کے اخراج کی ہر ممکن سعی کرنا اس کا فرض ہے۔ اور یہ بھی ہر ذی عقل پر واضح ہے کہ اگر حجاج نہ جائیں تو اسے تارے نظر آجائیں۔ نجدی سخت نقصان عظیم اٹھائیں۔ ان کے پاؤں اکھڑ جائیں۔ آپ کے ہاتھ میں اور کیا ہے؟ یہی ایک تدبیر ہے جو ان شاء اللہ کارگر ہو گی!"[159]

مزید:

"اللہ تعالیٰ سوال کرے گا کہ جب تم پر حج فرض نہ تھا تم نے وہاں جا کر ہمارے اور ہمارے محبوبوں کے دشمنوں کو کیوں مدد پہنچائی؟ ۔۔۔۔۔۔ جب تمہیں التواء وتاخیر کی اجازت تھی اور یہ حکم ہمارے ناچیز بندے اور تمہارے خادم مصطفیٰ رضا نے تم تک پہنچا دیا تھا' پھر بھی تم نہ مانے اور تم نے ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو اپنے مال لٹوا کر ہمارے مقدس شہروں پر ان کا نجس قبضہ اور بڑھا دیا۔"[160]

یہ ہیں بریلوی مکتب فکر کے اکابرین۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے صرف جہاد کے ساقط ہونے کا فتویٰ دیا تھا' ان کے اکابرین نے انگریزی استعمار کے خلاف جہاد کے ساتھ ساتھ [161] حج کے ساقط ہونے کا فتویٰ بھی دے دیا۔[162]

دہلی کے ایک بریلوی عالم اس فتوے کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حج کے ملتوی ہونے سے نجدیہ کے ناپاک قدم ان شاء اللہ حرمین طیب وطاہر ہو جائیں گے۔"[163]

ایک اور صاحب فرماتے ہیں:

"جب تک نجدی مسلط ہیں' اس وقت تک حج کے لیے سفر کرنا اپنی دولت کو ضائع کرنے کے برابر ہے۔"

یہ فتویٰ جہاں بریلوی اکابرین کی سوچ کا آئینہ دار ہے' وہاں اسلامی شعائر کی توہین کے بھی مترادف ہے۔

باب4

# اکابرین تحریک پاکستان بریلویت کی نظر میں

بریلوی حضرات نے تحریک پاکستان کے لیے جدو جہد کرنے والوں کو بھی معاف نہیں کیا۔ان کے نزدیک قائداعظم محمد علی جناح' علامہ محمد اقبال' مولانا ظفر علی خان' تحریک خلافت کے بانی محمد علی جوہر' مولانا الطاف حسین حالی' نواب مہدی علی خان اور نواب مشتاق حسین سب کفار و مرتدین تھے۔لکھتے ہیں:

"نواب محسن الملک مہدی علی خان' نواب اعظم یار جنگ' مولوی الطاف حسین حالی' شبلی نعمانی اور ڈپٹی نذیر احمد دہلوی وزیران نیچریت' مشیران دہریت اور مبلغین زندیقیت تھے۔"[164]

علامہ اقبال رحمہ اللہ کے متعلق بریلوی فتویٰ سنئے:

فلسفی نیچری ڈاکٹر اقبال کی زبان پر ابلیس بول رہا ہے۔"[165]

مزید:

"فلسفی نیچری ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی واردو نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے۔کہیں اللہ عزوجل پر اعتراضات کی بھرمار ہے' کہیں علمائے شریعت وائمہ طریقت پر حملوں کی بوچھاڑ ہے' کہیں سیدنا جبریل امین وسیدنا موسیٰ کلیم اللہ وسیدنا عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تنقیصوں توہینوں کا انبار ہے' کہیں شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلوۃ واحکام مذہبیہ وعقائد اسلامیہ پر تمسخر واستہزاء وانکار ہے' کہیں اپنی زندیقیت و بے دینی کا فخر ومباہات کے ساتھ کھلا ہوا اقرار ہے۔"[166]

نیز:

مسلمانان اہل سنت خود ہی انصاف کرلیں کہ ڈاکٹر صاحب کے مذہب کو سچے دین اسلام کے ساتھ کیا تعلق ہے؟"[167]

علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کی تکفیر کرتے ہوئے دیدار علی صاحب نے فتویٰ دیا تھا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ڈاکٹر اقبال سے ملنا جلنا ترک کردیں' ورنہ سخت گناہ گار ہوں گے۔"[168]

استعمار کے خلاف اپنی نظموں اور تقاریر کے ذریعے مسلمانوں میں جہاد کی روح پھونکنے والے عظیم شاعر مولانا ظفرعلی خاں علیہ الرحمۃ کو کافر ثابت کرنے کے لیے ایک مستقل کتاب "القسورۃ علیٰ ادوارالحمر الکفر ۃ الملقب علی ظفر رمتہ من کفر" تحریر کی۔ یہ کتاب احمد رضا خاں صاحب کے بیٹے کی تصنیف ہے اوراس پر بہت سے بریلوی زعماء کے دستخط ہیں۔

انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والے مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تکفیر کرتے ہوئے بریلوی حضرات کہتے ہیں:

"ابوالکلام آزادمرتد ہےاوراس کی کتاب تفسیر ترجمان القرآن نجس کتاب ہے۔"[169] انا للہ وانا الیہ راجعون!

ہندوستان میں تعلیم عام ہونے کی صورت میں بریلوی افکارونظریات دم توڑنے لگے تھے' کیونکہ ان کی بنیاد جہالت پرتھی۔ اسی وجہ سے بریلویت زیادہ جاہل طبقے میں ہی مقبول ہے۔تعلیم کا حصول بریلویت کے لیے بہت بڑا خطرہ تھااور بریلوی حضرات کےنزدیک سرسیداحمد خاں کا یہ بہت بڑا جرم تھا کہ وہ مسلمانوں کوحصول علم کی رغبت دلاتے تھےاوراسی مقصد کے لیےانہوں نے جامعہ علی گڑھ کی بنیاد ڈالی تھی۔ چنانچہ بریلویت کے پیروکاروں نے انہیں بھی تکفیری فتووں کا نشانہ بنایا۔احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

"وہ خبیث مرتد تھا۔اسے سید کہنا درست نہیں۔"[170]

تجانب اہل السنہ کہ جس کی تصدیق وتوثیق بہت سے بریلوی علماء نے کی ہے' جن میں بریلویوں کے "مظہر اعلیٰ حضرت" حشمت علی قادری صاحب بھی ہیں'اس میں سرسید کے متعلق درج ہے:

"جو شخص اس کے کفریات قطعیہ یقینیہ میں سے کسی ایک ہی کفر قطعی پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے' یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے' وہ بھی بحکم شریعت مطہرۃ قطعاً یقیناً کافر و مرتد اور مستحق عذاب ابد ہے۔"171

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی تکفیر کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

"مسٹر محمد علی جناح کافر و مرتد ہے۔اس کی بہت سی کفریات ہیں۔بحکم شریعت وہ عقائد کفریہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔اور جو اس کے کفر پر شک کرے یا اسے کافر کہنے میں توقف کرے' وہ بھی کافر۔"172

اس دور کی مسلم لیگ کے متعلق ان کا فتویٰ ہے:

"یہ مسلم لیگ نہیں مظلم لیگ ہے۔"173

نیز:

بد مذہب سارے جہاں سے بدتر ہیں۔ بد مذہب جہنمیوں کے کتے ہیں۔کیا کوئی سچا ایماندار مسلمان کسی کتے اور وہ بھی دوزخیوں کے کتّے کو اپنا قائداعظم' سب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں!"174

مزید:

"مسلم لیگ کا دستور کفریات وضلالت پر مشتمل ہے۔"175

مزید سنئے:

جو محمد علی جناح کی تعریف کرتا ہے وہ مرتد ہوگیا' اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کا کلی مقاطعہ کریں' یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔"176

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے متعلق ان کا فتویٰ یہ ہے کہ ان کی جماعت ناپاک اور مرتد جماعت ہے۔[177]

بریلوی حضرات پاکستانی صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور سابق گورنر پنجاب جنرل سوار خان اوران وفاقی وزراء کوجنہوں نے امام کعبہ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن السبیل کے پیچھے نماز ادا کی تھی' ان سب پر کفر کا فتویٰ لگا چکے ہیں۔

کسی نے ان کے مفتی شجاعت علی قادری سے سوال کیا کہ ان کا کیا حکم ہے؟ مفتی صاحب نے جواب دیا:

"حضرت نورانی فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے کہ جو شخص وہابی نجدیوں کو مسلمان جانے' یا ان کے پیچھے نماز پڑھے' وہ کافر و مرتد ہے۔"[178]

جناب احمد رضا اوران کے حواری فتویٰ بازی میں بہت ہی جلد باز تھے۔ مختلف شخصیات اور جماعتوں کو کافر قرار دینے کے علاوہ معمولی معمولی باتوں پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیتے تھے۔۔۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

جناب بریلوی کا ارشاد ہے:

"جس نے ترکی ٹوپی چلائی وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔"[179]

بلا ضرورت انگریزی ٹوپی رکھنا بلاشبہ کفر ہے۔"[180]

"علوی سید کو علیوی کہنا کفر ہے۔"[181]

"علماء کی بدگوئی کرنے والا منافق و کافر ہے۔"[182]

"علمائے دین کی تحقیر کفر ہے۔"[183]

"جس نے کہا امام ابوحنیفہ کا قیاس حق نہیں ہے' وہ کافر ہو گیا۔"[184]

ایک طرف تو ان باتوں پر کفر کے فتوے لگائے جا رہے ہیں اور دوسری طرف اتنی ڈھیل دی جا رہی

ہے کہ:

"غیر خدا کا سجدہ تحیت کرنے والا ہرگز کافر نہیں۔"[185]

مزید:

"یہ کہنا ہمارے معبود محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' کفر نہیں!"[186]

نیز:

"بزرگ کا" سبحانی ما اعظم شانی "یعنی میں پاک ہوں' میری شان بلند ہے" کہنا کلمہ کفر نہیں"[187]

لیکن

"جس نے عالم کو عویلم کہا وہ کافر ہو گیا۔"[188]

اور نہایت تعجب کی بات ہے کہ اس قدر تکفیری فتوؤں کے باوجود بریلوی اعلیٰ حضرت کہا کرتے تھے:

"اگر کسی کلام میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں' اور ایک اسلام کا' تو واجب ہے کہ کلام کو احتمال اسلام پر محمول کیا جائے۔"[189]

مزید:

" کسی مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہ ہو' تو کفر کہنے والے کی طرف لوٹ آتا ہے اور کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔؟[190]

اور اس سے بھی زیادہ تعجب اور تضحیک کی بات یہ ہے کہ بریلوی حضرات اپنے اعلیٰ حضرت کے متعلق لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت تکفیر مسلم میں بہت محتاط تھے اور اس مسئلے میں جلد بازی سے کام نہ لیتے تھے۔"[191]

ایک اور صاحب لکھتے ہیں:

"وہ تکفیر مسلم میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔"[192]

جناب بریلوی خود اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ حسن احتیاط اللہ عزوجل نے ہمیں عطا فرمایا۔ ہم لا الہ الا اللہ کہنے والے کو حتی الامکان کفر سے بچاتے ہیں۔"[193]

ان تمام احتیاطات کے باوجود بریلوی حضرات کی تکفیری مہم کی زد میں آنے سے ایک مخصوص ٹولے کے علاوہ کوئی مسلمان بھی محفوظ نہیں رہ سکا۔ اگر یہ احتیاطات وتحفظات نہ ہوتے تو نہ معلوم کیا گل کھلاتے؟

آخر میں ہم اس سلسلے میں ایک مزیدار بات نقل کرکے اس باب کو ختم کرتے ہیں۔ علمائے دین نے جناب بریلوی کی کتب سے یہ ثابت کیا ہے کہ خود ان کی ذات بھی ان کے تکفیری فتووں سے محفوظ نہیں رہ سکی۔

احمد رضا خاں صاحب کئی مقامات پر شخصیات کے متعلق لکھتے ہیں کہ جو ان کے کفر میں شک کرے' وہ بھی کافر! مگر دوسری جگہ انہیں مسلمان قرار دیتے ہیں۔ مثلاً شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ علیہ کو بارہا کافر مرتد قرار دینے کے باوجود ایک جگہ کہتے ہیں "علمائے محتاطین شاہ اسماعیل کو کافر نہ کہیں'، یہی صواب ہے۔"[194]

یعنی پہلے تو کہا کہ "جو ان کے کفر میں شک کرے' وہ بھی کافر" (اس کا بیان تفصیلاً گزر چکا ہے) پھر خود ہی کہتے ہیں کہ "انہیں کافر نہیں کہنا چاہیے۔" کفر میں شک اور شک کرنے والا ان کے نزدیک کافر ہے' لہٰذا وہ خود بھی کافر ٹھہرے!

اسی طرح ایک جگہ فرماتے ہیں:" سید کا استخاف کفر ہے۔"[195]

اور خود سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ اور دوسرے کئی سید علماء کا استخفاف ہی نہیں' بلکہ انہیں کفار ومرتدین قرار دے کر کفر کے مرتکب ٹھہرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زبان کی لغزشوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

باب5

# بریلویت اورافسانوی حکایات

کتاب وسنت سے انحراف کرنے والے تمام باطل فرقے خودساختہ قصے کہانیوں کا سہارا لیتے ہیں' تاکہ وہ جھوٹی روایات کواپنا کرسادہ لوح عوام کے سامنے انہیں دلائل کی حیثیت سے پیش کرکے اپنے باطل نظریات کورواج دے سکیں۔

ظاہر ہے' کتاب وسنت سے توکسی باطل عقیدے کی دلیل نہیں مل سکتی۔مجبوراً قصص واساطیر اور جھوٹی حکایات کی طرف رخ کرنا پڑتا ہے' تاکہ جب کسی کی طرف سے دلیل طلب کی جائے تو فوراً ان حکایات کو پیش کردیا جائے۔مثلاً عقیدہ یہ ہے کہ اولیاء کرام اپنے مریدوں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کرسکتے ہیں۔اوراس کی دلیل یہ ہے کہ شیخ جیلانی رحمہ اللہ علیہ نے کسی عورت کی فریاد پر 12 برس بعد ایک ڈوبی کشتی کونمودار کرکے اس میں موجود غرق ہونے والے تمام افراد کوزندہ کردیا تھا۔

اپنی طرف سے ایک عقیدہ وضع کیا جاتا ہے'اور پھراس کو مدلل بنانے کے لیے ایک حکایت وضع کرنا پڑتی ہے۔اوراسی سے ہر باطل مذہب کا کاروبار چلتا ہے۔

ایسے لوگوں کے متعلق ہی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلّذِینَ ضَلَّ سَعیُھُم فِی الحَیَاۃِ الدُّنیَا وَھُم یَحسَبُونَ اَنَّھُم یُحسِنُونَ صُنعًا.﴾

"یعنی ان کی ساری تگ ودواور جدوجہد کامحور دنیا کی زندگی ہے۔اورگمان یہ کرتے ہیں کہ وہ اچھے کام(دین کا کام) کررہے ہیں۔

ہوتا یہ ہے کہ دنیوی طمع میں مبتلا ہوکر ایسے لوگ اپنی عاقبت برباد کر لیتے ہیں:

﴿وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ.﴾

" جسے رب کریم ہدایت کی روشنی عطا نہ کرے' اسے روشنی نہیں مل سکتی!"

کتاب وسنت کی پیروی میں ہی امت کے لیے بہتری ہے۔ اگر ہم اس سے اعراض کریں گے تو ہمارا مقدر سوائے خرافات وتوہمات کے کچھ نہ ہوگا۔ مسلمان امت کے لیے قرآن وسنت کے علاوہ کوئی تیسری چیز دلیل نہیں ہوسکتی۔ اگر قصے کہانیوں کو بھی دلائل کی حیثیت دے دی جائے تو مسلمانوں کے درمیان اتحاد کی کوئی صورت نہیں نکل سکتی۔ مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر ہی متحد ہوسکتے ہیں۔

افسانوں اور خودساختہ روایات سے حق کو باطل اور باطل کو حق قرار نہیں دیا جاسکتا۔ آج ہمارے دور میں اگر ہندوؤں کی نقل میں گھڑی ہوئی حکایتوں کو چھوڑ کر کتاب وسنت کی طرف رجوع کرلیا جائے تو بہت سے غیر اسلامی عقائد اسی وقت ختم ہوسکتے ہیں اور اتحاد کی بھی کوئی صورت نکل سکتی ہے۔

بریلوی حضرات نے بہت سی حکایتوں کو سند کا درجہ دے رکھا ہے۔ ہم ذیل میں ان کی بے شمار حکایتوں میں سے چند ایک کو نقل کرتے ہیں۔

جناب بریلوی کا عقیدہ ہے کہ بزرگان دین اپنے مریدوں کی پریشانیاں دور کرتے' غیب کا علم رکھتے اور بہت دور سے اپنے مریدوں کی پکار سن کر ان کی فریادرسی کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

" سیدی موسیٰ ابوعمران رحمہ اللہ علیہ کا مرید جہاں کہیں سے بھی انہیں پکارتا جواب دیتے' اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے زائد۔"[3]

مزید:

" حضرت محمد فرغل فرمایا کرتے تھے میں ان میں سے ہوں جو اپنی قبروں میں تصرف فرماتے ہیں۔ جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس چہرے کے سامنے حاضر ہو' مجھ سے اپنی حاجت کہے میں پوری

فرمادوں گا۔"[4]

اب ان اقوال وعقائد کی دلیل قرآن کریم کی کوئی آیت یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں' بلکہ ایک حکایت ہے جسے جناب احمد رضا خاں نے اپنے ایک رسالے میں نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

ایک دن حضرت سیدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرماتے وقت ایک کھڑاؤں بلاد مشرق کی طرف پھینکی۔ سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی۔ انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدصورت[5] نے ان کی صاحبزادی پر دست درازی کرنی چاہی' لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرومرشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا یوں ندا کی:

( یا شیخ ابی لاحظنی )

"اے میرے باپ کے پیرومرشد مجھے بچایئے!"

یہ ندا کرتے ہی کھڑاؤں آئی' لڑکی نے نجات پائی۔ وہ کھڑاؤں ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔"[6]

اس سے ملتی جلتی ایک اور حکایت نقل کرتے ہیں:

"سیدی محمد شمس الدین محمد حنفی کے ایک مرید کو دوران سفر چوروں نے لوٹنا چاہا۔ایک چور اس کے سینے پر بیٹھ گیا' اس نے پکارا:

( یا سیدی محمد حنفی! خاطر معی )

یعنی "اے میرے آقا مجھے بچایئے۔"

اتنا کہنا تھا کہ ایک کھڑاؤں آئی اور اس کے سینے پر لگی۔ وہ غش کھا کر الٹ گیا۔"[7]

ایک اور مزیدار حکایت ملاحظہ ہو:

ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا' ایک روپیہ دے۔ وہ نہ دیتا تھا۔ فقیر نے کہا: روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دکان الٹ دوں گا۔ اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع

ہو گئے۔ اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا' جس کے سب معتقد تھے۔ انہوں نے دکاندار سے فرمایا' جلد روپیہ اسے دے' ورنہ دکان الٹ جائے گی۔

لوگوں نے عرض کی' حضرت! یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے؟

فرمایا: میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی؟ معلوم ہوا بالکل خالی ہے۔ پھر اس کے شیخ کو دیکھا' اسے بھی خالی پایا۔ اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا' انہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دکان الٹ دوں۔"[8]

اندازہ لگائیں۔ ایک مانگنے والا جاہل فقیر' نماز روزے کا تارک' بے شرع' نفع ونقصان پہنچانے اور تصرفات واختیارات کا مالک ہے!

کس طرح سے یہ لوگ نجس' غلیظ' پاکی و پلیدی سے ناآشنا' مغلظات بکنے والے' ہاتھ میں کشکول گدائی لیے' گلے میں گھنگروڈالے اور میلا کچیلا لباس زیب تن کیے' لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کر کے پیٹ پوجا کرنے والے جاہل لوگوں کو عام نظروں میں مقدس' پاکباز' بزرگان دین اور تصرفات واختیارات کی مالک ہستیاں ظاہر کر رہے ہیں اور دین اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو مسخ کر رہے ہیں۔ یہی وہ تعلیمات ہیں' جن پر اس مذہب کی اساس و بنیاد ہے۔

قرآن وسنت میں تو ان افکار ونظریات کا کوئی وجود نہیں۔ انہوں نے خود ہی عقائد وضع کیے اور پھر ان کے دلائل کے لیے اس طرح کی من گھڑت حکایات کا سہارا لیا۔

اولیاء کرام کی قدرت و طاقت کو بیان کرنے کے لیے بریلوی حضرات ایک اور عجیب وغریب روایت کا سہارا لیتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"ایک شخص سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ پنجوں کے بل گھٹنے ٹیکے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جگہ خون رواں ہے۔ عرض کی:

"حضرت! کیا حال ہے؟"

فرمایا!" میں ایک قدم میں یہاں سے عرش تک گیا۔ عرش کو دیکھا کہ رب عزوجل کی طلب میں پیاسے بھیڑیے کی طرح منہ کھولے ہوئے ہے۔

"بانگے برعرش کہ ایں چہ ماجرا ست" ہمیں نشان دیتے ہیں کہ (الرحمٰن علی العرش استویٰ) کہ رحمان عرش پر مستوی ہے۔ میں رحمان کی تلاش میں تجھ تک آیا' تیرا حال یہ پایا؟"

عرش نے جواب دیا: مجھے ارشاد کرتے ہیں کہ اے عرش! اگر ہمیں ڈھونڈنا چاہتے ہو تو بایزید کے دل میں تلاش کرو۔"[9]

بریلوی مکتب فکر کے نزدیک اولیاء کرام سے جنگل کے جانور بھی خوف کھاتے ہیں اور ان کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اس کی دلیل کے لیے جناب احمد رضا جس حکایت کی طرف رخ کرتے ہیں' وہ یہ ہے:

"ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے۔ ان کی خدمت میں دو عالم حاضر ہوئے۔ آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ تجوید کے بعض قواعد مستحبہ ادا نہ ہوئے۔ ان کے دل میں خطرہ گزرا کہ اچھے ولی ہیں' جن کو تجوید بھی نہیں آتی۔ اس وقت تو حضرت نے کچھ نہ فرمایا۔ مکان کے سامنے ایک نہر جاری تھی۔ یہ دونوں صاحبان نہانے کے واسطے وہاں گئے کپڑے اتار کر کنارے پر رکھ دیے اور نہانے لگے۔ اتنے میں ایک نہایت ہیبت ناک شیر آیا اور سب کپڑے جمع کر کے ان پر بیٹھ گیا۔ یہ صاحب ذرا ذرا سی لنگوٹیاں باندھے ہوئے تھے۔ اب نکلیں تو کیسے؟

جب بہت دیر ہوگئی' حضرت نے فرمایا کہ "بھائیوں ہمارے دو مہمان سویرے آئے تھے وہ کہاں گئے؟"

کسی نے کہاں' حضور وہ تو اس مشکل میں ہیں۔ آپ تشریف لے گئے اور شیر کا کان پکڑ کر طمانچہ مارا۔ اس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ آپ نے اس طرف مارا' اس نے اس طرف منہ پھیر لیا۔

فرمایا' ہم نے کہا تھا ہمارے مہمانوں کو نہ ستانا۔ جلا چلا جا! شیر اٹھ کر چلا گیا۔ پھر ان صاحبوں سے

فرمایا' تم نے زبانیں سیدھی کی ہیں اور ہم نے دل سیدھا کیا۔ یہ ان کے خطرے کا جواب تھا!"[10]

کچھ ایسی حکایتیں بھی ہیں' جنہیں سن کر ہنسی کے ساتھ بیک وقت رونا بھی آتا ہے۔ ان میں سے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔ ارشاد کرتے ہیں:

"سیدی احمد سجلماسی کی دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے دوسری سے ہمبستری کی' یہ نہیں چاہئے۔ عرض کیا' حضور! وہ اس وقت سوتی تھی۔

فرمایا:

سوتی نہ تھی' سوتے میں جان ڈال لی تھی (یعنی جھوٹ موٹ سوئی ہوئی تھی) عرض کیا: حضور کو کس طرح علم ہوا؟ فرمایا' جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا؟ عرض کیا' ہاں ایک پلنگ خالی تھا!

فرمایا اس پر میں تھا۔"[11]

اس طرح کی خرافات نقل کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے تو انہیں کتاب و سنت کے مقابلے میں معاذ اللہ دلائل و براہین کی حیثیت دے رکھی ہے۔

اسی طرح کی غلیظ' نجس اور جنسی حکایتوں کا نام انہوں نے دین و شریعت رکھ لیا ہے۔ اس سے انکار کو یہ لوگ وہابیت اور کفر و ارتداد سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایک بدقماش انسان' جسے یہ لوگ شیخ اور پیر جیسے القاب سے نوازتے ہیں' مرید اور اس کی بیوی کے درمیان سوتا اور وقت مباشرت خاوند اور بیوی کی حرکات و سکنات دیکھ کر محفوظ ہوتا ہے۔ یہ فحاشی و عریانی ہے' یا دین و شریعت؟ اگر یہی دین و شریعت ہے تو آنکھ نیچی رکھنے اور فواحش سے اجتناب وغیرہ کے احکامات کا کیا معنی ہے؟ اور بریلوی قوم کے یہ بزرگان دین ہی اس قسم کی حرکات کا ارتکاب شروع کر دیں تو مریدوں کا کیا عالم ہوگا؟ اور پھر بڑی وضاحت اور ڈھٹائی کے ساتھ حکایت نقل کرنے کے بعد جناب خلیل برکاتی فرماتے ہیں:

"اس سے ثابت ہوا' شیخ مرید سے کسی وقت جدا نہیں ہوتا۔ ہر آن ساتھ ہے۔ اس طرح بے شک

اولیاء اور فقہاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کرتے ہیں اور وہ ان کی نگہبانی کرتے ہیں۔ جب اس کا حشر ہوتا ہے' جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے' جب اس سے حساب لیا جاتا ہے' جب اس کے عمل تلتے ہیں اور جب وہ پل صراط پر چلتا ہے' ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔"[12]

جناب بریلوی اپنے "ملفوظات" میں ایک اور حکایت نقل کرکے قبروں پر عرس اور میلوں کے فوائد بتلانا چاہتے ہیں' تاکہ بدقماش افراد ان میلوں اور عرسوں میں زیادہ تعداد میں شرکت کرکے مزارات سے "فیض" حاصل کریں۔ ارشاد کرتے ہیں:

"سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رحمہ اللہ کے مزار پر ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی۔ وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے تو صاحب مزار نے ارشاد فرمایا:

عبدالوہاب۔ وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟

عرض کیا' ہاں! شیخ سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہئے۔ ارشاد فرمایا:

اچھا ہم نے وہ کنیز تم کو ہبہ کی۔ آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔"[13]

خادم کو اشارہ ہوا' انہوں نے وہ آپ کی نذر کر دی۔

(صاحب مزار) نے ارشاد فرمایا' اب دیر کاہے کی ہے؟ فلاں حجرہ[14] میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو![15]

جناب بریلوی دراصل ان حکایتوں سے ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اولیائے کرام کو غیب کا علم حاصل ہے۔ وہ اپنے مریدوں کے دلوں کی باتوں سے نہ صرف واقف ہیں' بلکہ ان کی خواہشات کی تکمیل پر قدرت وتصرف بھی رکھتے ہیں۔ دعویٰ اور پھر اس کی دلیل پیش کرنا چاہتے ہیں کہ صرف مرشد اور پیر ہی

علم غیب نہیں رکھتے' بلکہ ان کے مریدوں سے بھی کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔فرماتے ہیں:

"حضرت سیدی سید محمد گیسودراز قدس سرہ کہ اکابر علماء اور اجلہ سادات سے تھے۔جوانی کی عمر تھی۔ سادات کی طرح شانوں تک گیسو رکھتے تھے۔ایک بار سر راہ بیٹھے ہوئے تھے۔حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمہ اللہ علیہ کی سواری نکلی' انہوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسی دیا۔حضرت خواجہ نے فرمایا:

"سید فروترک" سید! اور نیچے بوسی دو۔انہوں نے پائے مبارک پر بوسہ لیا۔فرمایا "سید فروترک" انہوں نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا۔ایک گیسو کہ رکاب مبارک میں الجھ گیا تھا' وہیں الجھا رہا اور رکاب سم تک بڑھ گیا۔حضرت نے فرمایا "سید فروترک" انہوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا۔گیسو رکاب مبارک سے جدا کر کے تشریف لے گئے۔لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید نے یہ کیا کیا؟

یہ اعتراض حضرت سید گیسودراز نے سنا' فرمایا کہ لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان بوسوں کے عوض میں کیا عطا فرمایا؟

جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا' عالم جبروت روشن ہوا۔اور جب زمین پر بوسہ دیا لاہوت کا انکشاف ہوگیا۔"[16]

اسی قسم کے لوگوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ﴾**

"یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی خرید لی ہے۔ان کی تجارت نفع مند نہیں' یہ راہ ہدایت سے بھٹکے ہوئے ہیں۔"

بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ موت کے بعد بھی وہ دنیوی زندگی کی طرح اٹھتے بیٹھتے' سوتے اور جاگتے ہیں۔اپنے مریدوں کی باتوں

کو سنتے اوران کی طلب کو پورا کرتے ہیں۔

ظاہر ہے' یہ من گھڑت عقیدہ کتاب اللہ اورسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ثابت نہیں ہے۔ البتہ بہت سی حکایات ایسی ہیں جن سے اس عقیدے کے دلائل مہیا ہو جاتے ہیں۔ خاں صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

"امام وقطب حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ ہر سال حاجیوں کے ہاتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کر بھیجتے۔خود جب حاضر ہوئے روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ:

"میں جب دور تھا تو اپنی روح بھیج دیتا تھا کہ میری طرف سے زمین کو بوسہ دے تو وہ میری نائب تھی۔اب باری میرے بدن کی ہے کہ جسم خود حاضر ہے۔دست مبارک عطا ہو کہ میرے لب اس سے بہرہ پائیں۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک روضہ شریف میں سے ظاہر ہوا اور امام رفاعی نے اس پر بوسہ دیا۔"[18]

یہ تو تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان کا عقیدہ۔اب یہی عقیدہ ان کے اپنے بزرگان دین کے متعلق ملاحظہ فرمائیں:

"امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ ہر سال حضرت سید احمد بدوی کبیر رضی اللہ عنہ کے عرس پر حاضر ہوتے۔ایک دفعہ انہیں تاخیر ہوگئی تو مجاوروں نے کہا کہ تم کہاں تھے؟ حضرت بار بار مزار مبارک سے پردہ اٹھا کر فرماتے رہے ہیں:

عبدالوہاب آیا؟ عبدالوہاب آیا؟[19]

(جب مجاوروں نے یہ ماجرا سنایا) تو عبدالوہاب شعرانی کہنے لگے:

کیا حضور کو مرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے؟

مجاوروں نے کہا: اطلاع کیسی؟ حضور تو فرماتے ہیں کہ کتنی ہی منزل پر کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا

ارادہ کرے' میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں' اس کی حفاظت کرتا ہوں۔"[20]

اس پر مستزاد کہ:

"دو بھائی اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے۔ ان کا ایک تیسرا بھائی بھی تھا' جو زندہ تھا۔ جب اس کی شادی کا دن تھا تو دونوں بھائی بھی شادی میں شرکت کے لیے تشریف لائے۔

وہ بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ تم تو مر چکے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کے لیے بھیجا ہے۔

چنانچہ ان دونوں (فوت شدہ) بھائیوں نے اپنے تیسرے بھائی کا نکاح پڑھا اور واپس اپنے مقامات پر چلے گئے۔[21]

یہ دلیل ہے اس بات کی کہ نیک لوگ مرنے کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں اور دنیا سے ان کا تعلق ختم نہیں ہوتا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون!

اور دلیل ملاحظہ ہو:

"ابوسعید فراز قدس سرہ راوی ہیں کہ میں مکہ معظّمہ میں تھا۔ باب بنی شیبہ پر ایک جوان مرا پڑا پایا۔ جب میں نے اس کی طرف نظر کی تو مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا: (یا ابا سعید اما علمت ان الاحیاء احیاء وان ماتوا وانما ینقلبون من دار الی دار) یعنی "اے ابوسعید! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے پیارے (مرنے کے بعد بھی) زندہ ہوتے ہیں' اگرچہ بظاہر مرجاتے ہیں۔ وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف لوٹتے ہیں۔"[22]

مزید سنئے:

"سیدی ابوعلی قدس اللہ سرہ راوی ہیں:

میں نے ایک فقیر (یعنی صوفی) کو قبر میں اتارا' جب کفن کھولا' ان کا سر خاک پر رکھ دیا۔ فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا:"

"اے ابو علی! تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے؟"

میں نے عرض کی "اے میرے سردار! کیا موت کے بعد بھی تم زندہ ہو؟" (کہا) (بلٰی انا حیّ و کلّ محبّ اللہ حیّ لا نصرنك بجاهي غدًا)

"میں زندہ ہوں' اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے' بیشک وہ عزت جو مجھے روز قیامت ملے گی' اس سے میں تیری مدد کروں گا۔"[23]

"ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا:

"میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے (ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ مردے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں) پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے' اس کے کفن میں اچھے کفن کا کپڑا رکھ دینا۔ صبح کو صاحبزادے نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔

تیسرے روز خبر ملی' اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ لڑکے نے فوراً انہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا؛

یہ میری ماں کو پہنچا دینا!

رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا'

خدا تمہیں جزائے خیر دے' تم نے بہت اچھا کفن بھیجا!"[24]

مزید:

"جون پور کی ایک نیک لڑکی فوت ہو گئی۔ اسے جون پور میں ہی دفن کر دیا گیا۔ اس طرح جون پور ہی کا ایک گناہ گار شخص مدینہ منورہ میں دفن کر دیا گیا۔

پھر کوئی صاحب حج کو گئے تو دیکھا کہ مدینہ منور میں گناہ گار آدمی کی قبر میں تو لڑکی ہے اور اس لڑکی کی قبر میں وہ گناہ گار ہے۔"

یعنی مرنے کے بعد وہ ایک دوسرے کی قبر میں منتقل ہو گئے!

بریلوی مکتب فکر کے پیروکاروں کا عقیدہ ہے کہ اولیاء نہ صرف مرنے کے بعد خود زندہ رہتے ہیں' بلکہ وہ دوسرے مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔۔۔۔[26]

دلیل ملاحظہ ہو:

"حضور پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں ایک مرتبہ تیز ہوا چل رہی تھی۔اسی وقت ایک چیل اوپر سے چلاتی ہوئی گزری' جس سے اہل مجلس کی نگاہیں منتشر ہوئیں۔آپ نے نظر مبارک اٹھا کر دیکھا' فوراً وہ چیل مرگئی۔سر علیحدہ اور دھڑ علیحدہ۔بعد ختم وعظ حضور تشریف لے چلے۔وہ چیل بدستور مری پڑی تھی۔آپ نے ایک ہاتھ میں سر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ میں جسم' اور دونوں کو بسم اللہ کہہ کر ملا دیا۔فوراً اڑتی ہوئی چلی گئی۔"[27]

بریلوی حضرات کی بعض حکایات میں بڑے دلچسپ لطیفے ہوتے ہیں۔ایسی ہی ایک حکایت آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"دو صاحب اولیائے کرام میں سے تھے۔ایک صاحب دریا کے اس کنارے اور دوسرے اس پار رہتے تھے۔ان میں سے ایک صاحب نے اپنے ہاں کھیر پکائی اور خادم سے کہا' اسے میرے دوست تک پہنچا دے۔

خادم نے کہا' حضور راستے میں دریا پڑتا ہے۔کیوں کر پار اتروں گا؟ کشتی وغیرہ کا تو سامان نہیں!'

فرمایا' دریا کے کنارے جا اور کہہ:" میں اس کے پاس آیا ہوں جو آج تک اپنی عورت کے پاس نہیں گیا۔"

خادم حیران تھا کہ یہ کیا معمہ ہے؟

اس واسطے کہ حضرت صاحب اولاد تھے۔بہر حال تعمیل حکم ضروری تھی۔دریا پر گیا اور وہ پیغام جو ارشاد فرمایا تھا کہا۔دریا نے فوراً راستہ دے دیا۔

اس نے پار پہنچ کر اس بزرگ کی خدمت میں کھیر پیش کی۔

انہوں نے نوش جان فرمائی اور فرمایا' ہمارا سلام اپنے آقا سے کہہ دینا۔ خادم نے عرض کی' سلام تو جبھی کہوں گا جب دریا سے پار جاؤں گا۔ فرمایا دریا پر جا کر کہئے "میں اس کے پاس سے آیا ہوں' جس نے تیس برس سے آج تک کچھ نہیں کھایا۔" خادم بڑا حیران ہوا کہ ابھی تو انہوں نے میرے سامنے کھیر کھائی ہے' مگر بلحاظ ادب خاموش رہا۔ دریا پر آ کر جیسا فرمایا تھا' کہہ دیا۔ دریا نے پھر راستہ دے دیا!"[28]

اولیائے کرام کی قدرت پر ایک اور دلیل:

"حضرت یحیٰؒ منیری کے ایک مرید ڈوب رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا' اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکالوں۔ ان مرید نے عرض کی' یہ ہاتھ حضرت یحیی منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں' اب دوسرے کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحیٰؒ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔"[29]

ایک اور دلچسپ حکایت سنئے:

"حضرت بشر حافی قدس اللہ سرہ پاؤں میں جوتا نہیں پہنتے تھے۔ جب تک وہ زندہ رہے' تمام جانوروں نے ان کے راستے میں لید گوبر پیشاب کرنا چھوڑ دیا کہ بشر حافی کے پاؤں خراب نہ ہوں۔ ایک دن کسی نے بازار میں لید پڑی دیکھی' کہا:

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

پوچھا گیا' کیا ہے؟

حافی نے انتقال کیا۔ تحقیق کے بعد یہ امر نکلا۔"[30]

اولیاء کرام چاہیں تو اہل قبور پر سے عذاب بھی اٹھا سکتے ہیں۔ دلیل ملاحظہ ہو:

"ایک بار حضرت سیدی اسماعیل حضرمی ایک قبرستان میں سے گزرے۔ امام محبّ الدین طبری بھی

ساتھ تھے۔ حضرت سیدی اسماعیل نے ان سے فرمایا:

(اتؤمن بکلام الموتیٰ؟)

" کیا آپ اس پر ایمان لاتے ہیں کہ مُردے زندوں سے کلام کرتے ہیں؟"

عرض کیا' ہاں۔ فرمایا' اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے:

(انا من حشوب الجنت)

"میں جنت کی بھرتی میں سے ہوں۔"

آگے چلے' چالیس قبریں تھیں۔ آپ بہت دیر تک روتے رہے' یہاں تک کہ دھوپ چڑھ گئی۔ اس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا' تو بھی انہیں میں ہے۔

لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی تو عرض کی' حضرت! یہ کیا راز ہے؟ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا؟

فرمایا' ان قبور پر عذاب ہو رہا تھا' جسے دیکھ کر میں روتا رہا اور میں نے شفاعت کی۔ مولا تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور ان سے عذاب اٹھالیا۔

ایک قبر گوشے میں تھی' جس کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا۔ اس میں سے آواز آئی:

(یا سیدی انا منھم انا فلانۃ المغنیۃ)

"اے میرے آقا! میں بھی تو انہیں میں ہوں' میں فلاں گانا گانے والی ڈومنی ہوں۔"

مجھے اس کے کہنے پر ہنسی آگئی میں میں نے کہا:

(انت منھم)

"تو بھی انہی میں سے ہے۔"

"اس پر سے بھی عذاب اٹھالیا گیا!"[31]

خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے۔ آپ نے

دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے۔کھانا کھاتے ہوئے دفعتاً رونے لگا۔وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لیے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ اکبر کے پاس کلمہ طیبہ ستر ہزار پڑھا ہوا محفوظ تھا۔آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کردیا۔فوراً وہ لڑکا ہنسا۔آپ نے ہنسنے کا سبب دریافت فرمایا۔لڑکے نے جواب دیا کہ حضور! میں نے ابھی دیکھا' میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لیے جاتے ہیں۔"[32]

یہ ہیں بریلوی حضرات کے وہ قطعی دلائل جن کا انکار کفر وارتداد کے مترادف ہے۔جوان کا منکر ہوگا اس پر وہابی کافر کا فتویٰ لگا دیا جائے گا۔

ستم بالائے ستم یہ کہ بریلوی حضرات ان حکایات و اساطیر کے ذریعے نہ صرف یہ کہ لوگوں کو خودساختہ بزرگان دین کا غلام بنانا چاہتے ہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ سے مخلوق کو دور کرنے کے لیے یہ تاثر بھی دینا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اختیارات وتصرفات ان اولیاء کی طرف منتقل ہو چکے ہیں۔اب فریادرسی و حاجت روائی صرف اولیاء سے ہی کی جائے گی۔رب کائنات سے مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں۔جو کچھ لینا ہے وہ بزرگوں سے لیا جائے' جو مانگنا ہو وہ ان سے مانگا جائے۔یہی مدد فرمانے والے اور فریادرسی کرنے والے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے تمام اختیارات انہیں تفویض کر کے خود معاذ اللہ، اللہ معطل ہو چکا ہے۔اس تک کسی کی رسائی بھی ممکن نہیں اور اس سے مانگنے کی کسی کو ضرورت بھی نہیں۔

جناب بریلوی رقمطراز ہیں:

"ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمہ اللہ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے۔بعد میں ایک شخص آیا' اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا' عرض کی' میں کس طرح آؤں؟ فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔جب بیچ دریا پہنچا' شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں؟

اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا' حضرت میں چلا۔ فرمایا' وہی کہہ یا جنید یا جنید۔ جب کہا' دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت! یہ کیا بات تھی' آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطے کھاؤں؟

فرمایا ارے نادان! ابھی تو جنید تک نہیں پہنچا' اللہ تک رسائی کی ہوس ہے؟"[34]

یعنی عام انسانوں کو چاہیے کہ وہ صرف اپنے بزرگوں اور پیروں کو ہی پکاریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تک ان کی رسائی ممکن نہیں۔۔۔۔۔۔ جب کہ رب کریم کا ارشاد ہے:

﴿وَاِذَا سَالَکَ عِبَادِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِیبٌ اُجِیبُ دَعوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾

"جب (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو فرما دیجئے' میں ان کے قریب ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارے' میں اس کی پکار سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔"

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنَحنُ اَقرَبُ اِلَیہِ مِن حَبلِ الوَرِیدِ﴾

"ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔"

بریلوی حضرات حکایات سے جو کچھ ثابت کرنا چاہتے ہیں' قرآن مجید کی آیات اس کی مخالفت کرتی ہیں۔

ہم ایک اور حکایت بیان کر کے اس بات کو ختم کرتے ہیں۔ جناب بریلوی ارشاد کرتے ہیں:

"ایک صاحب پیر کامل کی تلاش میں تھے۔ بہت کوشش کی' مگر پیر کامل نہ ملا۔ طلب صادق تھی۔ جب کوئی نہ ملا تو مجبور ہو کر ایک رات عرض کیا' اے رب تیری عزت کی قسم! آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا' اس سے بیعت کر لوں گا۔ صبح کی نماز پڑھنے جا رہے تھے' سب سے پہلے راہ میں ایک چور ملا جو چوری کے لیے آ رہا تھا۔ انہوں نے ہاتھ پکڑ لیا کہ حضرت بیعت لیجئے۔ وہ حیران ہوا' بہت انکار کیا' نہ مانے۔ آخر کار اس نے مجبور ہو کر کہہ دیا کہ حضرت میں چور ہوں' یہ دیکھئے چوری کا مال میرے پاس

موجود ہے۔ آپ نے فرمایا! میرا تو میرے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے پہلے جو بھی ملے گا بیعت کرلوں گا۔ اتنے میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے اور چور کو مراتب دیے' تمام مقامات فوراً طے کر لیے' ولی کیا اور اس سے بیعت لی اور انہوں نے ان سے بیعت لی۔"[35]

یہ ہیں بریلویوں کی حکایات۔ ان حکایات سے بریلوی حضرات ایسے عقائد ثابت کرنا چاہتے ہیں' جن کا وجود کتاب و سنت میں نہیں ہے۔ اور ان آیات و احادیث کے مقابلے میں وہ انہیں دلائل کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔

﴿ذَلِکَ مَبلَغُھُم مِّنَ العِلمِ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِیلِہٖ وَھُوَ اَعلَمُ بِمَنِ اھتَدٰی﴾

"یہ ہے ان کے علم کی حد! بے شک تیرا پروردگار ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کے سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں' اور ان سے بھی بخوبی واقف ہے جو ہدایت یافتہ ہیں۔"

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَم حَسِبتَ اَنَّ اَکثَرَھُم یَسمَعُونَ اَو یَعقِلُونَ اِن ھُم اِلَّا کَالاَنعَامِ بَل ھُم اَضَلُّ سَبِیلا﴾

"اے میرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کیا تو سمجھتا ہے کہ لوگوں کی اکثریت سنتی اور سمجھتی ہے؟ نہیں ان کا حال تو جانوروں جیسا ہے بلکہ یہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں!"

اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے اور گمراہی سے محفوظ رکھے۔ آمین!

## حوالہ جات

3 انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ درج شدہ مجموعہ رسائل رضویہ از بریلوی جلد اص ۱۸۲۔ 4 ایضاً۔ 5 یعنی اگر بدصورت نہ ہوتا تو کوئی

حرج نہ تھا۔6انوار الانتباہ جلد اص ۱۸۲۔7ایضاً ص ۱۸۱۔8ملفوظات مجدد مائۃ حاضرہ ہی ترتیب مصطفیٰ رضا ۱۸۹۔9حکایات رضویہ ترتیب خلیل احمد برکاتی ص ۱۸۱' ۱۸۲۔10حکایات رضویہ ص ۱۱۰۔11حکایات رضویہ از برکاتی قادری ص ۵۵۔12حکایات رضویہ تعلیق خلیل برکاتی ص ۵۵' ایضا! حاشیہ الاستمداد علی اجیال الارتداد از مصطفیٰ رضا ص ۳۵۔13 کنیزوں کو مزاروں کی نذر کرنے کے بعد کیا اس میں ہندوؤں اور دور جاہلیت کی نذر و نیاز میں کوئی فرق باقی رہ جاتا ہے؟ نستغفر اللہ!14 کیا اسی مقصد کے لیے مزاروں کے پہلوؤں میں حجرے تعمیر کئے جاتے ہیں؟ اور کیا انہی نفسانی وحیوانی خواہشات کی تکمیل کے لیے عورتوں کو مزاروں پر کثرت سے آنے کی ترغیب دی جاتی ہے؟15ملفوظات احمد رضا ۲۷۵' ۲۷۶۔16حکایات رضویہ نقل از احمد رضا ص ۶۳' ۶۴۔18رسالہ ابر المقال فی قبلۃ الاجلال درج شدہ در مجموعہ رسائل از بریلوی ص ۱۷۳۔19ایک طرف تو ان حضرات کا عقیدہ ہے کہ اولیائے کرام کو غیب کی تمام باتوں کا علم ہوتا ہے' دوسری طرف کہتے ہیں کہ شیخ بدوی مجاوروں سے پوچھتے رہے کہ عبدالوہاب آیا یا نہیں؟ اگر غیب کا علم تھا تو بار بار عبدالوہاب کی آمد کے متعلق استفسار کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور اس بات کا کیا مفہوم ہے کہ میں مزاروں پر آنے کا ارادہ کرنے والے ہر شخص کے ساتھ ہوتا ہوں اور اس کی حفاظت کرتا ہوں؟ کیسا عجیب اور دلچسپ تضاد ہے؟۔20ملفوظات بریلوی ص ۲۷۵۔21حکایات رضویہ ص ۱۱۶' ایضاً انوار الانتباہ درج شدہ مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت جلد اص ۱۷۵۔22رسالہ احکام قبور مومنین درج شدہ مجموعہ رسائل جلد ۲ ص ۲۴۳۔23ایضاً ۲۴۳' ۲۴۴۔24ملفوظات ص ۹۵۔25مواعظ نعیمیہ از اقتدار احمد گجراتی ص ۲۶۔26حکایات رضویہ ص ۷۱۔27باغ فردوس از قناعت علی رضوی ص ۲۷۔28حکایات رضویہ ص ۳۵۔29ملفوظات جلد ۲ ص ۱۶۴۔30حکایات رضویہ ص ۱۷۲۔31حکایات رضویہ ص ۵۷' ۵۸' ایضاً ملفوظات احمد رضا ص ۲۰۰' ۲۰۱۔32ملفوظات احمد رضا ص ۸۲' ایضاً حکایات رضویہ ص ۴۸۔34حکایات رضویہ ص ۵۲' ۵۳۔35حکایات رضویہ ص ۷۱' ۷۲۔

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

website: http://www.muwahideen.vze.com

email: muwahideen@yahoo.com